اسلام کی مظلوم شخصیات

جلد ششم

تالیف

حبیب الامت عارف باللہ

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی، بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور اعظم گڑھ، یوپی

خلیفہ ومجاز بیعت

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری

ناشر

مکتبہ حبیب الامت

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور اعظم گڑھ، یوپی انڈیا

اسلام کی مظلوم شخصیات ۶ حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم مکتبہ حبیب الامت

اسلام کی مظلوم شخصیات (جلد ششم)

تاریخِ اسلام صرف فتوحات، سلطنتوں اور حکمرانوں کی داستان نہیں، بلکہ یہ ان اہلِ حق کی عظیم قربانیوں، استقامت، صبر اور مظلومیت کی بھی تاریخ ہے جنہوں نے ہر دور میں دینِ اسلام کی حفاظت کے لیے اپنی جانیں، عزتیں، آزادی اور آسائشیں قربان کیں۔ انہی پاکیزہ نفوس کی حیاتِ مبارکہ اسلامی تاریخ کا وہ روشن باب ہے جو ہر دور کے مسلمانوں کے لیے ایمان، عزم اور حق پر ثابت قدمی کا سرچشمہ ہے۔

''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کی یہ چھٹی جلد سنہ 181ھ سے 253ھ تک کے تقریباً تہتر برس پر محیط ان اہم سیاسی، علمی، دینی اور تہذیبی حوادث کا مستند تاریخی جائزہ پیش کرتی ہے جنہوں نے اسلامی دنیا کی فکری اور تمدنی تشکیل میں گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس دور میں ایک طرف فقہ، حدیث، تفسیر اور دیگر علومِ اسلامیہ اپنے عروج کی منازل طے کر رہے تھے، تو دوسری جانب اہلِ حق ظلم، قید و بند، فکری جبر اور سیاسی آزمائشوں سے دوچار تھے۔

اس کتاب میں معتبر تاریخی مصادر کی روشنی میں صرف واقعات ہی نہیں، بلکہ ان کے اسباب، نتائج اور امتِ مسلمہ پر مرتب ہونے والے اثرات کو بھی نہایت متوازن اور تحقیقی انداز میں پیش کیا گیا ہے، تاکہ قاری تاریخ کو محض ماضی کا بیان نہیں بلکہ حال کی اصلاح اور مستقبل کی رہنمائی کے آئینے میں دیکھ سکے۔

یہ کتاب علماء، محققین، طلبۂ علومِ اسلامیہ، خطباء اور تاریخِ اسلام سے شغف رکھنے والے ہر قاری کے لیے ایک قابلِ اعتماد علمی سرمایہ ہے، جو مظلوم اہلِ حق کی قربانیوں کو نئی نسل تک پہنچانے اور تاریخِ اسلام کے ایک اہم مگر نسبتاً کم معروف باب کو اجاگر کرنے کی ایک مخلصانہ کاوش ہے۔

"فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ". پس اے اہلِ بصیرت! عبرت حاصل کرو (سورۃ الحشر: 2)۔

MAKTABA HABIBUL UMMAT

Jamia Islamia Darul Uloom

Muhazzabpru, P.o. Sanjarpur, Dist. Azamgargh, U.P. India (Mob: +91 9450546400)

web: www.habibulummat.com

اسلام کی مظلوم شخصیات

جلد ششم

تالیف

حبیب الامت عارف باللہ

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی، بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور، اعظم گڑھ، یوپی

خلیفہ ومجاز بیعت

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری

ناشر

مکتبہ حبیب الامت

بجامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور، اعظم گڑھ، یوپی

نام کتاب: اسلام کی مظلوم شخصیات (جلد ششم)

تالیف: حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صفحات: 399

تعداد اشاعت: 1100

قیمت: 395

سن شاعت: 1448ھ، مطابق 2026ء

ناشر: مکتبہ حبیب الامت، جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور
پوسٹ سنجر پور، ضلع اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

ملنے کا پتہ

مکتبہ حبیب الامت

جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ، یوپی

رابطہ نمبر: 7054136788, 9450546400 91+

بسم الله الرحمن الرحيم

خلاصۂ تصوف
جلد: 1 تا 2
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمد امین صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبد العلیم صاحب جونپوری
مکتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

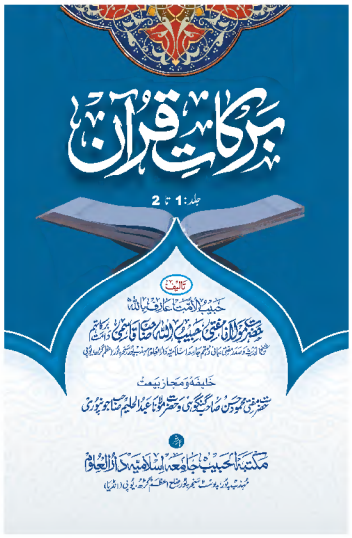
برکات قرآن
جلد: 1 تا 2
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمد امین صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبد العلیم صاحب جونپوری
مکتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

اصول فقہیہ
جلد: 1 تا 4
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمد امین صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبد العلیم صاحب جونپوری
مکتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

حوادث الفتاوی
جدید مسائل اور ان کا حل
جلد: 1 تا 6
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمد امین صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبد العلیم صاحب جونپوری
مکتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

فہرست

	پیش لفظ	11
1-	سنہ ۱۸۱ھ کے اندوہناک سانحات	17
2-	سنہ ۱۸۲ھ کے اندوہناک سانحات	22
3-	سنہ ۱۸۳ھ کا المناک ترین المیہ	27
4-	سنہ ۱۸۴ھ کے المناک واقعات	32
5-	سنہ ۱۸۵ھ کے الم ناک واقعات	37
6-	سنہ ۱۸۶ھ کے الم ناک واقعات	42
7-	سنہ ۱۸۷ھ کے الم ناک واقعات	46
8-	سنہ ۱۸۸ھ کے المناک واقعات	51
9-	سنہ ۱۸۹ھ کے دلدوز واقعات	56
10-	سنہ ۱۹۰ھ کے الم ناک واقعات	60
11-	سنہ ۱۹۱ھ کے الم ناک واقعات	65
12-	سنہ ۱۹۲ھ کے المناک واقعات	70

-13	سنہ ۱۹۳ھ کے المناک واقعات	75
-14	سنہ ۱۹۴ھ کے پرآشوب واقعات	80
-15	سنہ ۱۹۵ھ کے خونیں واقعات	85
-16	سنہ ۱۹۶ھ کے لرزہ خیز واقعات	90
-17	سنہ ۱۹۷ھ کے دردناک واقعات	95
-18	سنہ ۱۹۸ھ کے دوررس المیے	100
19	سنہ ۱۹۹ھ کے انقلابی والمناک واقعات	105
-20	سنہ ۲۰۰ھ کے محیرالعقول واقعات	110
-21	سنہ 201ھ کے دوررس تاریخی تغیرات	115
-22	سنہ 202ھ کے خونیں وحسرت ناکواقعات	121
-23	سنہ 203ھ کے لرزہ خیز وحسرت ناک واقعات	126
-24	سنہ 204ھ کے پرآشوب واقعات	132
-25	سنہ 205ھ کے تیرہ وتاریک واقعات	138
-26	سنہ 206ھ کے جگرسوز واقعات	143
-27	سنہ 207ھ کے زہرآلود سیاسی وتمدنی حوادث	148
-28	سنہ 208ھ کے حزن انگیز وتیرہ وتاریک حوادث	153

-29	سنہ 209ھ کے المناک وتیرہ وتاریک حوادث	159
-30	سنہ 210ھ کے حزن انگیز وتیرہ وتاریک حوادث	164
-31	سنہ 211ھ کے حزن انگیز وتیرہ وتاریک حوادث	170
-32	سنہ 212ھ کے جگرسوز حوادث	175
-33	سنہ 213ھ کے جگردوز مصائب	181
-34	سنہ 214ھ کے تیرہ وتاریک حوادث	185
-35	سنہ 215ھ کے پرآشوب حالات	191
-36	سنہ 216ھ کے حوادثِ فاجعہ	196
-37	سنہ 217ھ کے حوادثِ الم ناک	201
-38	سنہ 218ھ کے حوادثِ فاجعہ	207
-39	سنہ 219ھ کے حوادثِ فاجعہ	211
-40	سنہ 220ھ کے خونچکاں حوادث	217
-41	سنہ 221ھ کے خونی حوادث	224
-42	سنہ 222ھ کے روح فرسا حوادث	230
-43	سنہ 223ھ کے الم ناک حوادث	235
-44	سنہ 224ھ کے الم ناک حوادث	240

45-	سنہ 225ھ کے لرزہ خیز حوادث	246
46-	سنہ 226ھ کے جاں گداز حوادث	251
47-	سنہ 227ھ کے المناک حوادث	256
48-	سنہ 228ھ کے جاں گداز حوادث	261
49-	سنہ 229ھ کے لرزہ خیز حوادث	266
50-	سنہ 230ھ کے المناک حوادث	272
51-	سنہ 231ھ کے الم ناک حوادث	279
52-	سنہ 232ھ کے الم ناک حوادث	286
53-	سنہ 233ھ کے الم ناک حوادث	292
54-	سنہ 234ھ کے الم ناک حوادث	297
55-	سنہ 235ھ کے دلدوز سوانح	302
56-	سنہ 236ھ کے الم ناک حوادث	307
57-	سنہ 237ھ کے روح فرسا مصائب	312
58-	سنہ 238ھ کے جگر سوز حوادث	317
59-	سنہ 239ھ کے جگر دوز حوادث	323
60-	سنہ 240ھ کے الم ناک حوادث	328

-61	سنہ 241ھ کے عہدِ ستم کے حوادث	332
-62	سنہ 242ھ کے الم ناک حوادث	338
-63	سنہ 243ھ کے روح فرسا مصائب	343
-64	سنہ 244ھ کے جگر دوز حوادث	348
-65	سنہ 245ھ کے جگر دوز مصائب	352
-66	سنہ 246ھ کے المناک حوادث	357
-67	سنہ 247ھ کے روح فرسا حوادث	362
-68	سنہ 248ھ کے المناک حوادث	368
-69	سنہ 249ھ کے جگر سوز حالات	374
-70	سنہ 250ھ کے جگر دوز مصائب	379
-71	سنہ 251ھ کے جگر دوز مصائب	384
-72	سنہ 252ھ کے جگر دوز حوادث	390
-73	سنہ 253ھ کے خونیں المیے	395

☆☆☆

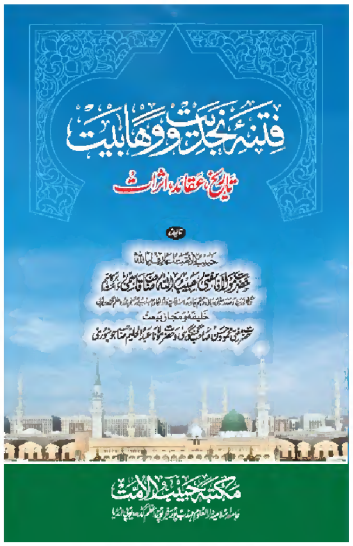
فتنۂ نجدیت و وہابیت
تاریخ و عقائد و اثرات
مکتبہ حبیب الامت

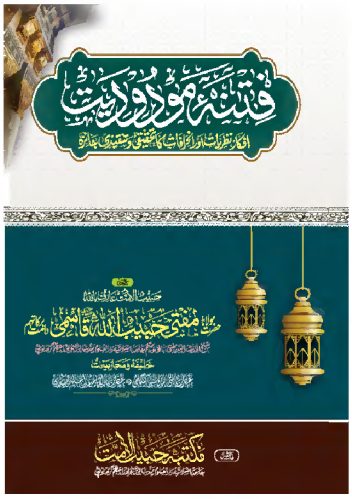
فتنۂ مودودیت
مکتبہ حبیب الامت

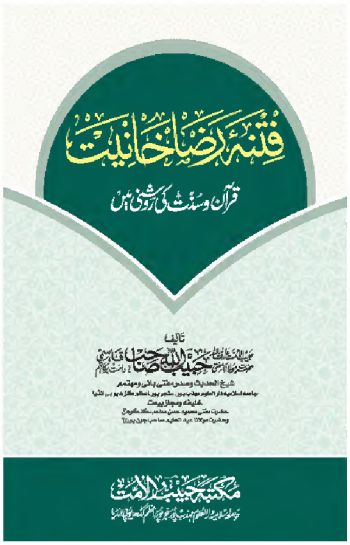
فتنۂ رضاخانیت
قرآن و سنت کی روشنی میں
مکتبہ حبیب الامت

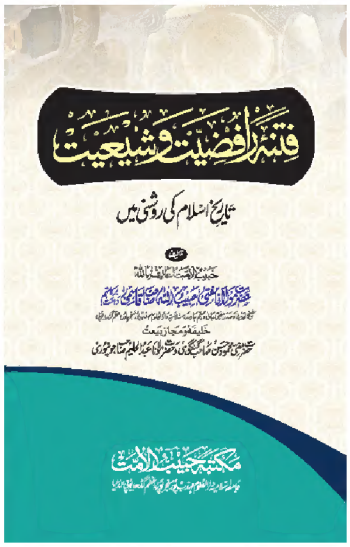
فتنۂ رافضیت و شیعیت
تاریخ اسلام کی روشنی میں
مکتبہ حبیب الامت

افتتاحیہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد:

تاریخِ انسانی کا مطالعہ اگر محض سلطنتوں کے عروج وزوال، شاہی فتوحات، سیاسی انقلابوں اور حکمرانوں کے تذکروں تک محدود رکھا جائے تو حقیقت کا صرف ایک رخ سامنے آتا ہے؛ لیکن جب تاریخ کو قرآنِ مجید کی بصیرت، سنتِ نبوی ﷺ کی رہنمائی اور ائمۂ امت کی علمی نگاہ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اقوام کی اصل تاریخ ان اہلِ حق کی تاریخ ہے جنہوں نے ظلم کے مقابلے میں صبر، باطل کے مقابلے میں حق، اور اقتدار کے مقابلے میں کردار کو ترجیح دی۔ یہی وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن کے بارے میں قرآن اعلان کرتا ہے: "وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ" (آل عمران:140)۔ اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ" (إبراهيم:42)۔ یہ دونوں آیات تاریخ کے فلسفے کو نہایت جامع انداز میں بیان کرتی ہیں؛ اقتدار بدلتے رہتے ہیں، حکومتیں فنا ہو جاتی ہیں، ظالم اپنی قوت کے باوجود مٹ جاتے ہیں، لیکن حق، صبر اور قربانی کی داستانیں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔

اسی حقیقت کو رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: أشدُّ الناس

بلاءً الأنبیاءُ ثم الأمثلُ فالأمثلُ (جامع الترمذی)، یعنی سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں، پھر ان لوگوں پر جو ان کے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ پس مظلومیت اسلام میں کمزوری کی علامت نہیں، بلکہ حق پر استقامت کی دلیل بھی ہوسکتی ہے۔ تاریخِ اسلام کی عظمت کا ایک بڑا حصہ انہی مظلوم ہستیوں کی قربانیوں سے عبارت ہے جنہوں نے اپنے خون سے ایمان کی شمع روشن رکھی اور اپنے صبر سے امت کی علمی وروحانی بنیادوں کو محفوظ کیا۔

زیرِ نظر کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کی چھٹی جلد اسی تاریخی حقیقت کی ایک نئی جہت کو سامنے لاتی ہے۔ اس جلد میں سنہ ۱۸۱ ہجری سے ۲۵۳ ہجری تک تقریباً تہتر برس کے ان اہم سیاسی، علمی، دینی، فکری اور تمدنی واقعات کو یکجا کیا گیا ہے جنہوں نے بعد کی پوری اسلامی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ یہ محض سال بہ سال واقعات کی ترتیب نہیں، بلکہ ایک ایسے دور کا آئینہ ہے جس میں اسلام کی علمی عمارت مضبوط ہو رہی تھی، مگر اسی کے ساتھ ظلم، سیاسی کشمکش، فکری آزمائشوں اور اہلِ حق کی مظلومیت کے نئے ابواب بھی رقم ہو رہے تھے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب خلافتِ عباسیہ اپنے جلال کے باوجود مختلف داخلی اور خارجی چیلنجوں سے دوچار تھی۔ ایک طرف علمی مراکز آباد ہو رہے تھے، فقہ، حدیث، تفسیر، لغت اور ادب کی تدوین اپنے عروج پر تھی، دوسری طرف اقتدار کی کشمکش، درباری سیاست، مذہبی آزمائشیں، باطل نظریات کی سرپرستی، اور اہلِ علم پر دباؤ نے

اسلامی معاشرے کو بارہا اضطراب میں مبتلا کیا۔

یہی وہ عہد ہے جس میں ائمۂ حدیث نے لاکھوں روایات کو چھان کر امت کے لیے صحیح علمی سرمایہ محفوظ کیا، فقہائے امت نے اجتہاد کے اصولوں کو مضبوط بنیادیں عطا کیں، مفسرین نے قرآن کے علوم کو مرتب کیا، اور محدثین نے سنتِ نبوی ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ اس عظیم علمی بیداری کے ساتھ ساتھ اہلِ حق کو آزمائشوں، قید و بند، تہمتوں اور سیاسی دباؤ کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ گویا علم کا ہر چراغ کسی نہ کسی قربانی کے تیل سے روشن ہوا۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے بجا فرمایا: **فإنَّ العلمَ لا يُنالُ بالرَّاحة** (سیر أعلام النبلاء)، یعنی علم راحت طلبی سے حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح مقدمۃ ابن خلدون میں علامہ ابن خلدون نے تاریخ کے بارے میں لکھا ہے کہ تاریخ صرف واقعات کا بیان نہیں بلکہ اقوام کے احوال، تمدن، سیاست، معاشرت اور انسانی تغیرات کو سمجھنے کا علم ہے۔ اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے اس کتاب میں واقعات کے ساتھ ان کے پس منظر اور اثرات پر بھی حتی المقدور توجہ دی گئی ہے۔ اسی طرح الکامل فی التاریخ، تاریخ الأمم والملوک، البدایۃ والنہایۃ، سیر أعلام النبلاء، کتبِ رجال، کتبِ طبقات، اور دیگر معتبر تاریخی مصادر سے حتی المقدور استفادہ کیا گیا ہے، تاکہ واقعات جذبات کی بنیاد پر نہیں بلکہ علمی امانت کے ساتھ پیش کیے جائیں۔

اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں مظلومیت کا مفہوم صرف قتل و شہادت تک محدود نہیں رکھا گیا، بلکہ علمی جبر، فکری پابندی، سیاسی انتقام،

کردار کشی، جلاوطنی، قید و بند، مذہبی دباؤ، تہذیبی یلغار اور دینی اقدار پر حملوں کو بھی اسی تناظر میں دیکھا گیا ہے، کیونکہ تاریخ کا ہر ظلم تلوار سے نہیں ہوتا؛ بعض اوقات قلم توڑ دینا، زبان بند کر دینا اور حق گو شخصیت کو تنہا کر دینا بھی ظلم کی بدترین صورت ہوتی ہے۔

یہ جلد دراصل ایک سوال بھی ہے اور ایک دعوت بھی۔ یہ سوال اس لیے کہ امت اپنی تاریخ کے ان صفحات کو کیوں بھول گئی جہاں اہلِ حق نے اقتدار نہیں، کردار کو ترجیح دی؟ اور یہ دعوت اس لیے کہ نئی نسل تاریخ کو صرف بادشاہوں کی داستان نہ سمجھے بلکہ علماء، محدثین، فقہاء، زہاد، مجاہدین اور مظلوم اہلِ ایمان کی قربانیوں کو بھی اپنی فکری میراث کا حصہ بنائے۔

میری کوشش رہی ہے کہ زبان عام فہم ہونے کے باوجود علمی وقار برقرار رہے، واقعات کا تسلسل محفوظ رہے، اور ہر سال کے اہم ترین حادثات کو اس انداز سے جمع کیا جائے کہ قاری صرف معلومات ہی حاصل نہ کرے بلکہ تاریخ کے اندر کارفرما سنتِ الٰہی کو بھی محسوس کرے۔

یہ کتاب کسی شخصیت، خاندان یا جماعت کے خلاف تعصب کی نمائندہ نہیں، بلکہ حقائق کی امانت دارانہ تدوین کی ایک ادنیٰ کوشش ہے۔ اگر کہیں لغزش ہوئی ہے تو وہ میری علمی کمزوری ہے، اور اگر کوئی خیر کی بات سامنے آئی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔

آخر میں بارگاہِ رب العزت میں دعا ہے کہ وہ اس معمولی خدمت کو شرفِ قبول

عطا فرمائے، اسے اہلِ علم کے لیے نافع، طلبہ کے لیے رہنما، مؤرخین کے لیے معاون اور امتِ مسلمہ کے لیے باعثِ بیداری بنائے، ہمیں تاریخ سے عبرت حاصل کرنے، مظلوموں کی قدر پہچاننے، ظالموں کے انجام سے سبق لینے، اور ہر دور میں حق و انصاف کا علم بلند رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

"رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ"۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين

حررہ

مفتی حبیب اللہ قاسمی

خادم الحدیث والافتاء

مؤسس ورئیس جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، سنجر پور اعظم گڑھ یوپی انڈیا

تاریخ: 15/02/1448ھ مطابق: 30/07/2026ء، یوم الخمیس (پنجشنبہ)

وحدت امت کے مضمرات
تالیف
شیخ الحدیث وصدر مفتی دارالعلوم حقانیہ
مکتبہ حبیب الامت

امن عالم کی شرعی بنیادیں
تالیف
شیخ الحدیث وصدر مفتی دارالعلوم حقانیہ
مکتبہ حبیب الامت

سیرت حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
مکتبہ حبیب الامت

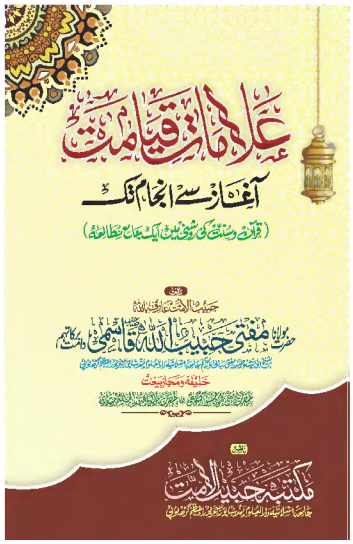
علامات قیامت
آغاز سے انجام تک
(قرآن وسنت کی روشنی میں ایک جامع مطالعہ)
مکتبہ حبیب الامت

سنہ ۱۸۱ھ کے اندوہناک سانحات:

(امام موسیٰ کاظمؑ کی بغداد منتقلی اور علوی سادات پر مصائب کا تسلسل)

ساداتِ علویین اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عباسی ملوکیت کے مظالم کا جو سلسلہ سنہ ۱۷۸ھ سے بتدریج سنگین تر ہوتا جارہا تھا، وہ سنہ ۱۸۱ ہجری (بمطابق ۷۹۷ عیسوی) میں ایک نئے اور انتہائی کٹھن مرحلے میں داخل ہوگیا۔ یہ وہ دباؤ کا دور تھا جب عباسی سلطنت کا سیاسی خوف جابر خلیفہ ہارون الرشید کو مسلسل بے چین کیے ہوئے تھا کہ کہیں حق کی پوشیدہ آواز ملوکیت کے ایوانوں کو ہلا نہ دے۔ سنہ ۱۸۰ھ کے اواخر تک امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بصرہ کے قید خانے میں زیرِ حراست رہے، لیکن جب بصرہ کے عباسی گورنر عیسیٰ بن جعفر نے امام عالی مقام کے زہد وتقویٰ اور بے گناہی سے متاثر ہوکر آپ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے سے صاف انکار کر دیا، تو سنہ ۱۸۱ ہجری کے آغاز میں خلافتِ عباسیہ نے آپ کی جگہ تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا۔ زیرِ نظر مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کے محتاط اور علمی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے، اِنھی دلدوز حقائق اور علوی سادات پر ہونے والے استبداد کا فصیح و بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بصرہ سے بغداد منتقلی اور فضل بن یحییٰ

کی سخت تحویل: سنہ ۱۸۱ ہجری کا سب سے بڑا المیہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بصرہ کی قید سے نکال کر عباسی سلطنت کے دار الحکومت بغداد منتقل کرنا تھا۔ ہارون الرشید نے آپ کو فضل بن یحییٰ برمکی کے سپرد کیا، جسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ آپ پر کڑا پہرا بٹھائے اور آپ کے رابطے بیرونی دنیا سے مکمل طور پر منقطع کر دے۔ امام کو بغداد کے تاریک قید خانوں میں منتقل کرنا دراصل آپ کو فکری طور پر محصور کرنے کی آخری کوشش تھی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۸۱ ہجری کے احوال کے تحت امام کی بغداد منتقلی اور اس کے اسباب کو ان الفاظ میں قلمبند کرتے ہیں: ''وَفِي سَنَةِ إِحْدَى وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ، نُقِلَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى بَغْدَادَ، وَذَلِكَ أَنَّ الرَّشِيدَ كَتَبَ إِلَى عِيسَى بْنِ جَعْفَرٍ بِقَتْلِهِ، فَامْتَنَعَ وَقَالَ: لَا أَقْتُلُهُ وَلَا أَرَى مِنْهُ إِلَّا الْخَيْرَ، فَسَيَّرَهُ إِلَى بَغْدَادَ وَسَلَّمَهُ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ يَحْيَى، فَأَنْزَلَهُ فِي بَعْضِ دُورِهِ وَجَعَلَ عَلَيْهِ الْعُيُونَ''. ''اور سنہ ۱۸۱ ہجری میں موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو بصرہ سے بغداد منتقل کیا گیا، اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ الرشید نے عیسیٰ بن جعفر کو آپ کے قتل کا حکم لکھا تھا، پس اس نے امتناع کیا (انکار کر دیا) اور کہا: میں انہیں قتل نہیں کروں گا اور میں نے ان سے سوائے خیر کے کچھ نہیں دیکھا''۔ چنانچہ خلیفہ نے آپ کو بغداد روانہ کر دیا اور آپ کو فضل بن یحییٰ کے سپرد کر دیا، جس نے آپ کو اپنے بعض گھروں (محل کے ایک حصے) میں اتارا اور آپ پر جاسوس مقرر کر دیے''۔ **توضیح و**

تشریح: یہ عبارت اس بات کا بین ثبوت ہے کہ عباسی ملوکیت سنہ ۱۸۱ھ تک پہنچتے پہنچتے اخلاقی طور پر اس حد تک گر چکی تھی کہ امام کے قتل کے لیے خفیہ فرامین جاری کیے جا رہے تھے۔ بصرہ کے گورنر کا یہ اعتراف کہ ''میں نے ان سے سوائے خیر کے کچھ نہیں دیکھا'' امام کی بے گناہی کا تاریخی اشتہار ہے۔ جب بصرہ میں امام کو شہید کرنے کی سازش ناکام ہوئی تو آپ کو بغداد لا کر فضل بن یحییٰ کے گھر میں نظر بند کیا گیا اور ''**جعل علیه العیون**'' (آپ پر سخت جاسوس بٹھائے گئے) تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ فضل بن یحییٰ امام کے ساتھ نرمی برتتا ہے یا سختی۔ یہ قیدِ تنہائی امام عالی مقام کے لیے انتہائی تکلیف دہ تھی کیونکہ آپ کو مدینہ منورہ سے دور، اپنوں سے کٹ کر ایک ایسے ماحول میں رکھا گیا جہاں ہر لمحہ جان کا خطرہ تھا۔

سانحہ دوم: حجاز اور عراق میں علوی سادات کی معاشی تنگی کا تسلسل اور کڑی نگرانی: سنہ ۱۸۱ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ امام کی بغداد منتقلی کے بعد حجاز (مدینہ منورہ) اور عراق میں موجود دیگر علوی سادات اور فاطمی اولاد کے گرد گھیرا مزید تنگ کر دیا گیا۔ عباسی عمال کو خطرہ تھا کہ امام کی بغداد منتقلی پر مدینہ میں کوئی شورش نہ کھڑی ہو جائے، اس لیے سادات کے باغات اور املاک کی ضبطی کا استمرار برقرار رکھا گیا اور ان کی آمد و رفت پر کڑی پابندیاں عائد کی گئیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۸۱ ہجری کے دوران ساداتِ علویین پر ہونے والے

دباؤ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''وَفِی هَـذِهِ السَّنَةِ اسْتَمَرَّتِ التَّضْيِيقَاتُ عَلَى آلِ أَبِی طَالِبٍ فِی مَعَايِشِهِمْ بِالْحِجَازِ، وَكَتَبَ الرَّشِيدُ إِلَى عُمَّالِهِ بِـأَنْ لَا يَـدَعُوا أَحَداً مِنَ الْعَلَوِيِّينَ يَخْرُجُ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ إِلَى غَيْرِهَا إِلَّا بِإِذْنٍ مَكْتُوبٍ، وَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِكَ عَنَتٌ كَبِيرٌ''. ''اوراسی سال حجاز میں آلِ ابی طالب پر ان کی معیشت (روزی روٹی) کے معاملے میں تنگیوں کا سلسلہ جاری رہا، اور الرشید نے اپنے کارندوں کو لکھا کہ وہ علویوں میں سے کسی ایک کو بھی اللہ کے رسول کے شہر (مدینہ) سے کسی دوسرے شہر کی طرف نکلنے نہ دیں مگر یہ کہ ان کے پاس تحریری اجازت نامہ ہو، اور اس وجہ سے انہیں شدید مشقت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا''۔**توضیح وتشریح:** ریاستی سطح پر کسی مخصوص قبیلے یا خاندان کی نقل وحرکت پر اس طرح کی سخت پابندی عائد کرنا کہ وہ اپنے شہر سے باہر بھی نہ جاسکیں، بدترین سماجی اور معاشی بائیکاٹ کی علامت ہے۔عباسی حکومت نے سادات کو اپنے ہی نانا کے شہر میں ایک طرح سے نظر بند کر دیا تھا۔اس''عنت کبیر'' (عظیم مشقت وتکلیف) کا مقصد یہ تھا کہ سادات کو مالی اور سماجی طور پر اتنا کمزور کر دیا جائے کہ وہ اپنے حقوق کی آواز اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔آلِ رسولؐ نے ان تمام تر تنگیوں کو صبر واستقلال کے ساتھ برداشت کیا اور باطل کے سامنے سر نہیں جھکایا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۸۱ ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:۱-حق کی اخلاقی فتح: بصرہ کے عباسی گورنر عیسیٰ بن جعفر

کا امام کو قتل کرنے سے انکار کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ امام کا زہد وتقویٰ خود ظالموں کے ضمیر پر ہتھوڑے برسا رہا تھا اور یہ حق کی بہت بڑی اخلاقی فتح تھی۔۲۔سیاسی ملوکیت کا خوف: امام کو بصرہ سے بغداد منتقل کرنا اور ان پر جاسوسوں کا جال بچھانا عباسی خلافت کے اس اندرونی خوف کو ظاہر کرتا ہے جو انہیں امام کی عوامی مقبولیت کی وجہ سے لاحق تھا۔۳۔منظّم ریاستی استبداد: ساداتِ علویین کی نقل وحرکت پر تحریری اجازت نامے کی شرط عائد کرنا اور ان کی معاشی ناکہ بندی کو برقرار رکھنا ملوکی نظام کے اس بھیانک چہرے کو بے نقاب کرتا ہے جو آلِ رسول کو جسمانی اور فکری طور پر مفلوج کرنا چاہتا تھا۔

مصادر ومراجع: ۱-ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب کا نام: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر:۶ صفحہ نمبر:۱۷۵-۱۷۷، باب کا نام: ''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ إِحْدَى وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ وَنَقْلِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ'' (سنہ ۱۸۱ھ کے حوادث اور موسیٰ بن جعفر کی منتقلی کا ذکر) سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔۲۔الطبری، محمد بن جریر کتاب کا نام: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: ۸ صفحہ نمبر: ۲۷۰-۲۷۲، باب کا نام: ''حوادث سنة إحدى وثمانين ومائة'' (سنہ ایک سو اکیاسی ہجری کے حوادث کا ذکر) سنہ طباعت: ۱۹۶۷ء۔۳۔الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب کا نام: تاریخ بغداد جلد نمبر: ۱۳ صفحہ نمبر: ۳۲-۳۴، باب کا نام: ''ذکر أخبار حبس موسی بن جعفر ببغداد'' (بغداد میں موسیٰ بن جعفر کی قید کے احبار کا ذکر) سنہ طباعت: ۲۰۰۱ء۔۴۔ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب کا نام: البدایہ والنہایہ جلد

نمبر:۱۰،صفحہ نمبر:۲۷۵-۲۷۷،۔باب کا نام:"ثم دخلت سنة إحدى وثمانين ومائة" (پھر سنہ ایک سو اکیاسی ہجری کا آغاز ہوا) سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔

سنہ۱۸۲ھ کے اندوہناک سانحات:

(امام موسیٰ کاظمؑ کی بغداد میں کڑی نظر بندی اور عباسی ستم گری کا عروج)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی استبداد کی جولہر خلافتِ ہارونی میں پچھلے چند برسوں سے شدت اختیار کر چکی تھی، وہ سنہ۱۸۲ھ ہجری (بمطابق ۷۹۸ء عیسوی) میں اپنے تاریک ترین موڑ پر پہنچ گئی۔ملوکی ہوسِ اقتدار اور سیاسی بقا کا خوف خلیفہ ہارون الرشید کو اس حد تک اندھا کر چکا تھا کہ وہ زہد وورع کے پیکر ائمہِ حق کے وجود کو بھی برداشت کرنے سے قاصر تھا۔سنہ۱۸۲ھ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بصرہ کی قید سے بغداد منتقل کیا گیا تھا، جہاں آپ فضل بن یحییٰ برمکی کی زیرِ حراست نظر بند تھے۔سنہ۱۸۲ھ ہجری کا پورا سال امام عالی مقام کی اس سخت ترین قیدِ تنہائی، ان کے گرد عباسی جاسوسوں کے گہرے ہوتے ہوئے حصار اور حجاز وعراق میں علوی سادات پر ہونے والے بے پناہ اذیتی دور کا گواہ ہے۔زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کے مندرجات کے مطابق اِنھی دلدوز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: بغداد میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نظر بندی میں سختی اور فضل بن یحییٰ پر عباسی عتاب: سنہ ۱۸۲ ہجری کا سب سے دلخراش واقعہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بغداد میں اس سخت ترین قید و بند سے عبارت ہے جہاں آپ کے تمام تر بیرونی روابط منقطع کر دیے گئے تھے۔ فضل بن یحییٰ برمکی نے جب امام کے زہد و عبادت اور شب و روز کے سجود کو دیکھا تو اس کے دل میں ہمدردی پیدا ہوئی اور اس نے آپ پر روا رکھی جانے والی سختیوں کو کچھ کم کر دیا۔ عباسی جاسوسوں نے یہ خبر فوراً ہارون الرشید کو پہنچائی، جس پر ملوکی غیظ و غضب بھڑک اٹھا اور فضل بن یحییٰ خود عباسی عتاب کا شکار ہوا، جس کے بعد امام پر پہرے مزید سخت کر دیے گئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۸۲ ہجری کے احوال کے تحت امام کی قید میں آنے والی سختی اور فضل بن یحییٰ پر ہونے والے ملوکی عتاب کو اِن الفاظ میں قلمبند کرتے ہیں:

"وَفِی سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ، بَلَغَ الرَّشِيدَ أَنَّ الْفَضْلَ بْنَ يَحْيَى قَدْ رَفَّهَ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَأَوْسَعَ عَلَيْهِ فِي حَبْسِهِ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ وَغَضِبَ غَضَباً شَدِيداً، وَأَمَرَ بِإِرْسَالِ مَنْ يَتَفَقَّدُ حَالَهُ، ثُمَّ أَمَرَ بِتَشْدِيدِ التَّضْيِيقِ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَنْعِهِ مِنْ كُلِّ رَاحَةٍ، وَنُقِلَ إِلَى السِنْدِيِّ بْنِ شَاهِكَ"۔ "اور سنہ ۱۸۲ ہجری میں الرشید کو یہ خبر پہنچی کہ فضل بن یحییٰ نے موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) کو آسائش دی ہے اور ان کی قید میں ان پر فراخی برتی ہے، پس

خلیفہ نے اس بات کو ناپسند کیا اور وہ شدید غضبناک ہوا، اور اس نے ایسے شخص کو بھیجنے کا حکم دیا جو آپ کے حال کی تفتیش کرے۔ پھر اس نے موسیٰ علیہ السلام پر تنگی کو سخت کرنے اور انہیں ہر قسم کی راحت سے روک دینے کا حکم صادر کیا، اور آپ کو سندی بن شاہک کے سپرد کر دیا گیا''۔ **توضیح وتشریح:** یہ عبارت اس حقیقت کی عکاس ہے کہ عباسی خلافت حق کی اخلاقی ہیبت سے کس قدر سہم چکی تھی۔ ''وأوسع علیه فی حبسه'' (قید میں کچھ فراخی برتنا) جیسے معمولی انسانی سلوک کو بھی ہارون الرشید برداشت نہ کر سکا، کیونکہ اس کا مقصد امام کو محض قید کرنا نہیں بلکہ انہیں فکری اور جسمانی طور پر اذیت پہنچانا تھا۔ جب فضل بن یحییٰ نے امام کی جلالتِ علم وتقویٰ کے مہرے میں آ کر سختی کم کی، تو ہارون الرشید نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا اور امام عالی مقام کو سندی بن شاہک کے سپرد کر دیا، جو اپنی بے رحمی اور سنگدلی کے لیے بدنام تھا۔ سنہ ۱۸۲ھ کے اواخر میں سندی بن شاہک کے تاریک قید خانے میں منتقل کیا جانا امام کی مظلومیت کا وہ موڑ تھا جہاں سے آپ کی شہادت کی سازشوں کے تانے بانے بنے گئے۔

سانحہ دوم: مدینہ منورہ اور کوفہ میں علوی سادات کے حقوق کی پامالی اور کڑی نگرانی کا استمرار: سنہ ۱۸۲ھ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ المیہ یہ تھا کہ بغداد میں امام کی نظر بندی کو سخت کرنے کے ساتھ ساتھ، حجاز بالخصوص مدینہ منورہ اور عراق کے دیگر شہروں میں علوی سادات اور فاطمی اولاد پر معاشی ناکہ بندی اور سماجی بائیکاٹ کا شکنجہ مزید کس دیا گیا۔ عباسی خلافت کو مسلسل یہ خوف لاحق تھا کہ امام پر ہونے والے مظالم کے نتیجے

میں سادات کہیں منظّم ہو کر عباسی اقتدار کے خلاف صف آرا نہ ہو جائیں، چنانچہ ان کی ہر قسم کی آزادانہ سرگرمی پر پابندی عائد رہی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۸۲ ہجری کے دوران علویوں کی حالتِ زار اور ریاستی تسلط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (۱۸۲ هـ) لَمْ تَزَلِ الْأَحْوَالُ مُشَدَّدَةً عَلَى الطَّالِبِيِّينَ بِالْمَدِينَةِ وَالْكُوفَةِ، وَاسْتَمَرَّ عُمَّالُ الرَّشِيدِ فِي مُرَاقَبَةِ دُورِهِمْ وَمَنْعِهِمْ مِنَ الِاتِّصَالِ بِشِيعَتِهِمْ، وَلَحِقَ بِهِمْ ضُرٌّ كَبِيرٌ فِي مَعَايِشِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ"۔ ''اور اسی سال (۱۸۲ھ) مدینہ اور کوفہ میں طالبین (سادات) پر احوال مسلسل سخت رہے، اور الرشید کے کارندے ان کے گھروں کی نگرانی کرنے اور انہیں ان کے پیروکاروں سے رابطہ کرنے سے روکنے پر اڑے رہے، اور ان کی معیشت (روزی روٹی) اور ان کے اموال میں انہیں شدید نقصان اور تنگی پہنچی''۔ **توضیح و تشریح:** یہ تاریخی شواہد اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ملوکی نظام نے آلِ رسول ﷺ کو بالکل بے بس کرنے کے لیے معاشی اور سماجی ظلم کا استمرار جاری رکھا۔ "ومنعهم من الاتصال بشيعتهم" (اپنے ہمدردوں سے رابطے پر پابندی) ایک جابرانہ فکری اور سماجی محاصرہ تھا تاکہ ائمہِ علویین کا اخلاقی فیض عوام تک نہ پہنچ سکے۔ اپنے ہی جد امجد کے شہر میں ساداتِ عظام کے گھروں کے باہر مخبروں اور جاسوسوں کا پہرا بٹھانا اور ان کے اموال کو مفلوج کرنا عباسی ملوکیت کے ماتھے پر ایسا کلنک کا ٹیکا ہے جسے تاریخ نے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۸۲ ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے گہرے مطالعے سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں: ۱- جابر ملوکیت کا اندیش زوال: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قید میں تھوڑی سی فراخی پر بھی خلیفہ وقت کا شدید غضبناک ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جابر حکمران حق کی اخلاقی سچائی سے کس قدر لرزہ براندام رہتے تھے۔ ۲۔ کردارِ امام کی ابدیت: فضل بن یحییٰ کا امام کی عظمتِ کردار سے متاثر ہوکر نرمی برتنا یہ ثابت کرتا ہے کہ ائمہِ حق قید خانوں کی تاریکی میں بھی اپنے اخلاق اور زہد سے دلوں کو فتح کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ۳- مظلومیتِ علویین کا تسلسل: مدینہ اور کوفہ میں ساداتِ علویین کی کڑی نگرانی اور ان کی معاشی ناکہ بندی کا استمرار اس بات کا شاہد ہے کہ ملوکی دور میں آلِ رسولؐ نے حریت اور ایمان کے تحفظ کے لیے بے پناہ سماجی واقتصادی مصائب کو خندہ پیشانی سے گلے لگایا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب کا نام: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: ۶ صفحہ نمبر: ۱۸۰-۱۸۲، باب کا نام: ''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ وَأَمْرِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ'' (سنہ ۱۸۲ھ کے حوادث اور موسیٰ بن جعفر کے معاملے کا ذکر) سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔ ۲۔ الطبری، محمد بن جریر، کتاب کا نام: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: ۸ صفحہ نمبر: ۲۷۵-۲۷۸، باب کا نام: ''حوادث سنة ثمان وثمانين ومائة'' (سنہ ایک سو بیاسی ہجری کے حوادث کا ذکر) سنہ طباعت: ۱۹۶۷ء، ۳۔ ابو الفرج الاصبہانی، علی بن

الحسین کتاب کا نام: مقاتل الطالبطین، جلد نمبر: ۱، صفحہ نمبر: ۳۳۶-۳۳۸۔ باب کا نام: ''ذکر حبس موسی بن جعفر وتنقله فی السجون'' (موسیٰ بن جعفر کی قید اور جیلوں میں ان کی منتقلی کا ذکر) سنہ طباعت: ۱۹۴۹ء، ۴۔ ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، کتاب کا نام: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۲۸۰-۲۸۲، باب کا نام: ''ثم دخلت سنة ثمان وثمانين ومائة'' (پھر سنہ ایک سو بیاسی ہجری کا آغاز ہوا)، سنہ طباعت: ء۔۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۸۳ھ کا المناک ترین المیہ

(امام موسیٰ کاظمؑ کی زہر خوانی اور بغداد کے قید خانے میں مظلومانہ شہادت)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی استبداد، ظلم و جور اور قید و بند کی صعوبتوں کا جو سلسلہ گذشتہ کئی برسوں سے جاری تھا، وہ سنہ ۱۸۳ ہجری (بمطابق ۷۹۹ عیسوی) میں اپنے دردناک ترین نقطۂ عروج کو پہنچ گیا۔ یہ وہ تاریک سال ہے جس میں خلافتِ عباسیہ کی سنگدلی، سفاکی اور ملوکی ہوسِ اقتدار نے زہد و تقویٰ اور حلم و عبادت کے پیکرِ اتم، امام عالی مقام حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کو سندی بن شاہک کے تیرہ و تار قید خانے میں زہر دے کر شہید کر دیا۔ سنہ ۱۷۹ھ سے شروع ہونے والا یہ اسیرانہ سفر بالآخر سنہ ۱۸۳ھ میں مظلومانہ شہادت پر منتج ہوا۔ زیرِ نظر علمی، تحقیقی اور دستاویزی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِس دلدوز المیے اور اس

کے بعد رونما ہونے والے واقعات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں تفصیلی احاطہ کیا گیا ہے تا کہ اسے کتاب کا حصہ بنایا جا سکے۔

سانحہ اول: سندی بن شاہک کے قید خانے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت: جب خلیفہ ہارون الرشید نے دیکھا کہ بصرہ کے گورنر عیسیٰ بن جعفر اور بغداد کے فضل بن یحییٰ برمکی نے امام عالی مقام کی جلالتِ کردار، زہد و تقویٰ اور بے گناہی سے متاثر ہو کر آپ پر سختی کرنے اور آپ کے خون سے ہاتھ رنگنے سے انکار کر دیا ہے، تو اس نے آپ کو بغداد کے سب سے ظالم، سنگدل اور بدنامِ زمانہ جلاد سندی بن شاہک کی تحویل میں دے دیا۔ سندی نے آپ کو زیرِ زمین تاریک جیل میں لوہے کی وزنی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ کر رکھا اور بالآخر خلیفہ کے ایماء پر آپ کو انگور یا کھجور میں زہر ملا کر دے دیا، جس سے آپ چند دن سخت تکلیف میں رہنے کے بعد جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۸۳ ہجری کے احوال کے تحت امام کی شہادت اور زہر خوانی کے واقعے کو اِن الفاظ میں قلمبند کرتے ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (۱۸۳ هـ) تُوُفِّیَ مُوسَی بْنُ جَعْفَرٍ كَظِيمًا عَلَيْهِ السَّلَامُ فِی حَبْسِ السِّنْدِیِّ بْنِ شَاهِكٍ بِبَغْدَادَ، وَكَانَ الرَّشِيدُ قَدْ أَمَرَ السِّنْدِیَّ بِقَتْلِهِ، فَأَطْعَمَهُ سُمّاً فِی رُطَبٍ، فَمَكَثَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَرِيضاً ثُمَّ مَاتَ، وَأُخْرِجَ بِهِ فَمَدَّ عَلَى الْجِسْرِ بِبَغْدَادَ لِيَرَاهُ النَّاسُ أَنَّهُ مَاتَ حَتْفَ أَنْفِهِ''. ''اور اسی سال (۱۸۳ھ) میں موسیٰ

بن جعفر الکاظم علیہ السلام بغداد میں سندی بن شاہک کے قید خانے میں وفات پا گئے (شہید ہو گئے)۔ اور الرشید نے سندی کو آپ کے قتل کا حکم دیا تھا، پس اس نے آپ کو تازہ کھجوروں میں زہر کھلایا، چنانچہ آپ تین دن تک بیمار (صاحبِ فراش) رہے اور پھر آپ کی وفات ہوگئی۔ اور آپ کے جنازے کو باہر لا کر بغداد کے پل پر رکھ دیا گیا تا کہ لوگ دیکھ لیں کہ آپ اپنی طبعی موت مرے ہیں''۔ **توضیح وتشریح:** یہ عبارت اس بدترین ریاستی جرم کو بے نقاب کرتی ہے جو خلافت کے لبادے میں انجام دیا گیا۔ ''**فأطعمه سماً فی رطب**'' (کھجور میں زہر کھلانا) ملوکیت کی اس بزدلی کی دلیل ہے جو امام کا سامنا کرنے کی سکت نہ رکھتی تھی اور سچائی کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دینا چاہتی تھی۔ زہر خوانی کے بعد امام عالی مقام تین دن تک اس تاریک قید خانے میں تڑپتے رہے اور 25 رجب سنہ ۱۸۳ھ کو دادار سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور سرخرو ہو گئے۔ ظلم کا استمرار یہاں بھی ختم نہ ہوا، بلکہ ''**فمد علی الجسر ببغداد**'' (بغداد کے پل پر آپ کا جنازہ رکھ دیا گیا) تا کہ عوام کی ہمدردی کو روکا جا سکے اور یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا جا سکے کہ موت طبعی تھی؛ مگر حق کبھی نہیں چھپتا، آپ کی مظلومیت نے عباسی خلافت کے چہرے پر لگے جھوٹے تقدس کے نقاب کو ہمیشہ کے لیے نوچ پھینکا۔

سانحہ دوم: امام کی شہادت کے بعد بغداد میں شدید عوامی اضطراب اور مدینہ میں سادات پر غم واندوہ: سنہ ۱۸۳ ہجری کا دوسرا بڑا المیہ امام کی شہادت کے فوراً بعد رونما ہونے والا وہ منظر تھا جس نے بغداد کے شہریوں اور علوی سادات کو ہلا کر رکھ دیا۔

جب امام کا جنازہ پل پر لایا گیا تو سندی بن شاہک کے کارندوں نے یہ پکارنا شروع کیا کہ ''یہ موسیٰ بن جعفر ہیں جن کی طبعی موت واقع ہوئی ہے''، مگر امام کے وفادار تلامذہ اور طبیبوں نے جب زہر کے اثرات کو آشکار کیا تو بغداد میں ایک کہرام مچ گیا۔ دوسری طرف مدینہ منورہ میں موجود ساداتِ علویین کو جب اپنے امام کی اس مظلومانہ شہادت کی خبر ملی تو وہ گھرانوں میں صفِ ماتم بچھ گئی جو پہلے ہی معاشی ناکہ بندی کا شکار تھے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۸۳ ہجری کے دوران امام کی شہادت کے بعد کے احوال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ، لَمَّا مَاتَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ فِي الْحَبْسِ، دَخَلَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْقُضَاةِ وَالْفُقَهَاءِ لِيَنْظُرُوا إِلَيْهِ بِأَمْرِ السِّنْدِيِّ، وَكَانَ الْهَدَفُ إِزَالَةَ التُّهْمَةِ عَنِ الرَّشِيدِ، وَلَمَّا أُخْرِجَ جَنَازَتُهُ ضَجَّ النَّاسُ بِالْبُكَاءِ، وَعَظُمَ الْخَوْفُ فِي بَغْدَادَ مِنَ اضْطِرَابِ الرَّعِيَّةِ، وَأَمَّا بِالْمَدِينَةِ فَقَدْ جَدَّدَ آلُ أَبِي طَالِبٍ الْحُزْنَ وَالْمَنَاحَ''. ''اور سنہ ۱۸۳ ہجری میں جب موسیٰ بن جعفر قید خانے میں وفات پا گئے، تو قضاۃ اور فقہاء کی ایک جماعت داخل ہوئی تاکہ وہ سندی کے حکم پر آپ کو دیکھیں، اور اس کا مقصد الرشید سے (قتل کی) تہمت کو دور کرنا تھا۔ اور جب آپ کا جنازہ نکالا گیا تو لوگ رونے اور چلانے لگے، اور بغداد میں رعایا کے اضطراب (بغاوت) کا شدید خوف پھیل گیا، اور جہاں تک مدینہ کا تعلق ہے تو وہاں آلِ ابی طالب نے اپنے حزن و

ملال اور ماتم کی تجدید کی''۔ **توضیح وتشریح:** ریاست کی طرف سے سرکاری قاضیوں اور درباری فقہاء کو بلوا کر لاش کا معائنہ کروانا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ عباسی حکومت عوامی ردِعمل اور اپنے اوپر آنے والے قتل کے داغ سے کس قدر خوفزدہ تھی۔ مگر ''ضج الناس بالبکاء'' (عوام کا رو پڑنا) ظاہر کرتا ہے کہ قید خانوں کی دیواریں بھی امام کی عوامی محبت کو لوگوں کے دلوں سے کھرچ نہیں سکی تھیں۔ اپنے وطن مدینہ منورہ سے دور، پردیس میں، بیڑیوں اور زنجیروں کے سائے میں دم توڑ جانے والی اس عظیم ہستی کی مظلومیت پر پورا عالمِ اسلام اشکبار ہوا اور آلِ ابی طالب کے زخموں پر ایک بار پھر نمک چھڑکا گیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۸۳ ہجری کے تاریخی وتحقیقی حقائق کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱- جابرانہ ملوکیت کا بھیانک چہرہ: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زہر خوانی کے ذریعے شہادت عباسی دورِ خلافت کا وہ تاریک ترین داغ ہے جس نے ثابت کیا کہ سیاسی اقتدار کے لیے سلاطینِ وقت کسی بھی حد تک جا سکتے تھے، یہاں تک کہ اولادِ رسولؐ کا خون بہانے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ ۲- صبر و استقامت کی لازوال مثال: چار سال سے زائد کا عرصہ مدینہ سے دور، بصرہ اور بغداد کی جیلوں میں لوہے کی بیڑیوں میں گزارنے کے بعد بھی امام عالی مقام کا اپنے اصولوں پر ڈٹے رہنا تاریخِ انسانی کے لیے حریت اور صبر کا ابدی ضابطہ ہے۔ ۳- حق کی ابدیت اور باطل کا زوال: ہارون الرشید کا اقتدار اور سندی بن شاہک کا جبر تاریخ کے مزاروں میں دفن ہو گیا، جبکہ بغداد کی دھرتی پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا روضۂ

مبارک آج بھی مظلومیت، حقانیت اور کروڑوں دلوں کی عقیدت کا مرکز ومحور ہے۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری الکامل فی التاریخ، جلد نمبر:۶ صفحہ نمبر:۱۸۴-۱۸۷، باب ''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ وَوَفَاةِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ'' (سنہ ۱۸۳ھ کے حوادث اور موسیٰ بن جعفر کی وفات کا ذکر)، سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء، ۲۔ الطبری، محمد بن جریر تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر ۸، صفحہ نمبر:۲۷۹-۲۸۲، باب: ''حوادث سنة ثلاث وثمانين ومائة'' (سنہ ایک سو تریاسی ہجری کے حوادث کا ذکر) سنہ طباعت: ۱۹۶۷ء ۳۔ الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی، کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:۱۳، صفحہ نمبر:۳۴-۳۷، باب: ''ذکر وفاة موسی بن جعفر علی الجسر ببغداد'' (بغداد کے پل پر موسیٰ بن جعفر کی وفات کا ذکر) سنہ طباعت: ۲۰۰۱ء، ۴۔ ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:۱۰، صفحہ نمبر:۲۸۴-۲۸۷، باب: ''ثم دخلت سنة ثلاث وثمانين ومائة وفيه وفاة الكاظم'' (پھر سنہ ایک سو تریاسی ہجری کا آغاز ہوا اور اسی میں الکاظم کی وفات ہے) سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۸۴ھ کے المناک واقعات

(پسِ شہادتِ کاظمؑ علوی سادات پر مصائب کی شدت اور کڑی نگرانی)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی استبداد کی

جابرانہ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو سنہ ۱۸۳ھ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت کے بعد بھی عباسی ملوکیت کا خوف اور ستم گری تھم نہ سکی۔ سنہ ۱۸۴ ہجری (بمطابق ۸۰۰ عیسوی) کا سال اس امر کا گواہ ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید اور اس کے عمال امام عالی مقام کو زہر دینے کے بعد پیدا ہونے والے عوامی غیض وغضب اور علوی سادات کی ممکنہ تحریکوں سے شدید خائف تھے۔ چنانچہ اس سال عباسی سلطنت نے مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور عراق میں مقیم فاطمی سادات کو سیاسی اور معاشی طور پر مفلوج کرنے کے لیے اپنے ریاستی جبر، جاسوسی نظام اور سخت ترین پابندیوں کا دائرہ مزید وسیع کر دیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مصادر کی روشنی میں اِنھی دلدوز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: مدینہ منورہ اور حجاز میں ساداتِ علویین کی کڑی نگرانی اور بیجا ہراساں کیا جانا: سنہ ۱۸۴ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد عباسی خلافت کو یہ اندیشہ لاحق تھا کہ حجازِ مقدس میں موجود علوی سادات بالخصوص امام کے پسماندگان اور فرزندانِ علیؑ حکومت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر سکتے ہیں۔ اس خوف کے تحت ہارون الرشید نے مدینہ منورہ کے عامل کو خصوصی احکامات جاری کیے کہ وہ سادات کے گھروں، ان کی آمد و رفت اور ملاقاتوں کی دن رات نگرانی کرے۔ اس ریاستی جبر کی وجہ سے مدینہ منورہ میں آلِ رسولؐ کے لیے سانس لینا بھی دوبھر کر دیا گیا اور انہیں ہر لمحہ بیجا ہراساں کیا جانے لگا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۸۳ ہجری کے احوال کے تحت علوی سادات پر جاری تنگی اور نگرانی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ أَرْبَعٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ، لَمْ تَزَلِ الْأَحْوَالُ مُشَدَّدَةً عَلَى الطَّالِبِيِّينَ بِالْمَدِينَةِ وَالْحِجَازِ، وَاسْتَمَرَّتِ الْمُرَاقَبَةُ عَلَى دُورِهِمْ وَتَحَرُّكَاتِهِمْ خَوْفاً مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُمْ دَاعِيَةٌ بَعْدَ وَفَاةِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ، وَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِكَ ضِيقٌ وَعَنَتٌ شَدِيدٌ''. ''اور سنہ ۱۸۴ ہجری میں مدینہ اور حجاز میں طالبین (سادات) پر احوال مسلسل سخت رہے، اور موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) کی وفات کے بعد ان کی طرف سے کسی قسم کی تحریک یا پکار کے خوف سے ان کے گھروں اور ان کی نقل وحرکت پر نگرانی کا استمرار جاری رہا، اور اس وجہ سے انہیں شدید تنگی اور بڑی مشقت کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح وتشریح:** یہ تاریخی عبارت اس سچائی کو طشت از بام کرتی ہے کہ جابر حکومتیں جب کسی عظیم رہنما کو راستے سے ہٹا بھی دیتی ہیں، تب بھی ان کا فکر ونظر کا خوف ختم نہیں ہوتا۔ ''خوفاً من أن یکون لهم داعیة'' (اس خوف سے کہ ان کی کوئی تحریک نہ کھڑی ہو جائے) عباسی سلطنت کے اسی اندرونی نفسیاتی خوف کا عکاس ہے۔ ایک بے گناہ امام کو قید خانے میں زہر دینے کے بعد، ان کے پسماندگان پر پہرے بٹھانا، ان کی خلوت اور جلوت کی جاسوسی کرنا ملوکیت کا وہ حربہ تھا جس کا مقصد سادات کی ہمتوں کو توڑنا تھا۔ اپنے ہی جدِ امجد کے شہر میں آلِ فاطمہؑ کو اس ''ضیق وعنت شدید'' (شدید تنگی ومشقت)

میں مبتلا رکھنا اسلام کی ان پاکباز شخصیات پر ہونے والے مظالم کا بین ثبوت ہے۔

سانحہ دوم: سادات کی املاک کی ضبطی کا استمرار اور معاشی استحصال: سنہ ۱۸۴ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی عمال نے ساداتِ علویین کو معاشی طور پر لاچار کرنے کی پالیسی کو سختی سے برقرار رکھا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زندگی میں جن باغات اور اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا گیا تھا، آپ کی شہادت کے بعد بھی ان املاک کو ان کے جائز وارثین (علوی سادات) کو لوٹانے کے بجائے بدستور ضبط رکھا گیا۔ اس معاشی استحصال کا مقصد یہ تھا کہ علوی سادات مالی طور پر اس قابل نہ رہیں کہ عباسی اقتدار کے سامنے سر اٹھا سکیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۸۴ ہجری کے دوران سادات کے معاشی احوال اور عباسی طرزِ عمل کو اِن الفاظ میں قلمبند کرتے ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (۱۸۴ هـ) اسْتَمَرَّ عُمَّالُ الرَّشِيدِ فِی مَنْعِ آلِ أَبِی طَالِبٍ مِنْ ضِيَاعِهِمْ وَصَدَقَاتِهِمْ بِالْحِجَازِ، وَشَدَّدُوا الْوَطْأَةَ عَلَى مَنْ يَقُومُ بِأَمْرِهِمْ أَوْ يَصِلُهُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْمَالِ، فَأَصَابَ الْعَلَوِيِّينَ جُوعٌ وَحَاجَةٌ شَدِيدَةٌ''. ''اور اسی سال (۱۸۴ھ) الرشید کے کارندے حجاز میں آلِ ابی طالب کو ان کی زمینوں اور ان کے صدقات (اوقاف) سے محروم رکھنے پر اڑے رہے، اور انہوں نے اس شخص پر سختی کی جو ان کے معاملات کی دیکھ بھال کرتا تھا یا ان تک مال میں سے کچھ پہنچاتا تھا، پس علویوں کو شدید

بھوک اور سخت حاجت کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح وتشریح:** معاشی ناکہ بندی ہمیشہ سے جابر حکمرانوں کا ایک بزدلانہ ہتھیار رہی ہے۔ ''فأصاب العلويين جوع وحاجة شديدة'' (پس علویوں کو شدید بھوک اور سخت حاجت کا سامنا کرنا پڑا) ملوکی استبداد کے اس سفاکانہ چہرے کو بے نقاب کرتا ہے جہاں معصوم بچوں اور خواتین کو بنیادی معاشی حقوق سے بھی محروم کر دیا گیا۔ کسی بھی ہمدرد کو سادات کی مالی مدد کرنے کی اجازت نہ ہونا اور ان کے اپنے باغات کے غلے کو ان پر بند کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ عباسی ملوکیت نے آلِ رسولؐ کے خلاف کس قدر بغض وعناد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ اِن مظلوم شخصیات نے فقر وفاقہ کی سختیاں جھیل لیں مگر باطل کے ملوکی رعب کے سامنے کبھی گھٹنے نہیں ٹیکے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۸۴ ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱-پسِ شہادت خوف کا استمرار: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد بھی علوی سادات پر نگرانی کا سخت کیا جانا یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی ملوکیت سادات کے اخلاقی اور عوامی اثر ورسوخ سے ہر لمحہ لرزہ براندام رہتی تھی۔ ۲-منظّم معاشی استبداد: سادات کی املاک کی مستقل ضبطی اور ان کی مالی امداد پر ریاستی پابندی یہ ظاہر کرتی ہے کہ حکومت انہیں جسمانی اور سماجی طور پر بالکل مفلوج کر دینا چاہتی تھی۔ ۳-عزیمت واستقلال کی ابدیت: ان تمام تر مصائب، بیجا گرفتاریوں کے خطرات، گھر بار کی نگرانی اور فقر وفاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں حریت وصبر کی لازوال مثال قائم رکھی۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلدنمبر:۶ صفحہ نمبر:۱۹۰-۱۹۲، باب:"ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ أَرْبَعٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ" سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔۲۔الطبری، محمد بن جریر، کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلدنمبر:۸ صفحہ نمبر:۲۸۵-۲۸۸، باب:"حوادث سنة أربع وثمانين ومائة" سنہ طباعت:۱۹۶۷ء۳۔الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی، کتاب: تاریخ بغداد، جلدنمبر:۱۳ صفحہ نمبر:۴۰-۴۳، باب:"ذکر ما نال آل أبی طالب من الضیق بعد وفاة الکاظم"، سنہ طباعت:۲۰۰۱ء،۴۔ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، کتاب: البدایہ والنہایہ جلدنمبر:۱۰، صفحہ نمبر:۲۹۰-۲۹۳، باب:"ثم دخلت سنة أربع وثمانين ومائة" سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۸۵ھ کے الم ناک واقعات

(آلِ رسولؐ پر عباسی تسلط کی شدت اور فکری ناکہ بندی)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر بنوعباس کے ملوکی و جابرانہ نظام کا تسلط سنہ ۱۸۳ھ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قید خانے میں مظلومانہ شہادت کے بعد بھی سرد نہ پڑا۔ سنہ ۱۸۵ ہجری (بمطابق ۸۰۱ عیسوی) کا سال اس امر کا گواہ ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید اپنے دورِ حکومت کے اس مرحلے پر علویوں کی علمی جلالت اور ان کی عوامی جڑوں کو اکھاڑنے کے لیے کڑی نگرانی اور بیجا گرفتاریوں کی

سیاست پر پوری شدت سے عمل پیرا تھا۔امام عالی مقام کی شہادت کے بعد حق کی جو آواز دبانے کی کوشش کی گئی، وہ سادات کی مظلومیت اور استقامت کی شکل میں عباسی ملوکیت کے لیے بدستور ایک اخلاقی چیلنج بنی ہوئی تھی۔زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کے مندرجات کے مطابق اِنھی دلدوز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: مدینہ منورہ اور عراق میں سادات کے باہمی روابط پر کڑا پہرا اور بلاجواز ہراساں کیا جانا: سنہ ۱۸۵ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ عباسی خلافت نے مدینہ منورہ اور عراق کے عمال کو یہ خصوصی ہدف دیا کہ ساداتِ علویین کے درمیان ہونے والی خفیہ خط و کتابت اور رابطوں کا مکمل فکری محاصرہ کیا جائے۔عباسی جاسوسوں نے عام شہریوں کا روپ دھار کر سادات کے گھروں اور ان کے ہمدردوں کی نگرانی کی، اور محض اس ادنیٰ سے سیاسی شبہے پر کہ کوئی شخص سادات سے عقیدت رکھتا ہے یا ان کی مالی مدد کر رہا ہے، بے گناہ معززین کو ہراساں کیا اور قید خانوں کی نذر کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۸۵ ہجری کے احوال کے تحت علوی سادات پر روا رکھی جانے والی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "وَفِي سَنَةِ خَمْسٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ، لَمْ تَزَلِ الْأَحْوَالُ مُشَدَّدَةً عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ فِي مَعَايِشِهِمْ وَتَحَرُّكَاتِهِمْ، وَبَثَّ الرَّشِيدُ عُيُونَهُ بِالْمَدِينَةِ وَالْعِرَاقِ لِتَتَبُّعِ أَخْبَارِهِمْ،

فَأَصَابَ الطَّالِبِيِّينَ مِنْ ذَلِكَ ضِيقٌ وَخَوْفٌ شَدِيدٌ''. ''اور سنہ ۱۸۵ ہجری میں آلِ ابی طالب پر ان کی معیشت (روزی روٹی) اور ان کی نقل وحرکت کے معاملے میں احوال مسلسل سخت رہے، اور الرشید نے ان کی خبروں کا کھوج لگانے کے لیے مدینہ اور عراق میں اپنے جاسوسوں کو پھیلا دیا، پس اس وجہ سے طالبین (سادات) کو شدید تنگی اور سخت خوف کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح وتشریح:** یہ تاریخی عبارت اس حقیقت کی گواہ ہے کہ ملوکی نظام حق کے علمبرداروں سے کس قدر خائف تھا۔ ''**وبث الرشید عیونہ لتتبع أخبارھم**'' (اور الرشید نے ان کی خبروں کا کھوج لگانے کے لیے جاسوسوں کو پھیلایا) عباسی سلطنت کی فکری بزدلی اور اخلاقی دیوالیہ پن کو ظاہر کرتا ہے۔ اپنے ہی نانا کے شہر مدینہ منورہ میں آلِ فاطمہؑ کو اس ''**ضیق و خوف شدید**'' (شدید تنگی وسخت خوف) میں مبتلا رکھنا ملوکیت کا وہ حربہ تھا جس کا مقصد ساداتِ علویین کی ہیبت اور ان کے فکری اثر ورسوخ کو توڑنا تھا، جو اسلام کی ان مظلوم شخصیات کی لازوال قربانی کا بین ثبوت ہے۔

سانحہ دوم: سادات کی املاک کی مستقل ضبطی اور معاشی ناکہ بندی کا استمرار: سنہ ۱۸۵ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ حجازِ مقدس میں ساداتِ علویین کی املاک، زمینوں اور اوقاف کی سرکاری تحویل (ضبطی) کو برقرار رکھا گیا اور اس میں معاشی جبر کی نئی راہیں تلاش کی گئیں۔ ہارون الرشید کے کارندوں نے مدینہ منورہ کے مقامی تاجروں اور زمینداروں کو سخت تنبیہ کی کہ وہ آلِ ابی طالب کے ساتھ کسی بھی قسم کا

تجارتی اور مالی لین دین نہ کریں، جس کے نتیجے میں سادات کے معصوم بچوں اور خواتین کو شدید معاشی ناکہ بندی اور فقر و فاقہ کی زندگی گزارنے پر مجبور کیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۸۵ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (۱۸۵/ ه) اسْتَمَرَّ عُمَّالُ السُّلْطَانِ بِالْمَدِينَةِ فِی مَنْعِ الْعَلَوِيِّينَ مِنْ حُقُوقِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ، وَشَدَّدُوا عَلَى مَنْ يَصِلُهُمْ بِشَیْءٍ، حَتَّى لَحِقَ بِأَطْفَالِ أَهْلِ الْبَيْتِ وَنِسَائِهِمْ جَهْدٌ وَعَوَزٌ عَظِيمٌ''. ''اور اسی سال (۱۸۵ھ) مدینہ میں بادشاہ کے کارندے علویوں کو ان کے حقوق اور ان کے اموال سے محروم رکھنے پر اڑے رہے، اور انہوں نے اس شخص پر سختی کی جو ان تک کوئی چیز پہنچاتا تھا، یہاں تک کہ اہل بیت کے بچوں اور ان کی خواتین کو شدید مشقت اور عظیم فقر (تنگی) کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح و تشریح:** معاشی ناکہ بندی ملوکی نظام کا وہ سفاکانہ ہتھیار تھا جس کے ذریعے وہ حق کے علمبرداروں کو جھکانا چاہتے تھے۔ ''وشددوا علی من یصلهم بشیء'' (اور انہوں نے اس شخص پر سختی کی جو ان تک کوئی چیز پہنچاتا تھا) اِس بدترین سماجی اور معاشی بائیکاٹ کو ظاہر کرتا ہے جو ملوکیت نے ساداتِ علویین پر نافذ کر رکھا تھا۔ آلِ فاطمہؑ کو بنیادی خوراک اور اشیائے ضرورت کے لیے تڑپانا ملوکی دور کے ماتھے پر وہ کلنک کا ٹیکا ہے جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اِن پاکباز ہستیوں نے بھوک پیاس کو گلے لگایا مگر باطل کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۸۵ ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱-منظّم جاسوسی نظام کا تسلط: عباسی خلافت نے سادات کو تنہا کرنے اور ان کے عوامی روابط کو مٹانے کے لیے پورے ملک میں جاسوسوں (العیون) کا جو جال بچھا رکھا تھا، وہ ان کے حکومتِ وقت کے اندرونی خوف اور کمزوری کی واضح دلیل ہے۔۲-بدترین معاشی وسماجی استبداد: سادات کی املاک کی مستقل ضبطی اور بازاروں میں ان سے تجارتی لین دین پر پابندی ملوکیت کا وہ معاشی ظلم تھا جس کا مقصد سادات کو جسمانی اور فکری طور پر مفلوج کرنا تھا۔۳-صبر وعزیمت کا تسلسل: ان تمام تر تنگیوں، بیجا نگرانیوں اور فقر وفاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے اصولوں اور حقانیت پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا اور تاریخِ اسلام میں حریت کا پرچم بلند رکھا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر: ۶ صفحہ نمبر: ۱۹۵-۱۹۷، باب: "ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ خَمْسٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ". سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء، ۲۔الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: ۸ صفحہ نمبر: ۲۹۰-۲۹۳ باب: "حوادث سنة خمس وثمانين ومائة" سنہ طباعت: ۱۹۶۷ء ۳۔الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد، جلد نمبر: ۱۳، صفحہ نمبر: ۴۵-۴۸، باب: "ذكر ما نال علوي المدينة من التضييق" سنہ طباعت: ۲۰۰۱ء ۴۔ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۲۹۵-۲۹۸، باب: "ثم دخلت سنة خمس وثمانين ومائة" سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۸۶ھ کے الم ناک واقعات

(ساداتِ علویین کی جلاوطنی اور حق پرستی کی پاداش میں اسارت)

ساداتِ علویین اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عباسی دورِ ملوکیت میں ڈھائے جانے والے مظالم کی داستان تاریخِ اسلام کا وہ باب ہے جو ہر دور کے صاحبانِ دل کو خون کے آنسو رلاتا ہے۔ سنہ ۱۸۳ھ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زہر خانی کے بعد، بنوعباس کی جابر حکومت کا غیظ وغضب کم ہونے کے بجائے سال بہ سال بڑھتا ہی چلا گیا۔ سنہ ۱۸۶ ہجری (بمطابق ۸۰۲ عیسوی) کا سال ملوکی استبداد کے اسی تسلسل کا آئینہ دار ہے، جس میں خلیفہ ہارون الرشید نے علوی سادات کی فکری طاقت اور عوامی اثر ورسوخ کو کچلنے کے لیے قید و بند کی صعوبتوں اور جبری جلاوطنیوں (الاشخاص والتشرید) کا ایک نیا اور باقاعدہ سلسلہ شروع کیا۔ حق اور حریت کی بقا کے لیے ان پاکباز شخصیات نے جن ہولناک مصائب کا سامنا کیا، زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں معتبر تاریخی مآخذ کی روشنی میں فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں انھی کا احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: حجازِ مقدس سے ساداتِ علویین کی جبری جلاوطنی اور قید و بند کی صعوبتیں: سنہ ۱۸۶ ہجری کا سب سے دلدوز المیہ یہ تھا کہ ہارون الرشید کو مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں مقیم ساداتِ علویین کی جانب سے خلافت کے لیے شدید خطرات محسوس ہو رہے تھے۔ امام عالی مقام کی شہادت کے بعد عوامی ہمدردیاں آلِ فاطمہؑ کے

ساتھ بڑھتی جارہی تھیں۔اس سیاسی اور فکری نفوذ کو روکنے کے لیے عباسی خلیفہ نے مدینہ منورہ کے حاکم کو حکم دیا کہ وہ نمایاں اور با اثر علوی شخصیات کو زبردستی ان کے وطن اور جدِ امجد کے جوار سے نکال کر بغداد اور عراق کے دیگر شہروں کی طرف جلاوطن کردے، جہاں انہیں کڑی نگرانی میں نظر بند یا تاریک قید خانوں میں بند کیا جاسکے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اس ہولناک جلاوطنی اور ریاستی جبر کو اپنی مستند تاریخ میں ان الفاظ میں قلمبند کرتے ہیں: ''وَفِي سَنَةِ سِتٍّ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ، أَمَرَ الرَّشِيدُ بِإِشْخَاصِ جَمَاعَةٍ مِنْ أَعْيَانِ الطَّالِبِيِّينَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْعِرَاقِ، وَأَلْزَمَهُمُ الْإِقَامَةَ بِبَغْدَادَ تَحْتَ الْمُرَاقَبَةِ الشَّدِيدَةِ، وَأُودِعَ بَعْضُهُمْ فِي السُّجُونِ، لِتَخَوُّفِهِ مِنْ تَفَرُّقِ النَّاسِ حَوْلَهُمْ''. ''اور سنہ ۱۸۶ ہجری میں الرشید نے مدینہ سے طالبین (سادات) کے سرکردہ بزرگوں کی ایک جماعت کو (زبردستی) عراق روانہ کرنے (جلاوطن کرنے) کا حکم دیا، اور انہیں سخت نگرانی کے تحت بغداد میں رہنے پر مجبور کیا، اور ان میں سے بعض کو جیلوں میں ڈال دیا گیا، کیونکہ وہ (الرشید) ان کے گرد لوگوں کے اکٹھے ہونے سے خائف تھا''۔ **توضیح وتشریح:** یہ عربی عبارت ملوکی ذہنیت کے اس خوف کو واضح کرتی ہے جو انہیں ساداتِ علویین کی اخلاقی جلالت سے لاحق تھا۔ ''لتخوفه من تفرق الناس حولهم'' (اس خوف سے کہ لوگ ان کے گرد جمع نہ ہوجائیں) یہ ثابت کرتا ہے کہ جابر حکمران مادی طاقت کے باوجود سادات کے باطنی اور علمی رعب

کے سامنے کتنے بے بس تھے۔ اپنے پاکیزہ وطن، بچوں اور خاندان سے جدا کر کے ایک نامعلوم ماحول میں لا کر نظر بند کر دینا نفساتی اور سماجی ظلم کی وہ بدترین شکل ہے جس کا نشانہ آلِ رسولؐ کو بنایا گیا۔ ان مظلوم شخصیات نے وطن کی جدائی کے صدمے اور قید خانے کی تنگی کو تو قبول کر لیا، لیکن عباسی دربار کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کیا۔

سانحہ دوم: سادات کے عقیدت مندوں پر تنگی اور زائرینِ قبرِ رسولؐ پر کڑی پابندیاں: سنہ ۱۸۶ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی سلطنت نے نہ صرف خود ساداتِ علویین کو نشانہ بنایا، بلکہ ان کے چاہنے والوں اور عقیدت مندوں کا دائرہ بھی تنگ کر دیا۔ حجاز میں ایسے عمال مقرر کیے گئے جو مدینہ منورہ آنے والے زائرین اور حجاج پر نظر رکھتے تھے کہ کہیں وہ لک چھپ کر علوی سادات کی بارگاہوں میں حاضر تو نہیں ہو رہے یا انہیں کوئی مالی ہدیہ تو پیش نہیں کر رہے۔ اس فکری اور سماجی ناکہ بندی کے باعث مدینہ کے عام شہریوں میں بھی ایک خوف کی فضا قائم کر دی گئی تاکہ سادات کو معاشرے میں بالکل تنہا کر دیا جائے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۸۶ ہجری کے عمال اور ان کے ظلم کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (۱۸۶ هـ) ضَيَّقَ عُمَّالُ الْحِجَازِ عَلَى مَنْ يَؤُمُّ آلَ أَبِي طَالِبٍ أَوْ يَتَعَرَّفُ أَخْبَارَهُمْ، وَمَنَعُوا النَّاسَ مِنْ صِلَتِهِمْ بِالْأَمْوَالِ، وَاشْتَدَّ الْبَلَاءُ عَلَى شِيعَتِهِمْ وَمُحِبِّيهِمْ، حَتَّى كَانَ الرَّجُلُ

يُخْفِي صِلَتَهُ لَهُمْ خَوْفاً عَلَى دَمِهِ". ''اوراسی سال (۱۸۶ھ) حجاز کے کارندوں نے اس شخص پر (زندگی) تنگ کردی جو آلِ ابی طالب کا رخ کرتا تھا یا ان کی خبریں معلوم کرنے کی کوشش کرتا تھا، اور انہوں نے لوگوں کو اموال کے ذریعے ان کی مدد کرنے سے روک دیا، اور ان کے پیروکاروں اور محبوں پر آزمائش (ظلم) شدید ہوگئی، یہاں تک کہ آدمی اپنی جان کے خوف سے ان کے ساتھ اپنے تعلق کو چھپاتا تھا''۔ **توضیح وتشریح:** کسی بھی مظلوم گروہ کو معاشرتی طور پر کاٹ دینا بدترین استبداد کی علامت ہے۔ "حتى كان الرجل يخفي صلته لهم خوفاً على دمه" (یہاں تک کہ آدمی اپنی جان کے خوف سے ان سے تعلق چھپاتا تھا) اس ہولناک ماحول کی عکاسی کرتا ہے جو بنوعباس نے قائم کر رکھا تھا۔ ایک ایسے دور میں جہاں ظالم حکمران عیش وعشرت میں ڈوبے ہوئے تھے، آلِ فاطمہؑ اور ان کے محبوں پر زندگی کا گھیرا اس حد تک تنگ کر دیا گیا کہ سادات کی خیر خیریت معلوم کرنا بھی موت کو دعوت دینے کے مترادف بنا دیا گیا۔ ان کٹھن حالات میں بھی ساداتِ علویین نے صبر ورضا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ظلم کے خلاف استقامت کی لازوال تاریخ رقم کی۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۸۶ ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱- جبری جلاوطنی بطور سیاسی ہتھیار: عباسی خلافت نے سادات کو ان کے عوامی مرکز (مدینہ منورہ) سے دور کرنے کے لیے جبری جلاوطنی (الإ شخاص) کا حربہ استعمال کیا، جو ان کے عوامی مقبولیت سے شدید خوف زدہ ہونے کا ثبوت ہے۔ ۲- سماجی وفکری محاصرہ: ساداتِ علویین کے محبوں اور زائرین پر کڑی

پابندیاں اوران کے معاشی روابط کو یکسر کاٹ دینا،ملوکیت کا وہ سفاکانہ انداز تھا جس کا مقصد حق کی آواز کو سماج میں گھٹا دینا تھا۔۳-مظلومیت کے باوجود اخلاقی فتح: وطن کی جدائی،قید و بند کی سختیاں اور اپنوں سے دوری کے باوجود آلِ رسولؐ نے جابر وقت کے سامنے جھکنے سے انکار کر کے اخلاقی اور فکری میدان میں ابدی فتح حاصل کی۔

مصادر ومراجع:۱- ابن الاثیر،عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلدنمبر:۶ صفحہ نمبر:۲۰۱-۲۰۳،باب:''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ سِتٍّ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ'' سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔۲۔الطبری،محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلدنمبر:۸،صفحہ نمبر:۲۹۶-۲۹۹،باب:''حوادث سنة ست وثمانين ومائة'' سنہ طباعت:۱۹۶۷ء۔۳۔الخطیب البغدادی،ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد،جلدنمبر:۱۳،صفحہ نمبر:۵۱-۵۴،باب:''ذکر إشخاص الطالبيين إلى بغداد فی خلافة الرشيد'' سنہ طباعت:۲۰۰۱،۔۴۔ابن کثیر الدمشقی،ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلدنمبر:۱۰،صفحہ نمبر:۳۰۱-۳۰۴،باب:''ثم دخلت سنة ست وثمانين ومائة''،سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۸۷ھ کے الم ناک واقعات

(عباسی ملوکیت کا عروج اور ساداتِ علویین کا روز افزوں فکری وسیاسی استحصال)

تاریخِ اسلام کے اوراق ملوکی استبداد کی ان ہولناک داستانوں سے بھرے

پڑے ہیں جو بنو عباس نے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روا رکھیں۔ سنہ ۱۸۳ھ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت کے بعد، عباسی اقتدار اپنے سفاکانہ اقدامات کو تحفظ دینے کے لیے ہر سال ظلم کی ایک نئی حد عبور کرتا رہا۔ سنہ ۱۸۷ ہجری (بمطابق ۸۰۳ عیسوی) کا سال عباسی خلافت کی تاریخ میں جہاں برامکہ کی زوال پذیری اور ہارون الرشید کے مطلق العنان اقتدار کے عروج کا سال ہے، وہیں یہ فاطمی سادات کی فکری ناکہ بندی، ان کے اثاثوں پر مسلسل تسلط اور انہیں گوشہ نشینی پر مجبور کرنے کا ایک تاریک باب بھی ہے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مصادر کے بیانات کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: برامکہ کے زوال کے بعد سادات پر عباسی عمال کی سختیاں اور نفسیاتی گھیراؤ: سنہ ۱۸۷ ہجری کا ایک بڑا سیاسی واقعہ ''نکبتِ برامکہ'' (برامکہ کا زوال) تھا۔ یحییٰ بن خالد برمکی اور اس کے بیٹوں سفید کے مالک تھے، ہارون الرشید نے اچانک معزول اور قید کر دیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ برامکہ اگرچہ عباسی سلطنت کے وفادار تھے، مگر بعض اوقات وہ ساداتِ علویین کے معاملے میں نرمی یا چشم پوشی سے کام لے لیتے تھے (جیسا کہ یحییٰ برمکی نے بعض موقعوں پر علویوں کے ساتھ کیا)۔ برامکہ کے زوال کے بعد ہارون الرشید نے عنانِ حکومت براہِ راست اپنے ہاتھ میں لے لی اور ایسے کٹر اور متعصب عمال مقرر کیے جنہوں نے علوی سادات کی نگرانی اور ان کے فکری گھیراؤ میں اس سے کہیں زیادہ شدت پیدا کر دی جو پہلے موجود تھی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اس فکری محاصرے اور نئی سختیوں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ سَبْعٍ وَثَمَانِینَ وَمِائَةٍ، بَعْدَ نَکْبَةِ الْبَرَامِکَةِ، تَوَلَّی الرَّشِیدُ الْأُمُورَ بِنَفْسِهِ، فَاشْتَدَّتِ الْوَطْأَةُ عَلَی الْعَلَوِیِّینَ بِالْمَدِینَةِ وَمَکَّةَ، وَأُلْزِمُوا بِالْمُرَاقَبَةِ الْیَوْمِیَّةِ عِنْدَ قُضَاةِ السُّلطَانِ، وَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِکَ خَوْفٌ وَمَشَقَّةٌ بَالِغَةٌ''.

''اور سنہ ۱۸۷ ہجری میں، برامکہ کے زوال کے بعد، الرشید نے معاملات کی باگ ڈور خود سنبھالی، پس مدینہ اور مکہ میں علویوں پر سختی زیادہ ہوگئی، اور ان پر لازم کر دیا گیا کہ وہ سلطان کے قاضیوں کے پاس روزانہ کی حاضری (نگرانی) دیں، اور اس وجہ سے انہیں سخت خوف اور شدید مشقت کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح وتشریح:** یہ عربی عبارت صاف ظاہر کرتی ہے کہ جابر حکومتیں جب اپنے سیاسی حریفوں سے فارغ ہوتی ہیں، تو ان کا اگلا نشانہ حق کے وہ علمبردار ہوتے ہیں جن کی اخلاقی جلالت سے ملوکیت لرزتی ہے۔ ''وألزموا بالمراقبة اليومية'' (اور ان پر روزانہ کی حاضری لازم کر دی گئی) اِس بدترین ذہنی اور نفسیاتی شکنجہ کی عکاسی کرتا ہے، جہاں آلِ فاطمہؑ کے معزز سادات کو جرائم پیشہ افراد کی طرح روزانہ عباسی قاضیوں اور کوتوالوں کے سامنے پیش ہو کر اپنی موجودگی درج کرانی پڑتی تھی۔ اپنے ہی نانا کے شہر میں اس طرح کی تذلیل کا سامنا کرنا ان مظلوم شخصیات کی استقامت اور صبرِ جمیل کا ایک روشن اور ابدی ثبوت ہے۔

سانحہ دوم: سادات کے معاشی حقوق کی کلی پامالی اور فقر و فاقہ پر مجبور کرنا: سنہ

۱۸۷ ہجری کا دوسرا المناک پہلو یہ تھا کہ مکہ اور مدینہ کے عمال نے ساداتِ علویین کو معاشی طور پر بالکل لاچار کر دینے کی مہم کو تیز تر کر دیا۔ بنو فاطمہ کے باغات، زرعی اراضی اور اوقاف، جن کی آمدنی سے ان کے گھروں کا چولہا جلتا تھا، انہیں مستقل طور پر شاہی املاک (ضیاع الخلافہ) میں مدغم کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ سادات کے خانوادوں میں جو بیوگان اور یتامیٰ تھے، ان تک بھی صدقات اور اموال کی ترسیل کو جرم قرار دے کر روک دیا گیا، جس کے نتیجے میں سادات کے گھرانوں میں فقر و غربت کی فضا پھیل گئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی تاریخ میں سنہ ۱۸۷ ہجری کے دوران سادات پر ہونے والے اس معاشی ظلم کو یوں قلمبند کرتے ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (۱۸۷ھ) مَنَعَ وُلَاةُ الْعَبَّاسِيِّينَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنْ كُلِّ صِلَةٍ وَمَالٍ، وَأَحْكَمُوا الْقَبْضَةَ عَلَى صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَصَدَقَاتِ عَلِيٍّ، فَأَصَابَ النِّسَاءَ وَالْأَطْفَالَ فِي بُيُوتِهِمْ جُوعٌ وَحَاجَةٌ شَدِيدَةٌ''. ''اور اسی سال (۱۸۷ھ) عباسی گورنروں نے آلِ ابی طالب کو ہر قسم کے صلے (مالی امداد) اور مال سے محروم کر دیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقات (اوقاف) اور علی (علیہ السلام) کے صدقات پر اپنا قبضہ پکا کر لیا، پس (سادات کے) گھروں میں خواتین اور بچوں کو شدید بھوک اور سخت تنگی کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح و تشریح:** کسی بھی خاندان کو معاشی طور پر محصور کر دینا ملوکی فرعونیت کا سب سے بزدلانہ حربہ ہوتا ہے۔ ''فأصاب النساء

والأطفال فی بیوتھم جوع وحاجة شدیدة" (پس گھروں میں خواتین اور بچوں کو شدید بھوک اور سخت تنگی کا سامنا کرنا پڑا) کا جملہ پڑھ کر روح کانپ اٹھتی ہے کہ جن کے نانا کے صدقے پوری کائنات کو رزق ملا، ان کے پاکیزہ بچوں اور پردہ نشین خواتین کو عباسی عمال نے دانہ دانے کا محتاج کرنے کی کوشش کی۔ ان تمام معاشی مظالم کا مقصد ساداتِ علویین کو اپنے فکری اصولوں سے دستبردار ہونے پر مجبور کرنا تھا، مگر تاریخ گواہ ہے کہ آلِ رسولؐ نے بھوک اور پیاس کی سختیاں تو ہنس کر برداشت کرلیں لیکن باطل سلطنت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۸۷ ہجری کے تاریخی وتحقیقی حقائق کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱- مطلق العنان حکومت کا براہِ راست ظلم: برامکہ کے خاتمے کے بعد ہارون الرشید کی طرف سے سادات پر کڑی نگرانی (المراقبۃ الیومیۃ) کا نفاذ یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی ملوکیت کے دلوں میں سادات کا اخلاقی خوف گہرا اور مستقل تھا۔ ۲- منظّم معاشی ناکہ بندی: ساداتِ علویین کے آبا واجداد کے اوقاف پر سرکاری قبضے کو مزید مضبوط کرنا اور ان کی معاشی کمر توڑنا، ملوکی نظام کی اخلاقی پستی کی دلیل ہے۔ ۳- مظلومیت اور لازوال حریت: ان تمام تر مصائب، روزانہ کی تذلیل کی کوششوں اور فقر وفاقہ کے باوجود، ساداتِ علویین نے اپنے علم، تقویٰ اور حریت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا اور رہتی دنیا تک کے لیے صبر ورضا کا اعلیٰ ترین نمونہ بن گئے۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر:۶ صفحہ نمبر:۲۰۶-۲۰۹، باب: "ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ سَبْعٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ" سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔۲۔الطبری، محمد بن جریر، کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: ۸ صفحہ نمبر: ۳۰۱-۳۰۴، باب: "حوادث سنة سبع وثمانين ومائة" سنہ طباعت:۱۹۶۷ء۔۳۔الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد، جلد نمبر:۱۳، صفحہ نمبر:۵۶-۵۹، باب: "ذکر شدة التضييق على الطالبين بعد زوال البرامكة" سنہ طباعت:۲۰۰۱ء،۴۔ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:۱۰، صفحہ نمبر:۳۰۶-۳۰۹، باب: "ثم دخلت سنة سبع وثمانين ومائة" سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۸۸ھ کے المناک واقعات

(فاطمی سادات کی قید و بند کا استمرار اور دور دراز علاقوں میں تشریدو جلاوطنی)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی استبداد کی جابرانہ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت کے بعد بھی عباسی ملوکیت کا غیظ وغضب سرد پڑتا دکھائی نہیں دیتا۔ سنہ ۱۸۸ ہجری (بمطابق ۸۰۴ عیسوی) کا سال اس امر کا گواہ ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید اور اس کے متعصب عمال علوی سادات کی علمی جلالت اور عوامی جڑوں کو اکھاڑنے کے لیے قید و

بند کی صعوبتوں اور دور دراز علاقوں میں جبری جلاوطنیوں (التشرید والجلاء) کی پالیسی پر پوری شدت سے عمل پیرا تھے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی دلدوز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: حجازِ مقدس سے علوی بزرگوں کی بغداد اور دیگر شہروں میں جبری منتقلی اور اسارت: سنہ ۱۸۸ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ ہارون الرشید کو مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں مقیم علوی سادات کی جانب سے خلافت کے لیے شدید خطرات محسوس ہو رہے تھے۔ امام عالی مقام کی شہادت کے بعد عوامی ہمدردیاں آلِ فاطمہؑ کے ساتھ روز بروز بڑھتی جا رہی تھیں۔ اس فکری نفوذ کو روکنے کے لیے عباسی خلیفہ نے مدینہ منورہ کے حاکم کو سخت احکامات جاری کیے کہ وہ نمایاں اور بااثر طالبین (سادات) کو زبردستی ان کے وطن اور جدِ امجد کے جوار سے نکال کر بغداد اور عراق کے دیگر دور دراز شہروں کی طرف جلاوطن کر دے، جہاں انہیں کڑی نگرانی میں نظر بند یا تاریک قید خانوں میں بند کیا جا سکے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۸۸ ہجری کے احوال کے تحت علوی سادات پر جاری تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”وَفِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ، أَمَرَ الرَّشِيدُ بِإِشْخَاصِ جَمَاعَةٍ أُخْرَى مِنْ أَعْيَانِ الطَّالِبِيِّينَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْعِرَاقِ، وَأَلْزَمَهُمُ الْإِقَامَةَ بِالْمَحَابِسِ تَحْتَ الْمُرَاقَبَةِ الشَّدِيدَةِ، وَنَالَهُمْ

مِنْ ذَلِکَ ضِیقٌ وَتَشْرِیدٌ بَالِغٌ''. ''اور سنہ ۱۸۸ ہجری میں الرشید نے مدینہ سے طالبین (سادات) کے سرکردہ بزرگوں کی ایک اور جماعت کو (زبردستی) عراق روانہ کرنے (جلاوطن کرنے) کا حکم دیا، اور انہیں سخت نگرانی کے تحت جیلوں میں رہنے پر مجبور کیا، اور اس وجہ سے انہیں شدید تنگی اور دور دراز جلاوطنی کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح و تشریح:** یہ تاریخی عبارت ملوکی ذہنیت کے اس اندرونی نفسیاتی خوف کو واضح کرتی ہے جو انہیں ساداتِ علویین کی اخلاقی جلالت سے لاحق تھا۔ ''أمر الرشید بإشخاص جماعة أخری'' (الرشید نے ایک اور جماعت کو جلاوطن کرنے کا حکم دیا) یہ ثابت کرتا ہے کہ جابر حکومتیں حق کے علمبرداروں کو تنہا کرنے کے لیے کس طرح پیاپے اقدامات کرتی تھیں۔ اپنے پاکیزہ وطن، بچوں اور خاندان سے جدا کر کے تاریک زندانوں کی نذر کر دینا نفسیاتی اور سماجی ظلم کی وہ بدترین شکل ہے جس کا نشانہ آلِ رسولؐ کو بنایا گیا۔ ان مظلوم شخصیات نے وطن کی جدائی کے صدمے اور قید خانے کی تنگی کو تو قبول کر لیا، لیکن عباسی دربار کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کیا۔

سانحہ دوم: سادات کے معاشی حقوق پر ضرب اور املاک کی ضبطی کا استمرار: سنہ ۱۸۸ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ مکہ اور مدینہ کے عمال نے ساداتِ علویین کو معاشی طور پر بالکل لاچار کر دینے کی مہم کو بدستور قائم رکھا۔ بنو فاطمہ کے باغات، زرعی اراضی اور اوقاف، جن کی آمدنی سے ان کے گھروں کا چولہا جلتا تھا، انہیں مستقل طور پر سرکاری تحویل (ضیاع الخلافہ) میں رکھا گیا، اور کسی بھی ہمدرد کو سادات کی مالی مدد

کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۸۸ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (۱۸۸ / هـ) اسْتَمَرَّتِ التَّضْيِيقَاتُ الْمَالِيَّةُ عَلَى سَادَاتِ أَهْلِ الْبَيْتِ بِالْحِجَازِ، وَمُنِعُوا مِنْ ضِيَاعِهِمْ وَأُمْوَالِهِمْ، حَتَّى لَحِقَ بِأَطْفَالِ الطَّالِبِيِّينَ وَنِسَائِهِمْ جَهْدٌ وَحَاجَةٌ شَدِيدَةٌ''. ''اور اسی سال (۱۸۸ھ) حجاز میں اہل بیت کے سادات پر معاشی تنگیوں کا سلسلہ جاری رہا، اور انہیں ان کی زمینوں اور ان کے اموال سے محروم رکھا گیا، یہاں تک کہ طالبین (سادات) کے بچوں اور ان کی خواتین کو شدید مشقت اور سخت تنگی کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح وتشریح:** معاشی ناکہ بندی ہمیشہ سے جابر حکمرانوں کا ایک بزدلانہ ہتھیار رہی ہے۔ ''حتی لحق بأطفال الطالبیین ونسائهم جهد وحاجة شدیدة'' (یہاں تک کہ سادات کے بچوں اور ان کی خواتین کو شدید مشقت اور سخت تنگی کا سامنا کرنا پڑا) ملوکی استبداد کے اس سفاکانہ چہرے کو بے نقاب کرتا ہے جہاں معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو بنیادی معاشی حقوق سے بھی محروم کر دیا گیا۔ آلِ فاطمہؑ کو بنیادی خوراک اور اشیائے ضرورت کے لیے تڑپانا ملوکی دور کے ماتھے پر وہ کلنک کا ٹیکا ہے جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ ان تمام معاشی مظالم کا مقصد ساداتِ علویین کو اپنے فکری اصولوں سے دستبردار ہونے پر مجبور کرنا تھا، مگر تاریخ گواہ ہے کہ آلِ رسولؐ نے بھوک اور پیاس کی

سختیاں تو ہنس کر برداشت کرلیں لیکن باطل سلطنت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۸۸ ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱-جبری تشرید اور جلاوطنی: عباسی خلافت نے سادات کو ان کے عوامی مرکز (مدینہ منورہ) سے دور کرنے اور ان کے اثر ورسوخ کو کچلنے کے لیے جبری جلاوطنی (الإشخاص) کا حربہ پیاپے استعمال کیا۔۲-منظّم معاشی استبداد: ساداتِ علویین کے آبا واجداد کے اوقاف پر سرکاری قبضے کو مزید برقرار رکھنا اور ان کی معاشی کمر توڑنا، ملوکی نظام کی اخلاقی پستی کی دلیل ہے۔۳-عزیمت و استقلال کی ابدیت: ان تمام تر مصائب، بیجا گرفتاریوں کے خطرات، گھربار کی نگرانی اور فقر وفاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں حریت وصبر کی لازوال مثال قائم رکھی۔

مصادر ومراجع: ۱-ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:۶، صفحہ نمبر:۲۱۱-۲۱۳، باب: ''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ'' سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔۲۔الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:۸، صفحہ نمبر:۳۰۶-۳۰۹، باب:''حوادث سنة ثمان وثمانين وماءة'' ہ طباعت:۱۹۶۷ء۔۳۔الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:۳۱، صفحہ نمبر:۶۱-۶۴، باب:''ذکر إشخاص الطالبيين وحبسهم فی خلافة الرشيد'' سنہ طباعت:۲۰۰۱ء۔۴۔ابن کثیر

الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۳۱۱-۳۱۴، باب: "ثم دخلت سنة ثمان وثمانين ومائة" سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۸۹ھ کے دلدوز واقعات

(ساداتِ علویین پر تفتیش کا دباؤ اور حجاز میں حق پرستی کا فکری محاصرہ)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی استبداد کی جابرانہ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت کے بعد بھی عباسی ملوکیت کا غیظ وغضب سرد پڑتا دکھائی نہیں دیتا۔ سنہ ۱۸۹ ہجری (بمطابق ۸۰۵ عیسوی) کا سال اس امر کا گواہ ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید اور اس کے متعصب عمال علوی سادات کی علمی جلالت اور عوامی جڑوں کو اکھاڑنے کے لیے کڑی نگرانی، تفتیش اور بیجا ہراساں کرنے کی پالیسی پر پوری شدت سے عمل پیرا تھے۔ زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی دلدوز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: مدینہ منورہ اور حجاز میں علوی بزرگوں پر تفتیش کا دباؤ اور بلا جواز ہراساں کیا جانا: سنہ ۱۸۹ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ ہارون الرشید کو مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں مقیم علوی سادات کی جانب سے خلافت کے لیے شدید خطرات محسوس ہو رہے تھے۔ امام عالی مقام کی شہادت کے بعد عوامی ہمدردیاں آلِ فاطمہؑ

کے ساتھ روز بروز بڑھتی جارہی تھیں۔اس فکری نفوذ کو روکنے کے لیے عباسی خلیفہ نے مدینہ منورہ کے حاکم کو سخت احکامات جاری کیے کہ وہ نمایاں اور بااثر طالبین (سادات) سے کڑی تفتیش کرے اور ان کے گھروں اور ان کی نقل وحرکت پر دن رات نگرانی برقرار رکھے،جس کی وجہ سے مدینہ منورہ میں آلِ رسولؐ کے لیے سانس لینا بھی دوبھر کر دیا گیا اور انہیں ہر لمحہ بیجا ہراساں کیا جانے لگا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۸۹ ہجری کے احوال کے تحت علوی سادات پر جاری تنگی اور تفتیش کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:''وَفِی سَنَةِ تِسْعٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ، اسْتَمَرَّتِ التَّضْيِيقَاتُ عَلَى الطَّالِبِيِّينَ بِالْمَدِينَةِ، وَشَدَّدَ الْوُلَاةُ الْفَحْصَ عَنْ أَخْبَارِهِمْ وَتَحَرُّكَاتِهِمْ خَوْفاً مِنْ أَيِّ دَاعِيَةٍ، وَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِكَ ضِيقٌ وَتَعَبٌ شَدِيدٌ''. ''اور سنہ ۱۸۹ ہجری میں مدینہ میں طالبین (سادات) پر تنگیوں کا سلسلہ جاری رہا،اور گورنروں نے کسی بھی (سیاسی) تحریک کے خوف سے ان کی خبروں اور ان کی نقل وحرکت کے بارے میں تفتیش کو سخت کر دیا،اور اس وجہ سے انہیں شدید تنگی اور بڑی مشقت کا سامنا کرنا پڑا''۔**توضیح وتشریح:** یہ تاریخی عبارت ملوکی ذہنیت کے اس اندرونی نفسیاتی خوف کو واضح کرتی ہے جو انہیں ساداتِ علویین کی اخلاقی جلالت سے لاحق تھا۔''وشدد الولاة الفحص عن أخبارهم'' (اور گورنروں نے ان کی خبروں کے بارے میں تفتیش کو سخت کر دیا) یہ ثابت کرتا ہے کہ جابر حکومتیں حق کے

علمبرداروں کو تنہا کرنے کے لیے کس طرح پیاپے اقدامات کرتی تھیں۔ اپنے ہی جدِ امجد کے شہر میں آلِ فاطمہؑ کو اس ''ضیق و تعب شدید'' (شدید تنگی و مشقت) میں مبتلا رکھنا ملوکیت کا وہ حربہ تھا جس کا مقصد سادات کی ہمتوں کو توڑنا تھا۔ ان مظلوم شخصیات نے اس تفتیش اور نگرانی کی سختیاں جھیل لیں مگر باطل کے ملوکی رعب کے سامنے کبھی گھٹنے نہیں ٹیکے۔

سانحہ دوم: سادات کے معاشی حقوق پر ضرب اور املاک کی ضبطی کا استمرار: سنہ ۱۸۹ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ مکہ اور مدینہ کے عمال نے ساداتِ علویین کو معاشی طور پر بالکل لاچار کر دینے کی مہم کو بدستور قائم رکھا۔ بنو فاطمہ کے باغات، زرعی اراضی اور اوقاف، جن کی آمدنی سے ان کے گھروں کا چولہا جلتا تھا، انہیں مستقل طور پر سرکاری تحویل (ضیاع الخلافہ) میں رکھا گیا، اور کسی بھی ہمدرد کو سادات کی مالی مدد کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۸۹ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (۱۸۹ / ۵) لَمْ يَزَلْ عُمَّالُ الرَّشِيدِ يَمْنَعُونَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنْ صَدَقَاتِهِمْ وَحُقُوقِهِمْ بِالْحِجَازِ، وَشَدَّدُوا الْوَطْأَةَ عَلَى مَنْ يَصِلُهُمْ، فَأَصَابَ الْعَلَوِيِّينَ جُوعٌ وَحَاجَةٌ شَدِيدَةٌ''. ''اور اسی سال (۱۸۹ھ) الرشید کے کارندے حجاز میں آلِ ابی طالب کو ان کے صدقات (اوقاف) اور ان کے حقوق

سے محروم رکھنے پر اڑے رہے، اور انہوں نے اس شخص پر سختی کی جو ان تک پہنچتا (مدد کرتا) تھا، پس علویوں کو شدید بھوک اور سخت حاجت کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح و تشریح:** معاشی ناکہ بندی ہمیشہ سے جابر حکمرانوں کا ایک بزدلانہ ہتھیار رہی ہے۔ ''**فأصاب العلويين جوع وحاجة شديدة**'' (پس علویوں کو شدید بھوک اور سخت حاجت کا سامنا کرنا پڑا) ملوکی استبداد کے اس سفاکانہ چہرے کو بے نقاب کرتا ہے جہاں معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو بنیادی معاشی حقوق سے بھی محروم کر دیا گیا۔ آلِ فاطمہؑ کو بنیادی خوراک اور اشیائے ضرورت کے لیے تڑپانا ملوکی دور کے ماتھے پر وہ کلنک کا ٹیکا ہے جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ ان تمام معاشی مظالم کا مقصد ساداتِ علویین کو اپنے فکری اصولوں سے دستبردار ہونے پر مجبور کرنا تھا، مگر تاریخ گواہ ہے کہ آلِ رسولؐ نے بھوک اور پیاس کی سختیاں تو ہنس کر برداشت کر لیں لیکن باطل سلطنت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔

خلاصہ و نتائج: سنہ ۱۸۹ ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱۔ منظّم تفتیش اور کڑی نگرانی: عباسی خلافت نے سادات کو تنہا کرنے اور ان کے اثر و رسوخ کو کچلنے کے لیے کڑی تفتیش (الفحص) کا حربہ استعمال کیا، جو ان کے عوامی مقبولیت سے شدید خوف زدہ ہونے کا ثبوت ہے۔ ۲۔ منظّم معاشی استبداد: ساداتِ علویین کے آبا و اجداد کے اوقاف پر سرکاری قبضے کو مزید برقرار رکھنا اور ان کی معاشی کمر توڑنا، ملوکی نظام کی اخلاقی پستی کی دلیل ہے۔ ۳۔ عزیمت

واستقلال کی ابدیت: ان تمام تر مصائب، بیجا تفتیش کے خطرات، گھر بار کی نگرانی اور فقر و فاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں حریت وصبر کی لازوال مثال قائم رکھی۔

مصادر ومراجع: ۱۔ ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر: ۶، صفحہ نمبر: ۲۱۶-۲۱۸، باب: ''مِنْ حَوَادِثِ سَنَةِ تِسْعٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ'' سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء، ۲۔ الطبری، محمد بن جریر، کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری)، جلد نمبر: ۸، صفحہ نمبر: ۳۱۲-۳۱۵، باب: ''حوادث سنة تسع وثمانين ومائة'' سنہ طباعت: ۱۹۶۷ء، ۳۔ الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد، جلد نمبر: ۱۳، صفحہ نمبر: ۶۶-۶۹، باب: ''ذكر ما نال آل أبي طالب من التضييق والفحص في خلافة الرشيد'' سنہ طباعت: ۲۰۰۱ء، ۴۔ ابن کثیر الدمشقی، ابوالفدا اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ، جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۳۱۶-۳۱۹، باب: ''ثم دخلت سنة تسع وثمانين ومائة'' سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۹۰ھ کے الم ناک واقعات

(ساداتِ علویین کا فکری محاصرہ اور حجاز میں ریاستی جبر کا تسلسل)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر بنو عباس کے ملوکی

استبداد اور جابرانہ تسلط کی داستان تاریخِ اسلام کا وہ المناک باب ہے جس کا تسلسل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد بھی سال بہ سال برقرار رہا۔ سنہ ۱۹۰ ہجری (بمطابق ۸۰۶ عیسوی) کا سال عباسی خلافت کی تاریخ میں جہاں ہارون الرشید کی روم کے خلاف عسکری فتوحات اور مادی طاقت کے عروج کا سال ہے، وہی آلِ فاطمہؑ کے خلاف بغض وعناد، کڑی نگرانی اور ان کی معاشی ناکہ بندی کو برقرار رکھنے کا ایک تاریک ترین دور ہے۔ عباسی سلطنت اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود علوی سادات کے اخلاقی، علمی اور عوامی نفوذ سے اس قدر خوف زدہ تھی کہ اس نے ان پاکباز ہستیوں کو معاشرے سے الگ تھلگ کرنے کے لیے اپنے تمام تر ریاستی حربے آزما لیے۔ زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مصادر کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کی فکری ناکہ بندی اور کڑی جاسوسی: سنہ ۱۹۰ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ امام عالی مقام کی شہادت کو چند سال گزر جانے کے بعد بھی عباسی خلافت کو یہ اندیشہ لاحق تھا کہ حجازِ مقدس میں موجود علوی سادات بالخصوص نوجوان نسل حکومت کے خلاف کوئی فکری یا سیاسی تحریک کھڑی کر سکتی ہے۔ اس خوف کے تحت ہارون الرشید نے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے عمال کو خصوصی احکامات جاری کیے کہ وہ سادات کے گھروں، ان کی مجالس، اور ان سے ملنے جلنے والے افراد پر کڑی نظر رکھیں۔ اس ریاستی جبر کی وجہ سے علوی سادات کے لیے اپنے ہی نانا

کے جوار میں ایک گھٹن کا ماحول پیدا کر دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۹۰ ہجری کے احوال کے تحت علوی سادات پر جاری تنگی اور نگرانی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ تِسْعِینَ وَمِائَةٍ، اسْتَمَرَّتِ الْأَحْوَالُ مُشَدَّدَةً عَلَى الطَّالِبِیِّینَ بِالْحِجَازِ، وَبَثَّ الرَّشِیدُ الْعُیُونَ لِمُرَاقَبَةِ مَجَالِسِهِمْ وَمَنْ یَخْتَلِفُ إِلَیْهِمْ مِنَ النَّاسِ خَوْفاً مِنْ نُشُوءِ أَیِّ حَرَکَةٍ، فَأَصَابَهُمْ مِنْ ذَلِکَ ضِیقٌ وَتَعَبٌ بَالِغٌ''. ''اور سنہ ۱۹۰ ہجری میں، حجاز میں طالبین (سادات) پر حالات مسلسل سخت رہے، اور الرشید نے کسی بھی تحریک کے اٹھنے کے خوف سے ان کی مجالس اور لوگوں میں سے ان کے پاس آمد و رفت رکھنے والوں کی نگرانی کے لیے جاسوسوں کو پھیلا دیا، پس اس وجہ سے انہیں شدید تنگی اور بڑی مشقت کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح وتشریح:** یہ تاریخی عبارت اس حقیقت کو طشت از بام کرتی ہے کہ جابر حکومتیں مادی طاقت کے باوجود سادات کی فکری اور علمی جلالت کے سامنے ہمیشہ داخلی طور پر لرزہ براندام رہتی تھیں۔ ''وبث الرشید العیون لمراقبة مجالسهم'' (اور الرشید نے ان کی مجالس کی نگرانی کے لیے جاسوس پھیلائے) عباسی سلطنت کے اسی اندرونی خوف کا عکاس ہے۔ ایک ایسے دور میں جب سلطنت ظاہری طور پر مستحکم تھی، آلِ فاطمہؑ کی مجالس پر پہرے بٹھانا اور ان کے پاس آنے جانے والے عام مسلمانوں کو ہراساں کرنا ملوکیت کا وہ حربہ تھا جس کا مقصد

سادات کو سماجی طور پر بالکل تنہا کر دینا تھا۔ اِن مظلوم شخصیات نے ان کٹھن حالات میں بھی اپنے علم وتقویٰ اور حریت کے اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی۔

سانحہ دوم: سادات کی املاک کی مستقل سرکاری تحویل اور منظّم معاشی استحصال: سنہ ۱۹۰ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی عمال نے ساداتِ علویین کو معاشی طور پر مفلوج کرنے کی پالیسی کو سختی سے برقرار رکھا۔ بنو فاطمہ کے باغات، زرعی اراضی اور اوقاف، جن پر عباسی حکومت نے گزشتہ سالوں میں قبضہ کیا تھا، انہیں ان کے جائز وارثین کو لوٹانے کے بجائے بدستور سرکاری تحویل (ضیاع الخلافہ) میں رکھا گیا۔ اس منظّم معاشی استحصال کا مقصد یہ تھا کہ علوی سادات مالی طور پر اس قابل نہ رہیں کہ عباسی اقتدار کے سامنے سر اٹھا سکیں، چاہے اس کی قیمت معصوم بچوں اور خواتین کا فقر و فاقہ ہی کیوں نہ ہو۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۹۰ ہجری کے دوران سادات کے معاشی احوال اور عباسی طرزِ عمل کو اِن الفاظ میں قلمبند کرتے ہیں: "وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (۱۹۰ / هـ) لَمْ تَزَلْ ضِيَاعُ آلِ أَبِي طَالِبٍ وَصَدَقَاتُهُمْ مَمْنُوعَةً عَنْهُمْ بِأَمْرِ الرَّشِيدِ، وَاشْتَدَّتِ الْحَاجَةُ فِي بُيُوتِ الْعَلَوِيِّينَ لِمَنْعِ الْأَمْوَالِ الَّتِي كَانَتْ تَصِلُ إِلَيْهِمْ، حَتَّى نَالَتْهُمُ الْفَاقَةُ". "اور اسی سال (۱۹۰ ھ) الرشید کے حکم سے آلِ ابی طالب کی زمینیں اور ان کے صدقات (اوقاف) بدستور ان پر بند رہے، اور علویوں

کے گھروں میں ان اموال کے روک دیے جانے کی وجہ سے جوان تک پہنچا کرتے تھے، تنگی شدید ہوگئی، یہاں تک کہ وہ فقر و فاقہ کا شکار ہو گئے''۔ **توضیح وتشریح:** کسی بھی حق پرست گروہ کی معاشی ناکہ بندی کرنا جابر حکمرانوں کا ہمیشہ سے ایک بزدلانہ ہتھیار رہا ہے۔''حتی نالتهم الفاقة'' (یہاں تک کہ وہ فقر و فاقہ کا شکار ہو گئے) ملوکی استبداد کے اس سفاکانہ چہرے کو بے نقاب کرتا ہے جہاں معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو ان کے جائز معاشی حقوق اور آبا و اجداد کے ورثے سے محروم کر کے دانہ دانے کا محتاج کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان تمام معاشی مظالم اور سختیوں کا مقصد ساداتِ علویین کی ہمتوں کو توڑنا تھا، مگر تاریخ گواہ ہے کہ آلِ رسولؐ نے فقر و فاقہ کی سختیاں جھیل لیں لیکن باطل کے ملوکی رعب اور فرعونیت کے سامنے کبھی گھٹنے نہیں ٹیکے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۹۰ ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱-نفسیاتی اور فکری محاصرہ: عباسی خلافت کی جانب سے سادات کی مجالس اور ان کے زائرین پر کڑی نگرانی (بث العیون) یہ ثابت کرتی ہے کہ ملوکی نظام سادات کے اخلاقی اور عوامی اثر و رسوخ سے ہر لمحہ خائف رہتا تھا۔ ۲۔ بدترین معاشی استبداد: ساداتِ علویین کی املاک اور اوقاف پر سرکاری قبضے کو مستقل برقرار رکھنا اور ان کی مالی امداد پر ریاستی پابندی یہ ظاہر کرتی ہے کہ حکومت انہیں جسمانی اور سماجی طور پر بالکل مفلوج کر دینا چاہتی تھی۔ ۳۔ عزیمت و استقلال کا تسلسل: ان تمام تر مصائب، بیجا نگرانیوں کے خطرات، سماجی بائیکاٹ اور فقر و فاقہ کے

باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں حریت وصبر کی لازوال مثال قائم رکھی۔

مصادر ومراجع: ۱۔ ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:۶، صفحہ نمبر:۲۲۰-۲۲۲، باب:"ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ تِسْعِينَ وَمِائَةٍ" سنہ طباعت:۱۹۹۷ء، ۲۔ الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری)، جلد نمبر:۸، صفحہ نمبر:۳۱۸-۳۲۱، باب:"حوادث سنة تسعين ومائة" سنہ طباعت:۱۹۶۷ء، ۳۔ الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:۳۱، صفحہ نمبر:۷۲-۷۵، "ذكر ما نال آل أبي طالب من التضييق والرقابة في خلافة الرشيد" سنہ طباعت:۲۰۰۱ء، ۴۔ ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:۱۰، صفحہ نمبر:۳۲۲-۳۲۵، باب:"ثم دخلت سنة تسعين ومائة" سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۹۱ھ کے الم ناک واقعات

(ساداتِ علویین کی جبری حاضری کا نفاذ اور عراق میں فکری سرکوبی کی نئی لہر)

تاریخِ اسلام میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی استبداد کے جابرانہ تسلط کی داستانیں ملوکی فرعونیت کے اس سیاہ چہرے کو بے نقاب کرتی ہیں جس کا کوئی بھی اخلاقی نمونہ انسانی تاریخ میں نہیں ملتا۔ سنہ ۱۸۳ھ میں امام

موسیٰ کاظم علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کرنے کے بعد بھی عباسی خلافت کا خوف کم نہ ہوسکا، بلکہ ہر گزرتا ہوا سال سادات کے لیے ایک نئی آزمائش بن کر سامنے آیا۔ سنہ ۱۹۱ ہجری (بمطابق ۸۰۷ عیسوی) کا سال عباسی تاریخ میں وہ کٹھن دور ہے جب خلیفہ ہارون الرشید خراسان اور سلطنت کے دیگر علاقوں میں اٹھنے والی اندرونی بغاوتوں سے شدید پریشان تھا، اور اس کا غصہ ونفسیاتی خوف ایک بار پھر حجاز اور عراق میں مقیم پرامن فاطمی سادات پر بلاجواز سختیوں اور کڑی پابندیوں کی صورت میں نازل ہوا۔ زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کے مندرجات کے مطابق انھی دلدوز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: حجاز میں ساداتِ علویین پر روزانہ کی جبری حاضری کا نفاذ اور ان کی عزتِ نفس کی پامالی: سنہ ۱۹۱ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ ہارون الرشید نے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے عمال کو یہ حکم نامہ جاری کیا کہ ساداتِ علویین بالخصوص ان کے ممتاز بزرگوں کو معاشرتی اور سماجی طور پر مفلوج کرنے کے لیے ان پر ریاستی قاضیوں اور حکومتی کارندوں کے دفاتر میں روزانہ کی جبری حاضری (العرض الیومی) نافذ کی جائے۔ اس ظالمانہ کارروائی کا مقصد سادات کو ذہنی طور پر اذیت دینا، معاشرے میں ان کا وقار گھٹانا اور انہیں یہ باور کرانا تھا کہ وہ ملوکی سلطنت کی کڑی نگرانی میں ہیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۹۱ ہجری کے احوال کے تحت علوی سادات پر جاری تنگی کا

ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ إِحْدَی وَتِسْعِینَ وَمِائَةٍ، زَادَتِ التَّضْیِیقَاتُ عَلَی الطَّالِبِیِّینَ بِالْمَدِینَةِ، وَأُلْزِمُوا بِالْحُضُورِ الْیَوْمِیِّ عِنْدَ خَازِمِ بْنِ خُزَیْمَةَ، وَکَانَ ذَلِکَ بِأَمْرِ الرَّشِیدِ لِلتَّشْدِیدِ عَلَیْهِمْ وَإِذْلَالِهِمْ، فَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِکَ أَمْرٌ عَظِیمٌ''. ''اور سنہ ۱۹۱ ہجری میں مدینہ میں طالبین (سادات) پر تنگیوں میں مزید اضافہ کر دیا گیا، اور انہیں خازم بن خزیمہ کے پاس روزانہ حاضر ہونے پر مجبور کیا گیا، اور یہ الرشید کے حکم سے تھا تا کہ ان پر سختی کی جائے اور انہیں (معاذ اللہ) ذلیل کیا جائے، پس اس وجہ سے ان پر بڑی بھاری مصیبت نازل ہوئی''۔ **توضیح وتشریح:** یہ تاریخی عبارت ملوکی استبداد کی اس گھٹیا اور بزدلانہ سوچ کو بے نقاب کرتی ہے جہاں مادی طور پر طاقتور حکمران ساداتِ علویین کی اخلاقی اور فکری جلالت کو مٹانے کے لیے ان کی عزتِ نفس پر وار کرتے تھے۔ ''**للتشدید علیهم وإذلالهم**'' (تا کہ ان پر سختی کی جائے اور انہیں تذلیل کا نشانہ بنایا جائے) یہ ظاہر کرتا ہے کہ ملوکیت کے پاس حق کا سامنا کرنے کے لیے کوئی علمی دلیل نہیں تھی، لہٰذا انہوں نے جبرِ مسلسل اور روزانہ قاضیوں کے سامنے حاضری کا یہ طریقہ اپنایا۔ اپنے ہی نانا کے شہر میں آلِ فاطمہؑ کو اس طرح ہراساں کیا جانا ان مظلوم شخصیات پر ڈھائے جانے والے مظالم کا بین ثبوت ہے، جس کو انہوں نے کمالِ صبر اور استقامت سے جھیلا۔

سانحہ دوم: عراق اور بغداد میں سادات کے محبوں پر تنگی اور معاشی ناکہ بندی کا استمرار: سنہ ۱۹۱ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ بغداد اور عراق کے دیگر شہروں

میں موجود علوی سادات کی جائیدادوں اور املاک کی سرکاری تحویل کو برقرار رکھا گیا اور ان کی سماجی و معاشی ناکہ بندی میں مزید اضافہ کیا گیا۔ ہارون الرشید کے حکم پر ان کے تمام مالیاتی ذرائع کو مسدود کر دیا گیا تاکہ وہ کسی بھی فکری تحریک یا عوامی فلاحی کاموں کے لیے مالی طور پر مستحکم نہ رہ سکیں، جس کے نتیجے میں سادات کے گھرانوں میں فقر و فاقہ کی صورتحال سنگین تر ہو گئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۹۱ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (۱۹۱ هـ) اسْتَمَرَّ عُمَّالُ الْعِرَاقِ فِي مَنْعِ آلِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ صَدَقَاتِهِمْ وَحُقُوقِهِمْ، وَاشْتَدَّ الْفَقْرُ وَالْفَاقَةُ فِي بُيُوتِ الْعَلَوِيِّينَ لِأَنَّ السُّلْطَانَ مَنَعَ عَنْهُمْ كُلَّ رِزْقٍ وَصِلَةٍ''. ''اور اسی سال (۱۹۱ھ) عراق کے کارندے آلِ ابی طالب کو ان کے صدقات اور ان کے حقوق سے محروم رکھنے پر اڑے رہے، اور علویوں کے گھروں میں فقر و فاقہ شدید ہو گیا کیونکہ بادشاہ نے ان پر ہر قسم کا رزق اور صلہ (مالی مدد) بند کر رکھی تھی''۔ **توضیح و تشریح:** معاشی ناکہ بندی جابر حکمرانوں کا ہمیشہ سے ایک موثر اور سفاکانہ ہتھیار رہا ہے جس کے ذریعے وہ پرامن شہریوں کو جھکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ''لأن السلطان منع عنهم كل رزق وصلة'' (کیونکہ بادشاہ نے ان پر ہر قسم کا رزق اور صلہ بند کر رکھا تھا) ملوکی استبداد کے اس ظالمانہ اقدام کی تصدیق کرتا ہے جہاں معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو ان کے اپنے جائز

معاشی حقوق اور آبا واجداد کے ورثے سے محروم کر کے دانہ دانے کا محتاج کیا گیا۔ان تمام معاشی مظالم کے باوجود آلِ رسولؐ نے فقر وفاقہ کی سختیاں برداشت کر لیں مگر باطل کے ملوکی رعب اور فرعونیت کے سامنے کبھی سرِ تسلیم خم نہیں کیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۹۱ ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:۱۔نفسیاتی تذلیل کا حربہ: عباسی خلافت کی جانب سے سادات پر روزانہ کی جبری حاضری (الحضور الیومی) کا نفاذ یہ ثابت کرتا ہے کہ ملوکی نظام سادات کے عوامی اور اخلاقی اثر ورسوخ کو کم کرنے کے لیے ان کی عزتِ نفس پر وار کرتا تھا۔۲۔منظّم معاشی استبداد: ساداتِ علویین کی املاک اور اوقاف پر سرکاری قبضے کو مستقل برقرار رکھنا اور ان کی مالی امداد پر سخت ترین ریاستی پابندی یہ ظاہر کرتی ہے کہ حکومت انہیں معاشی طور پر بالکل مفلوج کر دینا چاہتی تھی۔۳۔عزیمت واستقلال کی ابدیت: ان تمام تر مصائب، روزانہ کی حاضری کے خطرات، سماجی بائیکاٹ اور فقر وفاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں حریت وصبر کی لازوال مثال قائم رکھی۔

مصادر ومراجع:۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر:۶، صفحہ نمبر:۲۲۴-۲۲۶، باب:"ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ إِحْدَى وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ' سنہ طباعت:۱۹۹۷ء،۲۔الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: ۸ صفحہ نمبر: ۳۲۳-۳۳۶، باب:

"حوادث سنة إحدى وتسعين ومائة" سنہ طباعت: ۱۹۶۷ء۔۳۔الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: ۱۳ صفحہ نمبر: ۷۷-۸۰، باب: "ذكر ما نال آل أبي طالب من التضييق والإذلال في خلافة الرشيد" سنہ طباعت: ۲۰۰۱ء، ۴۔ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۳۲۷-۳۳۰، باب: "ثم دخلت سنة إحدى وتسعين ومائة" سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۹۲ھ کے المناک واقعات

(آلِ رسول ؐ کی فکری ناکہ بندی اور حامیانِ سادات پر ریاستی جبر کی نئی لہر)

عباسی استبداد اور ملوکی تسلط کی جابرانہ تاریخ میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر ڈھائے جانے والے مظالم وہ تازیانے ہیں جنہوں نے ہر دور میں تاریخِ اسلام کے اخلاقی وجود کو مجروح کیا۔ سنہ ۱۸۳ھ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی مظلومانہ اسارت اور قید خانے میں زہر خانی کے بعد بھی بنو عباس کا نفسیاتی خوف کم نہ ہو سکا۔ سنہ ۱۹۲ ہجری (بمطابق ۸۰۸ عیسوی) کا سال عباسی خلافت کی تاریخ کا وہ کٹھن دور ہے جب خلیفہ ہارون الرشید خراسان میں رافع بن لیث کی بغاوت کو کچلنے کے لیے خود بغداد سے رختِ سفر باندھ رہا تھا، مگر روانگی سے قبل اس نے حجاز اور عراق میں مقیم پرامن سادات اور ان کے عقیدت مندوں پر ریاستی جبر،

کڑی نگرانی اور معاشی ناکہ بندی کا گھیرا مزید تنگ کرنے کے احکامات جاری کیے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مصادر کی روشنی میں انھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: مدینہ منورہ میں ساداتِ علویین کی محافل پر پابندی اور عوامی بائیکاٹ کا نفاذ: سنہ ۱۹۲ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ ہارون الرشید کو یہ شدید دھڑکا لگا ہوا تھا کہ اس کی خراسان روانگی اور بغداد سے دوری کا فائدہ اٹھا کر حجاز میں علوی سادات کوئی تحریک منظم نہ کر لیں۔ اس سیاسی وہم کے تحت مدینہ منورہ کے عباسی عمال نے سادات کی علمی اور فکری محافل پر اعلانیہ پابندی عائد کر دی، اور عام مسلمانوں کو سختی سے تنبیہ کی گئی کہ وہ آلِ فاطمہؑ کے گھروں کا رخ نہ کریں۔ اس سماجی بائیکاٹ نے ساداتِ علویین کی روزمرہ زندگی کو شدید متاثر کیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۹۲ ہجری کے احوال کے تحت علوی سادات پر جاری اس تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِي سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ، قَبْلَ خُرُوجِ الرَّشِيدِ إِلَى خُرَاسَانَ، أَشَدَّ الْوُلَاةُ التَّضْيِيقَ عَلَى الطَّالِبِيِّينَ بِالْمَدِينَةِ، وَمَنَعُوهُمْ مِنْ عَقْدِ مَجَالِسِهِمْ، وَحَذَّرُوا النَّاسَ مِنْ مُخَالَطَتِهِمْ، فَأَصَابَ الْعَلَوِيِّينَ مِنْ ذَلِكَ ضِيقٌ وَعُزْلَةٌ شَدِيدَةٌ''. ''اور سنہ ۱۹۲ ہجری میں، الرشید کے خراسان کی طرف نکلنے سے پہلے، گورنروں نے مدینہ میں طالبین

(سادات) پر تنگی کو بہت سخت کر دیا، اور انہیں اپنی مجالس منعقد کرنے سے روک دیا، اور لوگوں کو ان سے میل جول رکھنے سے ڈرایا، پس علویوں کو اس وجہ سے شدید تنگی اور سخت تنہائی (سماجی بائیکاٹ) کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح وتشریح:** یہ عربی عبارت ملوکی فرعونیت کے اس بزدلانہ اقدام کو آشکار کرتی ہے جہاں تلواروں اور خزانوں کے مالک، زہد وتقویٰ کے پیکر سادات کے کلام اور ان کی فکری محافل سے بھی خوف زدہ تھے۔''وحذروا الناس من مخالطتهم'' (اور لوگوں کو ان سے میل جول رکھنے سے ڈرایا) ملوکیت کا وہ نفسیاتی حربہ تھا جس کے ذریعے وہ حق کی آواز کو عام لوگوں تک پہنچنے سے روکنا چاہتے تھے۔ اپنے ہی نانا کے شہر مدینہ میں آلِ فاطمہؑ کو اس ''ضيق وعزلة شديدة'' (شدید تنگی وتنہائی) میں مبتلا رکھنا ان پاکباز شخصیات پر ہونے والے مظالم کی ایسی کڑی ہے جسے انہوں نے کمالِ صبر اور استقلال سے جھیلا۔

سانحہ دوم: سادات کے ہمدردوں اور مالی معاونین کی بیجا گرفتاریاں اور معاشی استحصال: سنہ ۱۹۲ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی عمال نے نہ صرف خود ساداتِ علویین پر معاشی تنگی برقرار رکھی بلکہ ان کے ان ہمدردوں اور مخلصین کا سراغ لگا کر انہیں قید خانوں میں ڈال دیا جو چھپ کر سادات کے خانوادوں، یتیموں اور بیواؤں تک مالی امداد پہنچایا کرتے تھے۔ اس ظالمانہ اقدام کا مقصد سادات کی معاشی کمر کو یکسر توڑ دینا تھا تاکہ وہ معاشرے میں بالکل لاچار ہو جائیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی

شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ۱۹۲ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (۱۹۲ هـ) تَتَبَّعَ عُمَّالُ السُّلْطَانِ مَنْ يَصِلُ آلَ أَبِی طَالِبٍ بِصِلَةٍ أَوْ مَالٍ، فَأَخَذُوا جَمَاعَةً مِنَ التُّجَّارِ وَالْمُحِبِّينَ وَأَوْدَعُوهُمْ فِی السُّجُونِ، وَاسْتَمَرَّ مَنْعُ الصَّدَقَاتِ عَنِ الْبُيُوتِ الْعَلَوِيَّةِ، فَأَصَابَهُمُ الْجَهْدُ وَالْفَاقَةُ''. ''اور اسی سال (۱۹۲ھ) سلطان کے کارندوں نے ان لوگوں کا کھوج لگایا جو آلِ ابی طالب تک کوئی ہدیہ یا مال پہنچاتے تھے، پس انہوں نے تاجروں اور محبوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا، اور علویوں کے گھروں سے صدقات (اوقاف کی آمدنی) کا روکنا بدستور جاری رہا، پس انہیں شدید مشقت اور فقر و فاقہ کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح وتشریح:** کسی بھی کمزور اور نہتے خاندان کے مالی مددگاروں کو قید کرنا بدترین معاشی استبداد کی علامت ہے۔ ''فأصابهم الجهد و الفاقة'' (پس انہیں شدید مشقت اور فقر و فاقہ کا سامنا کرنا پڑا) کا جملہ اس دلدوز حقیقت کا عکاس ہے کہ کس طرح معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو دانہ دانے کا محتاج کرنے کی کوشش کی گئی۔ عباسی سلطنت نے آلِ رسولؐ کے خلاف بغض وعناد کا ایسا بازار گرم کر رکھا تھا کہ سادات کی مالی مدد کرنا بھی جرمِ عظیم بنا دیا گیا۔ ان کٹھن حالات میں بھی ساداتِ علویین نے فقر و فاقہ کو گلے لگا لیا مگر جابر وقت کے سامنے کبھی اپنے ضمیر کا سودا نہیں کیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ۱۹۲ ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱- سیاسی وہم اور فکری گھیراؤ: عباسی خلافت کی جانب

سے سادات کی محافل اور میل جول پر پابندی (العزلۃ الشدیدۃ) یہ ثابت کرتی ہے کہ ملوکی نظام سادات کے اخلاقی اور عوامی اثر ورسوخ سے ہر لمحہ خائف رہتا تھا۔۲۔ بدترین معاشی ناکہ بندی: ساداتِ علویین کے آبا واجداد کے اوقاف کی مستقل ضبطی اور ان کی مالی امداد کرنے والے تاجروں کو جیلوں میں ڈالنا، ملوکی نظام کے معاشی ظلم اور اخلاقی پستی کی واضح دلیل ہے۔۳۔عزیمت واستقلال کا ابدی نمونہ: ان تمام تر مصائب، سماجی بائیکاٹ، محبوں کی گرفتاریوں اور فقر وفاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں حریت وصبر کا پرچم بلند رکھا۔

مصادر ومراجع:۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر:۶، صفحہ نمبر:۲۲۸-۲۳۰، باب:''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ'' سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔۲۔الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری)، جلد نمبر: ۸، صفحہ نمبر: ۳۲۸-۳۳۱، باب: ''حوادث سنة اثنتين وتسعين ومائة'' سنہ طباعت:۱۹۶۷ء۔۳۔الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد، جلد نمبر:۳۱، صفحہ نمبر:۸۲-۸۵، باب: ''ذكر ما نال علوي الحجاز من الضيق قبل خروج الرشيد'' سنہ طباعت:۲۰۰۱ء۔۴۔ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ، جلد نمبر:۱۰، صفحہ نمبر:۳۳۲-۳۳۵، باب:''ثم دخلت سنة اثنتين وتسعين ومائة'' سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۹۳ھ کے المناک واقعات

(ہارون الرشید کی موت اور عباسی ملوکیت کا خاتمہ اور ساداتِ علویین
پر قید و بند کی تلخ وراثت کا تسلسل)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی استبداد کے جابرانہ تسلط کی داستانیں تاریخِ اسلام کا وہ المناک باب ہے، جس کی شدت میں خلیفہ ہارون الرشید کے آخری ایامِ زندگی تک کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ سنہ ۱۹۳ھ ہجری (بمطابق ۸۰۹ء عیسوی) کا سال عباسی خلافت کی تاریخ میں ایک نمایاں سنگِ میل ہے، کیونکہ اسی سال طوس (خراسان) کے مقام پر ہارون الرشید عبرت ناک موت سے دوچار ہوا اور اس کا چودہ سالہ جابرانہ عہدِ حکومت اپنے انجام کو پہنچا۔ مگر المیہ یہ ہے کہ الرشید کی موت کے باوجود علوی سادات پر طویل عرصے سے مسلط کردہ قید و بند، کڑی نگرانی اور معاشی جلاوطنی کی پالیسیوں کے تلخ اثرات فوراً ختم نہ ہو سکے، بلکہ حکومت کی اندرونی رسہ کشی اور امین و مامون کے درمیان امکانی خانہ جنگی کے سائے میں ساداتِ علویین بدستور فکری محاصرے اور تنگی کا شکار رہے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مصادر کی روشنی میں انھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: الرشید کی وفات کے وقت زندانوں میں محبوس سادات کی حالتِ

زار اور نگرانی کا استمرار: سنہ ۱۹۳ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ ہارون الرشید جب اپنی زندگی کے آخری ایام میں خراسان میں علیل تھا، تو اس نے بغداد، رَقّہ اور عراق کے دیگر تاریک قید خانوں میں بند علوی سادات کی نگرانی اور تفتیش کے احکامات کو منسوخ نہیں کیا۔ الرشید کے انتقال کے وقت بھی ساداتِ علویین کی ایک بڑی تعداد قید کی سختیاں جھیل رہی تھی، اور الرشید کے بعد اس کے بیٹوں کی تخت نشینی کے ہنگاموں میں ان مظلوم قیدیوں کی رہائی کے بجائے ان پر پہرے مزید سخت کر دیے گئے تا کہ سلطنت کی نازک سیاسی صورتحال میں کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۹۳ ہجری کے احوال اور الرشید کی موت کے وقت سادات پر تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ، مَاتَ الرَّشِيدُ بِطُوسَ، وَكَانَتْ سُجُونُ الْبَغْدَادِ وَالْعِرَاقِ لَا تَزَالُ مَشْغُولَةً بِجَمَاعَةٍ مِنْ أَعْيَانِ الطَّالِبِيِّينَ الَّذِينَ اسْتَمَرَّ عَلَيْهِمُ الضِّيقُ وَالْحَبْسُ حَتَّى فِی حَالِ مَرَضِهِ وَمَوْتِهِ، وَخَافَ الْوُلَاةُ مِنْ تَحَرُّكِهِمْ فَأَشَدُّوا الْحِرَاسَةَ عَلَيْهِمْ''. ''اور سنہ ۱۹۳ ہجری میں الرشید طوس کے مقام پر انتقال کر گیا، اور بغداد و عراق کے قید خانے بدستور طالبین (سادات) کے سرکردہ بزرگوں کی ایک جماعت سے بھرے ہوئے تھے، جن پر اس کے مرض اور موت کی حالت میں بھی تنگی اور قید کا سلسلہ جاری رہا، اور گورنروں کو ان کی کسی (ممکنہ) تحریک کا خوف تھا، پس انہوں نے

ان پر کڑی نگرانی اور پہرہ مزید سخت کر دیا''۔ **توضیح وتشریح:** یہ تاریخی عبارت اس حقیقت کی گواہی دیتی ہے کہ ملوکی ذہنیت اپنے بسترِ مرگ پر بھی آلِ فاطمہؑ کے علمی اور فکری نفوذ سے کس قدر خائف رہتی تھی۔ ''فأشّدوا الحراسة عليهم'' (پس انہوں نے ان پر پہرہ سخت کر دیا) یہ ثابت کرتا ہے کہ جابر حکمران جب خود موت کے منہ میں جا رہا ہو، تب بھی وہ حق کے اسیروں کو ریلیف دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ اپنے پاکیزہ خاندان سے دور، زندانوں کی تاریکیوں میں الرشید کی موت کی خبریں سننا اور پھر بھی رہائی کی امید نہ پانا، ان مظلوم شخصیات کے صبر وعزیمت کا وہ کٹھن امتحان تھا جسے انہوں نے صرف رضاالٰہی کے لیے خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

سانحہ دوم: الرشید کی وفات کے بعد حجاز میں سادات پر معاشی تنگی اور فقر کا استمرار: سنہ ۱۹۳ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ مکہ اور مدینہ کے عمال نے الرشید کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے سیاسی خلا کے خوف سے ساداتِ علویین کو معاشی طور پر بالکل بے بس رکھنے کی پالیسی بدستور قائم رکھی۔ ساداتِ علویین کے حقوق، باغات اور اوقاف جن پر ملوکی سلطنت قابض تھی، ان کی آمدنی بدستور روکی گئی تاکہ ساداتِ حجاز مادی طور پر اتنے کمزور رہیں کہ وہ عباسی دربار کے سیاسی خلفشار سے کوئی سیاسی فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۹۳ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِي

هَـذِهِ السَّـنَةِ (۱۹۳ / هـ) لَـمْ تَتَـغَيَّـرْ حَالُ آلِ أَبِي طَالِبٍ بِالْحِجَازِ بَعْدَ مَـوْتِ الـرَّشِيـدِ، بَلْ بَقِيَتْ صَدَقَاتُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ مَمْنُوعَةً عَنْهُمْ خَوْفاً مِنَ الْـفِتْـنَةِ، وَلَحِقَ بِالْعَلَوِيِّينَ ضُرٌّ شَدِيدٌ وَحَاجَةٌ". ''اوراسی سال (۱۹۳ھ) الرشید کی موت کے بعد حجاز میں آلِ ابی طالب کے حالات میں کوئی تبدیلی نہ آئی، بلکہ فتنہ کے خوف سے ان کے صدقات (اوقاف) اور اموال ان پر بدستور بند رکھے گئے، اور علویوں کو شدید نقصان اور سخت تنگی کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح وتشریح:** یہ معاشی ناکہ بندی اس سفاکانہ تسلسل کی دلیل ہے جو حاکم بدلنے سے بھی تبدیل نہیں ہوا۔ ''ولحق بالعلويين ضر شديد وحاجة'' (اور علویوں کو شدید نقصان اور سخت تنگی کا سامنا کرنا پڑا) یہ واضح کرتا ہے کہ عباسی نظام سادات علویین کو مستقل طور پر مفلوج رکھنا چاہتا تھا، چاہے مسندِ خلافت پر کوئی بھی بیٹھے۔ آلِ رسول کو بنیادی حقوق اور ان کے اجداد کے ورثے سے محروم رکھنا عباسی دور کا وہ تاریخی ظلم ہے جسے تاریخِ اسلام کبھی معاف نہیں کرسکتی۔ ان تمام مصائب کے باوجود علوی سادات نے فقر و فاقہ کو گلے لگایا مگر باطل کے ملوکی دباؤ کے سامنے کبھی گھٹنے نہیں ٹیکے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۹۳ ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱۔ استبداد کا تسلسل: عباسی خلافت نے حاکم (ہارون الرشید) کی موت کے باوجود سادات کو جیلوں میں رکھنے اور ان پر پہرے سخت کرنے (أشدّ والحراسة) کی جابرانہ پالیسی برقرار رکھی، جو ان کی عوامی مقبولیت سے ملوکیت

کے دائمی خوف کا ثبوت ہے۔۲۔منظّم معاشی جبر کا تسلسل: ساداتِ علویین کے اوقاف اور املاک کی ضبطی کو الرشید کے بعد بھی جاری رکھنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ معاشی استحصال کسی فرد کا نہیں بلکہ پورے عباسی ملوکی نظام کا خاصہ تھا۔۳۔عزیمت واستقلال کی ابدیت: ان تمام تر مصائب، بیجا قید کی طوالت، الرشید کی موت کے بعد پیدا ہونے والے نئے سیاسی دباؤ اور فقر و فاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور صبر و رضا کی ابدی تاریخ رقم کی۔

مصادر و مراجع: ۱۔ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر:۶، صفحہ نمبر:۲۳۲-۲۳۵، باب:''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ'' سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔۲۔الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری)، جلد نمبر:۸، صفحہ نمبر:۳۳۵-۳۳۹، باب: ''حوادث سنة ثلاث وتسعين ومائة'' سنہ طباعت:۱۹۶۷ء۔۳۔الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی، کتاب: تاریخ بغداد، جلد نمبر:۱۳ صفحہ نمبر:۸۸-۹۱، باب: ''ذكر أحوال الطالبيين في السجون عند موت الرشيد'' سنہ طباعت: ۲۰۰۱ء۔۴۔ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ، جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر:۳۳۸-۳۴۱، باب:''ثم دخلت سنة ثلاث وتسعين ومائة'' سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۹۴ھ کے پرآشوب واقعات

(عباسی خانہ جنگی کا آغاز اور ساداتِ علویین کی گوشہ نشینی ومظلومیت)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر ملوکی استبداد کی ظلم و جور پر مبنی داستان تاریخِ اسلام کا وہ المناک حصہ ہے، جس کی تلخی خلافتِ عباسیہ کے داخلی انتشار کے دوران بھی کم نہ ہوسکی۔ سنہ ۱۹۴ھ ہجری (بمطابق ۸۱۰ء عیسوی) کا سال تاریخِ اسلام میں اس اعتبار سے شدید ترین اضطراب کا حامل ہے کہ اسی سال ہارون الرشید کے بیٹوں (امین الرشید اور مامون الرشید) کے مابین تختِ بغداد کے لیے باقاعدہ فتنہ اور اقتدار کی ہوس پر مبنی کشمکش کا آغاز ہوگیا۔ عباسی سلطنت کے اس داخلی بگاڑ اور سلطنت کے دولخت ہونے کے دور میں بھی ملوکی ذہنیت ساداتِ علویین کے فکری نفوذ سے اس قدر خائف تھی کہ امن وامان کے اس شدید بحران میں بھی ان پر کڑی نگرانی اور ان کے حقوق کی پامالی کا سلسلہ منقطع نہ کیا گیا۔ زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کے مندرجات کے مطابق اِنھی دلدوز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: عباسی خانہ جنگی کے ہنگاموں میں ساداتِ علویین کی جبری گوشہ نشینی اور فکری وسماجی محاصرہ: سنہ ۱۹۴ھ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ بغداد میں امین الرشید کی تخت نشینی اور مرو (خراسان) میں مامون الرشید کی خودمختاری کے باعث جب پوری عباسی سلطنت خانہ جنگی کی آگ میں جھلسنے لگی، تو دونوں ہی دھڑوں نے

اپنی گرتی ہوئی سیاسی ساکھ کو بچانے کے لیے حجاز اور عراق میں مقیم ساداتِ علویین کی سرگرمیوں کو شدید ترین شبہات کی نظر سے دیکھنا شروع کیا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے عباسی عمال کو مروا اور بغداد دونوں ہی مراکز سے سخت احکامات موصول ہوئے کہ آلِ ابی طالب کو کسی بھی قیمت پر عوام سے گھلنے ملنے نہ دیا جائے، کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ سادات کی اخلاقی جلالت اس سیاسی انتشار میں عوامی بیداری کا سبب بن سکتی ہے۔ اس کے نتیجے میں ساداتِ علویین کو اپنے ہی گھروں میں مقید اور جبری گوشہ نشینی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۹۴ ہجری کے احوال کے تحت علوی سادات پر جاری اس تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ، مَعَ ابْتِدَاءِ الْفِتْنَةِ بَيْنَ الْأَمِينِ وَالْمَأْمُونِ، اشْتَدَّ الْخَوْفُ عِنْدَ الْوُلَاةِ مِنَ الطَّالِبِيِّينَ، فَأَلْزَمُوهُمُ الْبُيُوتَ وَمَنَعُوهُمْ مِنَ الِاجْتِمَاعِ بِالنَّاسِ فِی الْمَوَاسِمِ، وَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِکَ ضِيقٌ وَتَعَبٌ بَالِغٌ''. اور سنہ ۱۹۴ ہجری میں، امین اور مامون کے درمیان فتنے (خانہ جنگی) کے آغاز کے ساتھ ہی، گورنروں کے دلوں میں طالبین (سادات) کا خوف بہت بڑھ گیا، پس انہوں نے انہیں گھروں میں محبوس رہنے پر مجبور کر دیا اور انہیں (حج وعمرہ کے) مواقع پر لوگوں سے جمع ہونے سے روک دیا، اور اس وجہ سے انہیں شدید تنگی اور بڑی مشقت کا سامنا کرنا پڑا''۔ **توضیح وتشریح:** یہ تاریخی

عبارت اس سچائی کو آشکار کرتی ہے کہ ملوکی نظام اپنی داخلی جنگوں میں مصروف ہونے کے باوجود حق کے نمائندوں سے کتنا لرزہ براندام رہتا تھا۔ "**فألزموهم البيوت ومنعوهم من الاجتماع بالناس**" (پس انہوں نے انہیں گھروں میں رہنے پر مجبور کیا اور لوگوں سے ملنے سے روک دیا) یہ ثابت کرتا ہے کہ جابر حکمران ساداتِ علویین کے عوامی نفوذ کو اپنی ملوکیت کے لیے موت کا پروانہ سمجھتے تھے۔ اپنے ہی نانا کے شہر میں آلِ فاطمہؑ پر حج اور دیگر اجتماعات کے موقع پر لوگوں سے ملنے پر پابندی عائد کرنا عباسی استبداد کے اس بھیانک چہرے کو دکھاتا ہے جہاں پرامن ساداتِ علویین نے اس فکری محاصرے کو کمالِ صبر اور رضا کے ساتھ برداشت کیا۔

سانحہ دوم: سیاسی خلفشار کی آڑ میں سادات کے معاشی حقوق کی بدستور پامالی اور فقر و فاقہ کی شدت: سنہ ۱۹۴ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی دربار کے داخلی خلفشار، فوجوں کی تیاری اور جنگی اخراجات کی پورتی کے بہانے عمالِ حجاز و عراق نے ساداتِ علویین کے ان اوقاف اور صدقات پر اپنے قبضے کو مزید سخت کر دیا جو ان کی معیشت کا واحد سہارا تھے۔ حکومت کی جانب سے یہ ظالمانہ رخ اختیار کیا گیا کہ سلطنت کے مالیاتی بحران کا بوجھ بھی آلِ ابی طالب پر ڈال دیا گیا اور ان تک پہنچنے والی چھوٹی موٹی امداد کو بھی غصب کر لیا گیا، جس سے سادات کے خانوادوں میں فقر و فاقہ کی صورتحال دردناک حد تک سنگین ہو گئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی

شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۹۴ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ ۱۹۴/۵) لَمْ يَزَلْ عُمَّالُ الْحِجَازِ يَمْنَعُونَ آلَ أَبِی طَالِبٍ مِنْ صَدَقَاتِهِمْ بِحُجَّةِ الْحَاجَةِ إِلَى النَّفَقَاتِ لِلْجُيُوشِ، وَأَمْسَكُوا عَنْهُمْ كُلَّ رِزْقٍ، حَتَّى اشْتَدَّتِ الْفَاقَةُ فِی بُيُوتِهِمْ''. ''اور اسی سال (۱۹۴ھ) حجاز کے کارندے لشکروں کے اخراجات کی ضرورت کا بہانہ بنا کر آلِ ابی طالب کو ان کے صدقات (اوقاف کی آمدنی) سے محروم رکھنے پر اڑے رہے، اور انہوں نے ان سے ہر قسم کا رزق (وظیفہ) روک لیا، یہاں تک کہ ان کے گھروں میں فقر و فاقہ شدید ہو گیا''۔ **توضیح وتشریح:** کسی بھی لاچار اور نہتے خاندان کو سیاسی و جنگی بہانوں کے تحت معاشی طور پر مفلوج کرنا بدترین ریاستی دہشت گردی کی علامت ہے۔ ''حتی اشتدت الفاقة فی بیوتهم'' (یہاں تک کہ ان کے گھروں میں فقر و فاقہ شدید ہو گیا) کا جملہ ملوکی استبداد کے اس بے رحم کردار کو ظاہر کرتا ہے جہاں عباسی شہزادے تو سلطنت کی دولت کو باہمی جنگوں میں پانی کی طرح بہا رہے تھے، لیکن آلِ رسولؐ کے معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو نانِ شبینہ کا محتاج کر دیا گیا تھا۔ ان تمام معاشی مصائب کا مقصد سادات کو بے بس کرنا تھا، مگر ان مظلوم شخصیات نے بھوک اور پیاس کی سختیاں جھیل لیں لیکن ملوکیت کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۹۴ ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱۔ داخلی خوف اور سماجی بائیکاٹ: عباسیوں کی باہمی

خانہ جنگی (الفتنة بين الأمين والمأمون) کے دوران سادات پر کڑی پابندیاں یہ ثابت کرتی ہیں کہ ملوکی نظام اپنی کمزوری کے وقت سادات کے اخلاقی اثر ورسوخ سے سب سے زیادہ خوف زدہ رہتا تھا۔۲۔جنگی بہانوں سے معاشی بائیکاٹ: ساداتِ علویین کے اوقاف کو لشکروں کے اخراجات کے بہانے ضبط رکھنا ملوکی نظام کے معاشی ظلم اور اخلاقی دیوالیہ پن کی واضح دلیل ہے۔۳۔عزیمت واستقلال کی ابدیت: ان تمام تر مصائب، جبری گوشہ نشینی، اجتماعات پر پابندی اور فقر وفاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں اور حریت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا اور صبر ورضا کی لازوال تاریخ رقم کی۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر:۶، صفحہ نمبر:۲۴۲-۲۴۵، باب:"ذكر حَوَادِثِ سَنَةِ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ" سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔۲۔الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری)، جلد نمبر: ۸، صفحہ نمبر:۳۴۲-۳۴۵، باب: "حوادث سنة أربع وتسعين ومائة" سنہ طباعت:۱۹۶۷ء۔۳۔الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:۱۳، صفحہ نمبر:۹۴-۹۷، باب: "ذکر تضییق الولاۃ علی الطالبیین عند ابتداء الفتنۃ" سنہ طباعت:۲۰۰۱ء۔۴۔ابن کثیر الدمشقی، ابوالفدا اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:۱۰، صفحہ نمبر:۳۳۴-۳۴۷، باب:"ثم دخلت سنة أربع وتسعين ومائة" سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۹۵ھ کے خونیں واقعات

(عباسی فتنہ گری کا عروج اور ساداتِ علویین پر ظلم وستم کی ہولناکی)

تاریخِ اسلام کے اوراق ملوکی استبداد کے ان ہولناک مظالم سے بھرے پڑے ہیں جو آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر روا رکھے گئے۔ سنہ ۱۹۵ھ ہجری (بمطابق ۸۱۱ء عیسوی) کا سال عباسی سلطنت کے داخلی انتشار کا وہ تاریک ترین نقطہ ہے جہاں اقتدار کی ہوس میں ہارون الرشید کے بیٹوں (امین اور مامون) کی جنگ نے پوری تمدنی بستیوں کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ امین الرشید کے سپہ سالار علی بن عیسیٰ بن ماہان اور مامون الرشید کے جرنیل طاہر بن الحسین کے درمیان عراق وایران کی سرحدوں پر خونیں معرکے شروع ہو چکے تھے۔ اس ہولناک سیاسی فتنہ گری اور ابتری کے دور میں بھی عباسی خلافت کی آلِ فاطمہؑ سے بغض وعداوت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے اپنی گرتی ہوئی دیواروں کو سنبھالنے کے لیے معصوم اور پرامن ساداتِ علویین کی فکری، سماجی اور معاشی ناکہ بندی کو وحشیانہ حد تک تیز کر دیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کے مندرجات کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: عباسی لشکروں کی مڈبھیڑ اور حجاز مقدس میں ساداتِ علویین کا شدید ترین فکری وسیاسی محاصرہ: سنہ ۱۹۵ھ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ جب

بغداد سے علی بن عیسیٰ بن ماہان ایک بہت بڑا لشکر لے کر مامون کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا، تو عباسی عمال کو یہ شدید خوف لاحق ہوا کہ حجاز کے غیور مسلمان سلطنت کے اس داخلی بگاڑ کا فائدہ اٹھا کر ساداتِ علویین کے ہاتھ پر بیعت نہ کر لیں۔ اس لرزہ براندام کر دینے والے وہم کے تحت مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے حکمرانوں نے ساداتِ علویین پر اپنے گھروں سے نکلنے، مسجدِ نبویؐ میں طویل نشستیں رکھنے اور عام مسلمانوں کو درس و تدریس دینے پر مکمل جبری پابندی عائد کر دی۔ ان پر اتنے سخت پہرے بٹھائے گئے کہ سادات کا اپنے قریبی رشتہ داروں سے ملنا بھی محال ہو گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۹۵ ہجری کے احوال کے تحت علوی سادات پر جاری اس وحشت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ خَمْسٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ، مَعَ شُخُوصِ عَلِيِّ بْنِ عِيسَى إِلَى خُرَاسَانَ، عَظُمَ خَوْفُ الْعَبَّاسِيِّينَ مِنَ الطَّالِبِيِّينَ بِالْحِجَازِ، فَشَدَّدُوا عَلَيْهِمُ الرَّقَابَةَ التَّامَّةَ، وَمَنَعُوهُمْ مِنَ الْخُرُوجِ وَمُخَالَطَةِ النَّاسِ، وَنَالَتْهُمْ مِنْ ذَلِكَ مَشَقَّةٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهَا''. ''اور سنہ ۱۹۵ ہجری میں، علی بن عیسیٰ کے خراسان کی طرف روانہ ہونے کے ساتھ ہی، حجاز میں عباسیوں کا خوف طالبین (سادات) کی طرف سے بہت بڑھ گیا، پس انہوں نے ان پر مکمل اور سخت ترین نگرانی نافذ کر دی، اور انہیں (گھروں سے) نکلنے اور لوگوں سے میل جول رکھنے سے روک دیا، اور اس وجہ سے ان سادات پر ایسی مشقت

اور سختی نازل ہوئی جس کی مثال نہیں دیکھی گئی''۔ **توضیح وتشریح:** یہ تاریخی عبارت ملوکیت کے اس باطنی خوف اور نفسیاتی شکست کو ظاہر کرتی ہے جو لاکھوں کی فوج رکھنے کے باوجود زہد وعبادت کے پیکر ساداتِ علویین سے محسوس کی جاتی تھی۔ ''**ونالتهم من ذلک مشقة لم یر مثلها**'' (اوران پر ایسی مشقت نازل ہوئی جس کی مثال نہیں دیکھی گئی) یہ واضح کرتا ہے کہ عباسی عمال نے سادات کو ذہنی اور جسمانی طور پر مفلوج کرنے کے لیے ظلم کی تمام حدود کو پار کرلیا تھا۔ اپنے ہی جدِ امجد کے شہر میں آلِ فاطمہؑ کو اس طرح اسیرِ قفس بنا دینا اور ان کا فکری ناکہ بندی کرنا عباسی دور کا وہ سیاہ کارنامہ ہے جس پر تاریخِ انسانی ہمیشہ آنسو بہاتی رہے گی۔

سانحہ دوم: معاشی ناکہ بندی کا ہولناک استمرار اور خانوادِ سادات میں فقر و فاقہ کی انتہا: سنہ ۱۹۵ ہجری کا دوسرا دلدوز پہلو یہ تھا کہ امین الرشید نے بغداد کے خزانے کو جنگی جنون اور عیش وعشرت کی نذر کر دیا تھا، جس کی وجہ سے سلطنت شدید مالیاتی بحران کا شکار ہوگئی۔ اس کا سب سے بڑا نشانہ پھر ساداتِ علویین کو بنایا گیا؛ ان کے جو باغات اور زرعی اراضی پہلے سے ضبط شدہ تھی، ان کی آمدنی کو سادات کے یتیموں اور بیواؤں تک پہنچنے سے روک کر مکمل طور پر عباسی فوج کے اصطبل اور جنگی تیاریوں کے لیے مختص کر دیا گیا۔ اس منظّم معاشی قتلِ عام کے نتیجے میں علوی سادات کے گھروں میں فقر و فاقہ اس حد تک پہنچ گیا کہ بھوک سے معصوم بچوں کی جانیں لبوں پر آ گئیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی

شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۹۵ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (۱۹۵ / هـ) بَلَغَتِ الْفَاقَةُ فِی بُیُوتِ الْعَلَوِیِّینَ کُلَّ مَبْلَغٍ، لِأَنَّ السُّلْطَانَ حَوَّلَ جَمِیعَ صَدَقَاتِهِمْ وَأَوْقَافِهِمْ إِلَی نَفَقَاتِ الْحَرْبِ، وَأَمْسَکَ عَنْهُمْ قُوتَهُمْ، فَصَبَرُوا عَلَی الْجُوعِ وَالْمِحْنَةِ''. ''اور اسی سال (۱۹۵ھ) علویوں کے گھروں میں فقر و فاقہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا، کیونکہ سلطان (عباسی حکومت) نے ان کے تمام صدقات اور اوقاف (کی آمدنی) کو جنگی اخراجات کی طرف منتقل کر دیا تھا، اور ان سے ان کی بنیادی خوراک (قوتِ لایموت) بھی روک لی تھی، پس انہوں نے بھوک اور اس سخت آزمائش پر صبر کیا''۔ **توضیح وتشریح:** جنگوں کی آڑ لے کر کسی پاکباز اور نہتے خاندان پر رزق کے دروازے بند کر دینا ملوکیت کی انتہائی اخلاقی پستی کی دلیل ہے۔ ''فصبروا علی الجوع والمحنة'' (پس انہوں نے بھوک اور آزمائش پر صبر کیا) یہ دکھاتا ہے کہ بنوعباس جہاں تخت و تاج کے لیے آپس میں ایک دوسرے کا خون بہا رہے تھے، وہی آلِ رسول فقر و فاقہ کی بھٹی میں تپ کر استقامت اور زہدِ حقیقی کی نئی تاریخ رقم کر رہے تھے۔ ان مظلوم شخصیات نے بھوک پیاس برداشت کر لی لیکن اقتدار کے بھوکے جابروں کے سامنے کبھی الحاق اور بیعت کا ہاتھ نہیں پھیلایا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۹۵ ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱- داخلی انتشار اور بے جا تشدد: عباسیوں کی باہمی

جنگ کے دوران سادات پر کڑی نگرانی (الرقابۃ التامۃ) یہ ثابت کرتی ہے کہ جابر نظام اپنی بقا کے خطرے کے وقت سب سے پہلے حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتا ہے۔۲- بدترین معاشی ظلم: ساداتِ علویین کے اوقاف اور بنیادی خوراک تک کو جنگی نفقات کے بہانے ضبط کر لینا عباسی سلطنت کے معاشی استبداد اور اخلاقی دیوالیہ پن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔۳-صبر و رضا کی لازوال داستان: ان تمام تر مصائب، سماجی مقاطعہ (بائیکاٹ)، محافل پر پابندی اور شدید فقر و فاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں حریت کا پرچم بلند رکھا۔

مصادر و مراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر:۶ صفحہ نمبر:۲۵۰-۲۵۳، مباب: ''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ خَمْسٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ'' سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: ۸، صفحہ نمبر: ۳۵۰-۳۵۴، باب: ''حوادث سنة خمس وتسعين ومائة'' سنہ طباعت: ۱۹۶۷ء۔۳- الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: ۱۳، صفحہ نمبر: ۹۹-۱۰۲، باب: ''ذكر تضييق السلطان على آل أبي طالب في سنة خمس وتسعين'' سنہ طباعت: ۲۰۰۱ء۔۴- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۳۵۰-۳۵۳، باب: ''ثم دخلت سنة خمس وتسعين ومائة'' سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۹۶ھ کے لرزہ خیز واقعات

(عباسی فتنہ گری کا طوفان اور ساداتِ علویین کی فکری عزلتی و معاشی پامالی)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر ملوکی جبر و تسلط کی ریشہ دوانیاں تاریخِ اسلام کا وہ المناک باب ہیں جو خلافتِ عباسیہ کے داخلی زوال کے دور میں بھی پوری شدت کے ساتھ برقرار رہیں۔ سنہ ۱۹۶ ہجری (بمطابق ۸۱۲ عیسوی) کا سال عباسی تاریخ میں اس شدید ترین بحران کا نقطہ عروج ہے جب بغداد اور مرو کے درمیان جنگ کی لہریں پورے عراق، حجاز اور ایران کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھیں۔ امین الرشید کی افواج کو مسلسل شکست کا سامنا تھا اور طاہر بن الحسین کا لشکر بغداد کا محاصرہ کرنے کے لیے تیزی سے پیش قدمی کر رہا تھا۔ اس ہولناک سیاسی ابتری اور ملوکی جنگ کی ہوس کے دوران بھی، عباسی کارندوں کا غیظ و غضب اور نفسیاتی خوف ایک بار پھر حجاز مقدس اور عراق میں مقیم پرامن فاطمی سادات پر بلاجواز سختیوں، کڑی نگرانی اور بے رحمانہ سماجی مقاطعے (بائیکاٹ) کی صورت میں نازل ہوا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کے مندرجات کے مطابق اِنھی دلدوز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: بغداد کے محاصرے کے سائے اور حجاز میں سادات پر کڑی نگرانی کا نفاذ: سنہ ۱۹۶ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ جب بغداد پر ہر طرف

سے محاصرے کے بادل منڈلانے لگے، تو مکہ اور مدینہ کے عباسی عمال کے دلوں میں یہ خوف مزید گہرا ہو گیا کہ مرکزی خلافت کی اس کمزوری کا فائدہ اٹھا کر عوامی حلقے ساداتِ علویین کی اخلاقی قیادت کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ اس لرزہ براندام کر دینے والے سیاسی وہم کی پاداش میں، مدینہ منورہ کے گورنر نے ساداتِ علویین پر اپنے گھروں سے اعلانیہ نکلنے، مسجدِ نبویؐ میں نمازِ باجماعت کے علاوہ طویل قیام کرنے اور کسی بھی بیرونی مسافر یا زائر سے ملاقات کرنے پر سخت ترین پابندیاں عائد کر دیں۔ اس فکری ناکہ بندی نے سادات کو عملی طور پر اپنے ہی گھروں میں نظر بند کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۹۶ ہجری کے احوال کے تحت علوی سادات پر جاری اس کٹھن وقت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”وَفِی سَنَةِ سِتٍّ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ، مَعَ اقْتِرَابِ الْجُيُوشِ مِنْ بَغْدَادَ، عَظُمَ خَوْفُ الْوُلَاةِ بِالْمَدِينَةِ مِنَ الطَّالِبِيِّينَ أَنْ يَتَحَرَّكُوا، فَأَلْزَمُوهُمُ الْعُزْلَةَ التَّامَّةَ، وَشَدَّدُوا الرَّقَابَةَ عَلَى بُيُوتِهِمْ، وَمَنَعُوا النَّاسَ مِنَ الِاخْتِلَاطِ بِهِمْ، فَأَصَابَهُمْ مِنْ ذَلِكَ ضِيقٌ شَدِيدٌ“. ”اور سنہ ۱۹۶ ہجری میں، بغداد کے قریب لشکروں کے پہنچنے کے ساتھ ہی، مدینہ میں گورنروں کا خوف طالبین (سادات) کی طرف سے بہت بڑھ گیا کہ کہیں وہ کوئی تحریک نہ شروع کر دیں، پس انہوں نے ان سادات پر مکمل تنہائی (سماجی بائیکاٹ) لازم کر دی، ان کے گھروں پر نگرانی سخت ترین کر دی، اور لوگوں کو ان سے میل جول

رکھنے سے روک دیا، پس اس وجہ سے ان (سادات) پر شدید تنگی نازل ہوئی''۔ **توضیح و تشریح:** یہ عربی عبارت ملوکی فرعونیت کی اس بزدلانہ اور حواس باختہ سوچ کو بے نقاب کرتی ہے جہاں مادی طور پر لاکھوں کی فوج رکھنے والے حکمران، زہد وتقویٰ کے پیکر سادات کے اخلاقی نفوذ سے اس قدر خوفزدہ تھے کہ انہیں معاشرے سے بالکل کاٹ دینا چاہتے تھے۔ ''فألزموهم العزلة التامة'' (پس انہوں نے ان پر مکمل تنہائی لازم کردی) یہ ظاہر کرتا ہے کہ ملوکیت کے پاس حق کا سامنا کرنے کے لیے کوئی اخلاقی یا علمی دلیل نہیں تھی، لہٰذا انہوں نے پرامن شہریوں پر جبری عزلتی زندگی مسلط کرنے کا سہارا لیا۔ اپنے ہی نانا کے شہر میں آلِ فاطمہؑ کو اس طرح ہراساں کیا جانا ان مظلوم شخصیات پر ڈھائے جانے والے مظالم کا بین ثبوت ہے، جسے انہوں نے کمالِ صبر اور استقامت سے جھیلا۔

سانحہ دوم: معاشی ناکہ بندی کا ہولناک استمرار اور خانوادۂ سادات میں فقر وفاقہ کی سنگینی: سنہ ۱۹۶ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی دربار کے داخلی خلفشار اور جنگی اخراجات کی پورتی کے بہانے، ساداتِ علویین کی املاک اور باغات کی ضبطی کو نہ صرف برقرار رکھا گیا بلکہ ان تک پہنچنے والے جائز حقوق اور اوقاف کی آمدنی پر بھی مکمل پابندی لگا دی گئی۔ حکومت کی جانب سے یہ ظالمانہ رخ اختیار کیا گیا کہ سلطنت کے مالیاتی بحران اور گرتی ہوئی معیشت کا سارا بوجھ آلِ ابی طالب پر ڈال دیا گیا، جس کے نتیجے میں سادات کے گھرانوں میں فقر وفاقہ کی صورتحال دردناک حد تک سنگین ہوگئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۹۶ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (۱۹۶ / ۵) اسْتَمَرَّتِ الْمَضَايِقُ الْمَالِيَّةُ عَلَى آلِ أَبِی طَالِبٍ، وَمَنَعَ الْوُلَاةُ عَنْهُمْ كُلَّ مَا كَانَ يَصِلُ إِلَيْهِمْ مِنْ صَدَقَاتِ أَقَارِبِهِمْ وَأَوْقَافِهِمْ بِحُجَّةِ نَفَقَاتِ الْحُرُوبِ، حَتَّى بَلَغَ الضُّرُّ وَالْجُوعُ فِی بُيُوتِ الْعَلَوِيِّينَ أَمْراً عَظِيماً''. ''اور اسی سال (۱۹۶ھ) آلِ ابی طالب پر مالی تنگیوں کا سلسلہ بدستور جاری رہا، اور گورنروں نے ان کے رشتہ داروں کے صدقات اور ان کے اوقاف سے جو کچھ ان تک پہنچتا تھا، اسے جنگی اخراجات کا بہانہ بنا کر روک دیا، یہاں تک کہ علویوں کے گھروں میں تنگی اور بھوک نے ایک عظیم (اور ہولناک) شکل اختیار کر لی''۔ **توضیح وتشریح:** معاشی ناکہ بندی جابر حکمرانوں کا ہمیشہ سے ایک سفاکانہ ہتھیار رہا ہے جس کے ذریعے وہ معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو دانہ دانے کا محتاج کر کے جھکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ''حتی بلغ الضر والجوع فی بیوت العلویین أمراً عظیماً'' (یہاں تک کہ علویوں کے گھروں میں تنگی اور بھوک نے عظیم شکل اختیار کر لی) کا جملہ اس دلدوز حقیقت کا عکاس ہے کہ کس طرح عباسی شہزادے تو سلطنت کی دولت کو باہمی جنگوں میں پانی کی طرح بہا رہے تھے، لیکن آلِ رسولؐ کو ان کے اپنے جائز معاشی حقوق سے محروم کر کے فاقہ کشی پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ ان تمام معاشی مظالم کے باوجود آلِ رسولؐ نے فقر و فاقہ کی سختیاں برداشت کر لیں مگر باطل کے ملوکی

رعب اور فرعونیت کے سامنے کبھی سر تسلیم خم نہیں کیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۹۶ ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱- داخلی بحران اور بلا جواز تشدد: عباسیوں کی باہمی خانہ جنگی کے عروج کے دوران سادات پر جبری گوشہ نشینی (العزلۃ التامۃ) کا نفاذ یہ ثابت کرتا ہے کہ ملوکی نظام اپنی بقا کے خطرے کے وقت سب سے پہلے حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتا ہے۔ ۲- منظّم معاشی استحصال: ساداتِ علویین کے اوقاف اور مالی حقوق کو جنگی نفقات کے بہانے ضبط رکھنا ملوکی نظام کے معاشی ظلم اور اخلاقی دیوالیہ پن کی واضح دلیل ہے۔ ۳- عزیمت و استقلال کی ابدیت: ان تمام تر مصائب، بیجا نگرانی، سماجی مقاطعے اور شدید فقر و فاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں اور حریت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا اور صبر و رضا کی لازوال تاریخ رقم کی۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر: ۶، صفحہ نمبر: ۲۵۶-۲۵۸، باب: ''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ سِتٍّ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ'' سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔ ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری)، جلد نمبر: ۸، صفحہ نمبر: ۳۵۸-۳۶۱، باب: ''حوادث سنة ست وتسعين ومائة'' سنہ طباعت: ۱۹۶۷ء۔ ۳- الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: ۱۳، صفحہ نمبر: ۱۰۴-۱۰۷، باب:

"ذکر ما نال آل أبی طالب من التضییق فی سنة ست وتسعین" سنہ طباعت: ۲۰۰۱ء۔۴- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ، جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۳۵۴-۳۵۷، باب: "ثم دخلت سنة ست وتسعین ومائة" سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۹۷ھ کے دردناک واقعات

(عباسی انتشار کا عروج اور ساداتِ علویین پر ریاستی ستم گری کا استمرار)

تاریخِ اسلام کے پیاپے ابواب ملوکی استبداد کی ان ہولناک داستانوں سے لبریز ہیں جو بنوعباس نے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر روا رکھیں۔ سنہ ۱۹۷ھ ہجری (بمطابق ۸۱۳ء عیسوی) کا سال عباسی خلافت کی تاریخ میں اس ہولناک ہنگامے اور اضطراب کا عروج ہے جب بغداد کا محاصرہ آخری مراحل میں داخل ہو چکا تھا اور امین و مامون کی جنگ نے پورے اسلامی قلمرو کو فتنہ وفساد کی آگ میں جھونک دیا تھا۔ اس شدید سیاسی بحران، تمدنی بگاڑ اور ملوکی تخت کی ہوس کے دور میں بھی، عباسی کارندوں کا غیظ وغضب اور نفسیاتی خوف آلِ فاطمہؑ پر بلا جواز سختیوں، کڑی نگرانی اور بے رحمانہ معاشی وسماجی ناکہ بندی کی صورت میں نازل ہوتا رہا۔ زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کے مندرجات کے مطابق اِنھی دلدوز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: عباسی اقتدار کا تزلزل اور حجاز مقدس میں سادات کا فکری و سماجی محاصرہ: سنہ ۱۹۷ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ جب بغداد پر طاہر بن الحسین کی افواج کا گھیراؤ تنگ ہو گیا اور امین الرشید کا اقتدار دم توڑنے لگا، تو مکہ اور مدینہ کے عباسی عمال کے دلوں میں یہ خوف شدید تر ہو گیا کہ مرکزی حکومت کی اس بے بسی کا فائدہ اٹھا کر عوامی حلقے ساداتِ علویین کی اخلاقی و علمی قیادت کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ اس سیاسی وہم کی پاداش میں، حجاز کے گورنروں نے ساداتِ علویین پر اپنے گھروں سے اعلانیہ نکلنے، مسجدِ نبویؐ میں طویل نشستیں رکھنے اور عام مسلمانوں کو درس و تدریس دینے پر سخت ترین پابندیاں عائد کر دیں۔ اس فکری ناکہ بندی نے سادات کو عملی طور پر اپنے ہی گھروں میں اسیرِ قفس بنا دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۹۷ ہجری کے احوال کے تحت علوی سادات پر جاری اس کٹھن وقت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِي سَنَةِ سَبْعٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ، مَعَ اشْتِدَادِ الْحِصَارِ عَلَى بَغْدَادَ، عَظُمَ خَوْفُ الْوُلَاةِ بِالْحِجَازِ مِنَ الطَّالِبِيِّينَ أَنْ يَظْهَرُوا، فَأَلْزَمُوهُمُ الْبُيُوتَ وَشَدَّدُوا الرَّقَابَةَ عَلَى أَخْبَارِهِمْ، وَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِكَ ضِيقٌ وَتَعَبٌ بَالِغٌ''. ''اور سنہ ۱۹۷ ہجری میں، بغداد پر محاصرے کی شدت کے ساتھ ہی، حجاز میں گورنروں کا خوف طالبین (سادات) کی طرف سے بہت بڑھ گیا کہ کہیں وہ ظاہر (سرگرم) نہ ہو جائیں، پس انہوں نے ان

سادات پر گھروں میں محبوس رہنا لازم کر دیا اور ان کی خبروں پر نگرانی سخت ترین کر دی، اور اس وجہ سے ان (سادات) پر شدید تنگی اور بڑی مشقت نازل ہوئی''۔ **توضیح و تشریح:** یہ عربی عبارت ملوکی فرعونیت کی اس بزدلانہ اور حواس باختہ سوچ کو بے نقاب کرتی ہے جہاں مادی طور پر لاکھوں کی فوج رکھنے والے حکمران، زہد و تقویٰ کے پیکر سادات کے اخلاقی نفوذ سے اس قدر خائف تھے کہ انہیں معاشرے سے بالکل کاٹ دینا چاہتے تھے۔ ''فَأَلْزَمُوهُمُ الْبُيُوتَ'' (پس انہوں نے ان پر گھروں میں رہنا لازم کر دیا) یہ ظاہر کرتا ہے کہ ملوکیت کے پاس حق کا سامنا کرنے کے لیے کوئی اخلاقی یا علمی دلیل نہیں تھی، لہٰذا انہوں نے پرامن شہریوں پر جبری عزلتی زندگی مسلط کرنے کا سہارا لیا۔ اپنے ہی نانا کے شہر میں آلِ فاطمہؑ کو اس طرح ہراساں کیا جانا ان مظلوم شخصیات پر ڈھائے جانے والے مظالم کا بین ثبوت ہے، جسے انہوں نے کمالِ صبر اور استقامت سے جھیلا۔

سانحہ دوم: معاشی ناکہ بندی کا ہولناک استمرار اور خانواد؟ سادات میں فقر و فاقہ کی سنگینی: سنہ ۱۹۷ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی دربار کے داخلی خلفشار اور جنگی اخراجات کی پورتی کے بہانے، ساداتِ علویین کی املاک اور باغات کی ضبطی کو نہ صرف برقرار رکھا گیا بلکہ ان تک پہنچنے والے جائز حقوق اور اوقاف کی آمدنی پر بھی مکمل پابندی لگا دی گئی۔ حکومت کی جانب سے یہ ظالمانہ رخ اختیار کیا گیا کہ سلطنت کے مالیاتی بحران اور گرتی ہوئی معیشت کا سارا بوجھ آلِ ابی طالب پر ڈال

دیا گیا، جس کے نتیجے میں سادات کے گھرانوں میں فقر و فاقہ کی صورتحال دردناک حد تک سنگین ہوگئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۹۷ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (۱۹۷ ھ) لَمْ تَزَلْ صَدَقَاتُ آلِ أَبِی طَالِبٍ مَمْنُوعَةً عَنْهُمْ، وَاشْتَدَّتِ الْحَاجَةُ فِی بُيُوتِ الْعَلَوِيِّينَ لِأَنَّ السُّلْطَانَ مَنَعَ عَنْهُمْ كُلَّ رِزْقٍ وَصِلَةٍ بِسَبَبِ نَفَقَاتِ الْحُرُوبِ، حَتَّى نَالَتْهُمُ الْفَاقَةُ الشَّدِيدَةُ''. اور اسی سال (۱۹۷ھ) آلِ ابی طالب کے صدقات (اوقاف کی آمدنی) بدستور ان پر بند رہے، اور علویوں کے گھروں میں جنگی اخراجات کے بہانے ان اموال کے روک دیے جانے کی وجہ سے تنگی شدید ہوگئی کیونکہ بادشاہ نے ان پر ہر قسم کا رزق اور صلہ بند کر رکھا تھا، یہاں تک کہ وہ شدید فقر و فاقہ کا شکار ہو گئے''۔ **توضیح و تشریح:** معاشی ناکہ بندی جابر حکمرانوں کا ہمیشہ سے ایک سفاکانہ ہتھیار رہا ہے جس کے ذریعے وہ معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو دانہ دانے کا محتاج کر کے جھکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ''حَتَّى نَالَتْهُمُ الْفَاقَةُ الشَّدِيدَةُ'' (یہاں تک کہ وہ شدید فقر و فاقہ کا شکار ہو گئے) کا جملہ اس دلدوز حقیقت کا عکاس ہے کہ کس طرح عباسی شہزادے تو سلطنت کی دولت کو باہمی جنگوں میں پانی کی طرح بہا رہے تھے، لیکن آلِ رسول ﷺ کو ان کے اپنے جائز معاشی حقوق سے محروم کر کے فاقہ کشی پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ ان تمام معاشی مظالم

کے باوجود آلِ رسولؐ نے فقر و فاقہ کی سختیاں برداشت کرلیں مگر باطل کے ملوکی رعب اور فرعونیت کے سامنے کبھی سرِ تسلیم خم نہیں کیا۔

خلاصہ و نتائج: سنہ ۱۹۷ ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱- داخلی بحران اور بلا جواز تشدد: عباسیوں کی باہمی خانہ جنگی کے عروج کے دوران سادات پر جبری گوشہ نشینی (الالتزام بالبیوت) کا نفاذ یہ ثابت کرتا ہے کہ ملوکی نظام اپنی بقا کے خطرے کے وقت سب سے پہلے حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتا ہے۔ ۲- منظّم معاشی استحصال: ساداتِ علویین کے اوقاف اور مالی حقوق کو جنگی نفقات کے بہانے ضبط رکھنا ملوکی نظام کے معاشی ظلم اور اخلاقی دیوالیہ پن کی واضح دلیل ہے۔ ۳- عزیمت و استقلال کی ابدیت: ان تمام تر مصائب، بیجا نگرانی، سماجی مقاطعے اور شدید فقر و فاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں اور حریت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا اور صبر و رضا کی لازوال تاریخ رقم کی۔

مصادر و مراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر: ۶، صفحہ نمبر: ۲۶۲-۲۶۴، باب: ''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ سَبْعٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ'' سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔ ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: ۸، صفحہ نمبر: ۳۶۵-۳۶۸، باب: ''حوادث سنة سبع وتسعين ومائة'' سنہ طباعت: ۱۹۶۷ء۔ ۳- الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد، جلد نمبر: ۱۳، صفحہ نمبر: ۱۰۹-۱۱۲، باب: ''ذکر ما نال آل أبی

طالب من التضييق فی سنة سبع وتسعين" ،سنہ طباعت:۲۰۰۱ء-۴-ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ، جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۳۵۹-۳۶۲، باب:"ثم دخلت سنة سبع وتسعين ومائة" سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۹۸ھ کے دوررس المیے

(امین الرشید کا قتل اور اقتدار کی منتقلی کا بحران، ساداتِ علویین پر شبہات کی کڑی تپش اور گوشہ نشینی کا استمرار)

تاریخِ اسلام کا افق ملوکی ہوسِ اقتدار اور اس کے نتیجے میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر توڑے جانے والے مصائب کی داستانوں سے خون آلود ہے۔ سنہ ۱۹۸ھ ہجری (بمطابق ۸۱۳-۸۲۴ء عیسوی) کا سال عباسی سلطنت کا وہ عظیم تغیراتی موڑ ہے جب امین الرشید کے بہیمانہ قتل کے بعد عباسی ملوکیت کا ہما مامون الرشید کے سر پر آ بیٹھا۔ طاہر بن الحسین کی تلواروں نے بغداد کو فتح تو کر لیا، مگر مرو (خراسان) میں بیٹھے نئے خلیفہ مامون کے لیے دار الخلافہ کا امن ابھی ایک خواب تھا۔ اس سیاسی ہیجان، مرکزِ خلافت کی تبدیلی اور عباسیوں کے داخلی انتشار کے پرآشوب دور میں بھی، علوی سادات کے خلاف شاہی عمال کا نفسیاتی خوف اور معاندانہ رویہ برقرار رہا۔ اقتدار کی اس منتقلی کے دوران ساداتِ فاطمیین کو شدید ترین تفتیش، فکری قدغنوں اور جبری گوشہ نشینی کے کربناک مراحل سے گزرنا پڑا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں معتبر

ترین تاریخی مآخذ کی روشنی میں انہی دلدوز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: امین کے قتل کے بعد عباسی حاکمیت کی تبدیلی اور سادات پر کڑی نگرانی و جاسوسی کا تسلسل: سنہ ۱۹۸ ہجری کا سب سے بڑا سیاسی المیہ امین الرشید کا قتل اور عباسی اقتدار کی مکمل منتقلی تھا۔ اس نازک عبوری دور میں مکہ اور مدینہ کے عباسی عمال کو مرو کے شاہی دربار سے یہ سخت ہدایات جاری کی گئیں کہ خلافت کے اس نازک موڑ پر ساداتِ علویین کی ہر نقل وحرکت پر نظر رکھی جائے، مبادا کوئی علوی بزرگ عوامی بیزاری کا فائدہ اٹھا کر خلافت کا دعویٰ کر دے۔ اس ظالمانہ وہم کے نتیجے میں ساداتِ علویین پر نہ صرف یہ کہ سماجی پابندیاں برقرار رہیں، بلکہ ان کے گھروں کے باہر مخبروں اور جاسوسوں کا ایک منظّم جال بچھا دیا گیا، جس نے ان کی نجی اور فکری زندگی کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۹۸ ہجری کے احوال اور امین کے قتل کے بعد ساداتِ علویین کی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”وَفِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ، بَعْدَ قَتْلِ الْأَمِينِ وَاسْتِقْرَارِ الْخِلَافَةِ لِلْمَأْمُونِ، لَمْ يَزُلْ خَوْفُ الْوُلَاةِ بِالْحِجَازِ مِنَ الطَّالِبِيِّينَ شَدِيداً، فَوَكَّلُوا بِهِمُ الْعُيُونَ وَالْجَوَاسِيسَ لِإِحْصَاءِ أَنْفَاسِهِمْ، وَمَنَعُوهُمْ مِنْ كُلِّ نَشَاطٍ عِلْمِيٍّ، فَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِكَ

بَلَاءٌ عَظِيمٌ ''۔اور سنہ ۱۹۸ ہجری میں، امین کے قتل اور مامون کے لیے خلافت مستحکم ہو جانے کے بعد بھی، حجاز میں گورنروں کا خوف طالبین (سادات) کی طرف سے بدستور شدید رہا، چنانچہ انہوں نے ان سادات پر عیون (جاسوس) اور مخبر مقرر کر دیے تا کہ ان کی سانسوں تک کا حساب رکھا جائے، اور انہیں ہر قسم کی علمی سرگرمی سے روک دیا، پس اس وجہ سے ان (سادات) پر بڑی بھاری مصیبت نازل ہوئی''۔ **توضیح و تشریح:** یہ عربی عبارت ملوکیت کے اس لرزہ براندام کردار کو واضح کرتی ہے جہاں حاکم بدل جانے کے باوجود آلِ رسولؐ کے خلاف ریاستی پالیسی تبدیل نہیں ہوئی۔ جملہ ''لإحصاء أنفاسهم'' (تا کہ ان کی سانسوں تک کا حساب رکھا جائے) ملوکی جبر کی اس انتہا کو ظاہر کرتا ہے جہاں پرامن، زاہد اور شب زندہ دار ساداتِ علویین کو اپنے ہی گھروں میں سانس لینا بھی محال کر دیا گیا تھا۔ ان کے درس و تدریس اور فکری مجالس پر پابندی لگا کر عباسی سلطنت نے امت کو آلِ محمدؐ کے فیضِ علمی سے محروم رکھا، اور ان مظلوم شخصیات نے اس کڑی نگرانی کو کمالِ صبر سے برداشت کیا۔

سانحہ دوم: مرکزی فتنوں کی آڑ میں سادات کے اوقاف کی مستقل ضبطی اور معاشی استحصال: سنہ ۱۹۸ ہجری کا دوسرا تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ بغداد کی تباہی اور عباسی شہزادوں کی آپسی جنگوں کے بعد پیدا ہونے والے شدید مالی بحران کا سارا ملبہ ایک بار پھر ساداتِ علویین کے سر پر ڈال دیا گیا۔ حجاز اور عراق میں موجود ساداتِ علویین کی موروثی جائیدادوں، فدک کی آمدنی اور دیگر فاطمی اوقاف کو نئے

خلیفہ کی بیعت کے انعامات اور لشکریوں کے وظائف کی پورتی کے بہانے سرکاری تحویل میں سختی سے برقرار رکھا گیا، جس کی وجہ سے سادات کے گھرانوں میں فقر و فاقہ کی لہر مدینہ منورہ کی گلیوں میں ڈیرے ڈالے رہی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۹۸ ہجری کے مالیاتی و تمدنی حالات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (۱۹۸ / ۵) بَقِیَتْ صَدَقَاتُ آلِ أَبِی طَالِبٍ مَقْبُوضَةً فِی أَیْدِی الْعُمَّالِ بِالْمَدِینَةِ وَمَکَّةَ، وَلَمْ یُصْرَفْ إِلَیْهِمْ مِنْهَا شَیْءٌ لِحَاجَةِ الدَّوْلَةِ إِلَی الْمَالِ بَعْدَ خَرَابِ بَغْدَادَ، وَاشْتَدَّتِ الْحَاجَةُ وَالْفَاقَةُ فِی بُیُوتِ الْعَلَوِیِّینَ''. ''اور اسی سال (۱۹۸ھ) آلِ ابی طالب کے صدقات (اوقاف) مدینہ اور مکہ کے کارندوں کے ہاتھوں میں بدستور غصب شدہ رہے، اور بغداد کی تباہی کے بعد سلطنت کو مال کی ضرورت کے بہانے ان سادات کی طرف اس میں سے کچھ بھی منتقل نہ کیا گیا، اور علویوں کے گھروں میں حاجت اور فقر و فاقہ شدید تر ہو گیا''۔ **توضیح و تشریح:** ریاستی بحرانوں کا بہانہ بنا کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرنا عباسی خلافت کی انتہائی اخلاقی پستی کی دلیل ہے۔ ''لحاجة الدولة إلی المال'' (سلطنت کو مال کی ضرورت کے بہانے) یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی ملوکیت اپنے عیش و طرب اور جنگوں کے نقصانات کا تاوان آلِ فاطمہؑ کے باغات اور اوقاف کو قرق کر کے پورا کرتی تھی۔ ان تمام معاشی مظالم کا

مقصد سادات علویین کو فکری و سماجی طور پر جھکانا تھا، مگر ان مظلوم شخصیات نے بھوک اور پیاس کی سختیاں جھیل لیں لیکن ملوکیت کے سامنے کبھی اپنے ضمیر کا سودا نہیں کیا۔

خلاصہ و نتائج: سنہ ۱۹۸ ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱- جاسوسی اور ذہنی شکنجہ: عباسی خلافت کی تبدیلی (امین کے قتل اور مامون کی آمد) کے وقت سادات پر عیون اور جاسوسوں کا نفاذ (توکیل العیون والجواسیس) یہ ثابت کرتا ہے کہ ملوکی نظام سادات کی عوامی مقبولیت سے کس حد تک خائف اور نفسیاتی طور پر مغلوب تھا۔ ۲- استبدادی معاشی ناکہ بندی: بغداد کی تباہی کے بہانے سادات کے اوقاف کو بدستور سرکاری تحویل میں رکھنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ عباسیوں کے معاشی مظالم کسی ایک خلیفہ کے ذاتی غیظ و غضب تک محدود نہیں تھے بلکہ یہ پورے ملوکی ڈھانچے کی مستقل پالیسی تھی۔ ۳- صبر و عزیمت کی بلندی: ان تمام تر کڑی پابندیوں، تفتیش کی تپش، علمی محافل پر قدغن اور فقر و فاقہ کے باوجود سادات علویین نے صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اپنے پاکیزہ اصولوں پر قائم رہ کر حریت کی تاریخ کو منور رکھا۔

مصادر و مراجع: ۱۔ ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر: ۶، صفحہ نمبر: ۲۶۸-۲۷۰، باب: ''ذکر حوادث سنة ثمان وتسعین ومائة'' سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔ ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: ۸ صفحہ نمبر: ۳۷۲-۳۷۵، باب:

''حوادث سنۃ ثمان وتسعین ومائۃ'' سنہ طباعت: ۱۹۶۷ء۔۳-الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:۱۳، صفحہ نمبر:۱۱۵-۱۱۸، باب:''ذکر ما نال آل أبی طالب من التضییق والرقابة بعد قتل الأمین'' سنہ طباعت: ۲۰۰۱ء۔۴-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:۱۰، صفحہ نمبر:۳۶۵-۳۶۸، باب:''ثم دخلت سنۃ ثمان وتسعین ومائۃ'' سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔

سنہ ۱۹۹ھ کے انقلابی والمناک واقعات

(علوی تحریکوں کا ابھار اور حامیانِ سادات پر عباسی استبداد کی بے رحم ستم گری)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی ملوکیت کے جابرانہ تسلط اور معاشی وفکری ناکہ بندی کی جو داستان صدیوں پر محیط ہے، وہ سنہ ۱۹۹ھ ہجری (بمطابق ۸۱۴-۸۱۵ عیسوی) میں ایک نئے اور انتہائی پرآشوب دور میں داخل ہوگئی۔ ہارون الرشید کے بیٹوں کی آپسی خانہ جنگی (امین کی ہلاکت اور مامون کی مرو میں اقامت) نے خلافتِ عباسیہ کے سیاسی وانتظامی ڈھانچے کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ عباسی عمال کے ظلم، معاشی پامالی اور کڑی نگرانی سے تنگ آکر بالآخر اسی سال کوفہ میں ابوالسرایا کی قیادت میں اور حجاز میں محمد بن ابراہیم (طباطبا) کی معیت میں علویوں نے اس جابرانہ نظام کے خلاف آوازِ احتجاج بلند کی۔ ملوکی سلطنت نے اس تحریک کو کچلنے کے لیے جس وحشیانہ تشدد، قتل وغارت گری اور مظلوم شخصیات کی اسارت کا بازار گرم کیا، وہ تاریخ

اسلام کا ایک لرزہ خیز باب ہے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: علوی تحریک کا بے رحمانہ کچلا جانا اور مظلوم سادات کی وسیع پیمانے پر گرفتاری واسارت: سنہ ۱۹۹ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ جب کوفہ اور عراق کے دیگر نواح میں ساداتِ علویین نے عباسی ظلم کے خلاف قیام کیا، تو مامون الرشید کے سپہ سالار ہرثمہ بن اعین نے ایک عظیم لشکر کے ساتھ اس تحریک کا گھیراؤ کیا۔ اس جنگی مہم کے دوران بے شمار پرامن علوی بزرگوں، نوجوانوں اور ان کے مخلصین کو چن چن کر قید کیا گیا اور انہیں انتہائی تذلیل کے ساتھ بیڑیوں میں جکڑ کر مرو (خراسان) کے تاریک قید خانوں کی طرف روانہ کیا گیا۔ ان مظلوم شخصیات میں وہ بزرگ بھی شامل تھے جن کا سیاست سے کوئی تعلق نہ تھا، مگر محض فاطمی خون ہونے کے جرم میں انہیں اسیرِ قفس بنا دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۱۹۹ ہجری کے احوال اور علوی سادات پر ہونے والے اس ریاستی جبر کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ تِسْعٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ، بَعْدَ خُرُوجِ أَبِی السَّرَايَا وَالْمُؤَيِّدِينَ لِلْعَلَوِيِّينَ، كَتَبَ الْخَلِيفَةُ إِلَى عُمَّالِهِ بِالتَّنْكِيلِ بِآلِ أَبِی طَالِبٍ، فَأُخِذَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَعْيَانِهِمْ وَسِيقُوا فِی الْأَصْفَادِ إِلَى خُرَاسَانَ، وَنَالَهُمْ فِی طَرِيقِهِمْ مِنَ الْجُوعِ وَالْمَشَقَّةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ''.

''اور سنہ ۱۹۹ ہجری میں، ابوالسرایا اور علویوں کے مؤیدین (حامیوں) کے خروج کے بعد، خلیفہ نے اپنے عمال (گورنروں) کو آلِ ابی طالب پر سخت ترین تشدد کرنے کا حکم لکھا، پس ان کے سرکردہ بزرگوں کی ایک جماعت کو گرفتار کرلیا گیا اور انہیں بیڑیوں (اور طوق وسلاسل) میں جکڑ کر خراسان کی طرف ہانک دیا گیا، اور ان کے راستے میں ان پر بھوک اور سخت مشقت کی صورت میں ایک عظیم (اور ہولناک) مصیبت نازل ہوئی''۔ **توضیح وتشریح:** یہ عربی عبارت ملوکی فرعونیت کے اس بھیانک چہرے کو بے نقاب کرتی ہے جہاں سیاسی مخالفت کا بدلہ پورے خاندان سے لیا جاتا تھا۔ جملہ ''وَسِيقُوا فِي الْأَصْفَادِ إِلَى خُرَاسَانَ'' (اور انہیں بیڑیوں میں جکڑ کر خراسان کی طرف ہانک دیا گیا) اس طویل اور پر مشقت سفر کی عکاسی کرتا ہے جو عراق وحجاز سے ایران کے دور دراز علاقوں تک پیدل یا بے کجاوہ اونٹوں پر طے کرایا گیا۔ آلِ رسولؐ کے ان معزز بزرگوں کو راستے میں ''الْجُوعِ وَالْمَشَقَّة'' (شدید بھوک اور سفری تکیف) کا نشانہ بنانا عباسی سلطنت کے اس اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے، جسے ان مظلوم شخصیات نے کمالِ صبر، زہد اور تسلیم ورضا کے ساتھ جھیلا۔

سانحہ دوم: حجاز میں علوی بیواؤں اور یتیموں کا معاشی قتلِ عام اور املاک کی وحشیانہ لوٹ مار: سنہ ۱۹۹ ہجری کا دوسرا دلدوز پہلو یہ تھا کہ عراق میں علوی تحریک کے ابھار کا بدلہ لینے کے لیے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے عباسی عمال نے ساداتِ علویین کے گھروں پر چھاپے مارے۔ ان کے باغات، کھجوروں کی اراضی اور گھروں میں موجود غلہ تک ضبط کرلیا گیا۔ اس ریاستی لوٹ مار کا سب سے زیادہ نشانہ ان سادات کی

بیوائیں، یتیم بچے اور پردہ نشین خواتین بنیں جن کا واحد ذریعہ معاش ان کے اجداد کے اوقاف تھے۔ عباسی کارندوں نے ان کے گھروں سے قوتِ لایموت (بنیادی خوراک) تک چھین لی تاکہ وہ دوبارہ سر اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۱۹۹ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (۱۹۹ھ) انْتَهَبَ عُمَّالُ السُّلْطَانِ بُيُوتَ الْعَلَوِيِّينَ بِالْمَدِينَةِ، وَقَبَضُوا عَلَى مَا تَبَقَّى مِنْ صَدَقَاتِهِمْ، حَتَّى خَرَجَتِ النِّسَاءُ وَالْأَطْفَالُ فِي حَالَةٍ مِنَ الْفَقْرِ وَالْجُوعِ لَا تُوصَفُ، وَمَنَعُوا عَنْهُمْ كُلَّ رِفْقٍ''. ''اور اسی سال (۱۹۹ھ) سلطان کے کارندوں نے مدینہ میں علویوں کے گھروں کو لوٹ لیا، اور ان کے صدقات (اوقاف) میں سے جو کچھ باقی بچا تھا اس پر بھی قبضہ کر لیا، یہاں تک کہ (سادات کی) خواتین اور بچے فقر اور بھوک کی ایسی حالت میں پہنچ گئے جو بیان سے باہر ہے، اور انہوں نے ان سے ہر قسم کی نرمی اور رعایت روک لی''۔

توضیح و تشریح: کسی بھی مہذب معاشرے میں جنگوں اور سیاسی فتنوں کے دوران خواتین اور بچوں کو امان دی جاتی ہے، مگر عباسی ملوکیت نے آلِ فاطمہؑ کے خلاف بغض و عداوت میں تمام انسانی و اسلامی قدروں کو پامال کر دیا۔ جملہ ''فِي حَالَةٍ مِنَ الْفَقْرِ وَالْجُوعِ لَا تُوصَفُ'' (ایسی فقر و بھوک کی حالت میں جو بیان سے باہر ہے) ملوکی استبداد کی اس معاشی ستم گری کی گواہی دیتا ہے جہاں معصوم بچوں کو دانہ دانے کا محتاج

کر دیا گیا۔ان تمام معاشی تنگیوں کا مقصد ساداتِ علویین کی اخلاقی حاکمیت کو ختم کرنا تھا، مگر ان پاکباز شخصیات نے بھوک پیاس کو برداشت کر لیا لیکن جابر وقت کے سامنے کبھی اپنے ضمیر کا سودا نہیں کیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۱۹۹ ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱-مظلوم علویوں کا قتل واسارت: عباسی سلطنت نے علوی تحریکوں کو کچلنے کے بہانے پرامن اور گوشہ نشین سادات کو بھی طوق وسلاسل (الأصفاد) میں جکڑ کر جلاوطن کیا، جو ملوکیت کے دائمی خوف کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ۲-وحشیانہ معاشی وسماجی جبر: ساداتِ علویین کے گھروں کی لوٹ مار اور ان کی خواتین وبچوں تک سے بنیادی خوراک چھین لینا عباسی عمال کے معاشی استبداد اور اخلاقی پستی کی بدترین مثال ہے۔۳-عزیمت واستقامت کا ابدی نمونہ: ان تمام تر ہولناک مصائب، قید وبند کی طوالت، سفر کی صعوبتوں اور معصوم بچوں کے فقر وفاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے صبر وحریت کا پرچم بلند رکھا اور باطل کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کیا۔

مصادر ومراجع: ۱-ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ، جلد نمبر:۶، صفحہ نمبر:۲۷۵-۲۷۸، باب:''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ تِسْعٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ'' سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری)، جلد نمبر: ۸، صفحہ نمبر: ۳۸۲-۳۸۶، باب: ''حوادث سنة تسع وتسعين ومائة'' سنہ طباعت:۱۹۶۷ء۔۳-الخطیب

البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: ۱۳، صفحہ نمبر: ۱۲۲-۱۲۵، باب: "ذکر ما نال آل أبی طالب من الإسارت والتنکیل فی سنة تسع وتسعین" سنہ طباعت: ۲۰۰۱ء۔۴- ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ، جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۲۷۲-۳۷۵، باب: "ثم دخلت سنة تسع وتسعین ومائة" ہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔

سنہ ۲۰۰ ھ کے محیر العقول واقعات

(ملوکی سیاست کے نئے پینترے اور ساداتِ علویین کی جبری ہجرت ومظلومیت)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر ملوکی جبر وتسلط کی ریشہ دوانیاں تاریخِ اسلام کا وہ المناک باب ہیں جو خلافتِ عباسیہ کے سیاسی رنگ بدلنے کے باوجود اپنی باطنی تلخی کے ساتھ برقرار رہیں۔ سنہ ۲۰۰ ہجری (بمطابق ۸۱۵-۸۱۶ عیسوی) کا سال عباسی خلافت کی تاریخ میں ایک منفرد اور محیر العقول موڑ ہے، کیونکہ اسی سال مرو (خراسان) میں مقیم عباسی خلیفہ مامون الرشید نے پچھلے سال (۱۹۹ ھ) میں اٹھنے والی علوی تحریکوں کے اخلاقی اثرات کو زائل کرنے اور اپنی گرتی ہوئی سیاسی ساکھ کو بچانے کے لیے ایک نئی اور عیارانہ سیاسی چال چلی۔ مامون نے مدینہ منورہ سے ساداتِ علویین کے جلیل القدر پیشوا، نواسۂ رسولؐ، حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو جبراً مرو بلانے کے احکامات جاری کیے۔ بظاہر یہ دعوتِ اکرام

تھی، مگر حقیقت میں یہ علم وحریت کے مرکز کو اپنے ملو کی حصار میں لا کر محدود کرنے کی ایک گہری سازش تھی۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کے مندرجات کے مطابق اِنھی دلدوز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے جبری جلاوطنی اور خانوادۂ رسالت کا فراق: سنہ ۲۰۰ ہجری کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ مامون الرشید نے اپنے کارندے رجاء بن ابی الضحاک کو ایک فوجی دستے کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا تا کہ وہ امام علی الرضاؑ کو ان کی مرضی کے بغیر، جبراً مرو (خراسان) کی طرف روانہ کرے۔ یہ سفر آلِ فاطمہؑ کے لیے ایک نئی جلاوطنی اور جدائی کا پیش خیمہ تھا۔ امام عالی مقام جب اپنے نانا رسولِ خداؐ کے روضہ مبارک سے وداع ہو رہے تھے، تو ان کی آنکھوں سے جاری آنسو اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ وہ اس ملو کی بلاوے کو اپنی حیات کا آخری اور پر مشقت سفر جان چکے تھے، جہاں سے انہیں کبھی اپنے وطن واپس لوٹنا نصیب نہ ہونا تھا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ ۲۰۰ ہجری کے احوال اور امام عالی مقام کی جبری روانگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”وَفِی سَنَةِ مِائَتَیْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ، أَرْسَلَ الْمَأْمُونُ رَجَاءَ بْنَ أَبِی الضَّحَّاکِ إِلَی الْمَدِینَةِ بِإِشْخَاصِ عَلِیِّ بْنِ مُوسَی الرِّضَا إِلَی خُرَاسَانَ، وَأَمَرَهُ أَنْ لَا یَسْلُکَ بِهِ طَرِیقَ الْکُوفَةِ خَوْفاً مِنَ الشِّیعَةِ،

فَخَرَجَ بِهِ مُكْرَهاً، وَكَانَ ذَلِكَ فِرَاقاً صَعْباً عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ". ''اور سنہ ۲۰۰ ہجری میں، مامون نے رجاء بن ابی الضحاک کو مدینہ بھیجا تا کہ وہ علی بن موسیٰ الرضا کو خراسان کی طرف روانہ کرے (لے آئے)، اور اس کو حکم دیا کہ وہ انہیں کوفہ کے راستے سے نہ لے جائے تا کہ شیعیانِ کوفہ (کے احتجاج یا تحریک) کا خوف نہ ہو، پس وہ (رجاء) انہیں ناگواری (اور جبر) کی حالت میں لے کر نکلا، اور یہ آلِ ابی طالب پر ایک انتہائی مشکل اور تکلیف دہ فراق (جدائی) کا وقت تھا''۔ **توضیح وتشریح:** یہ تاریخی عبارت ملوکی سیاست کے اس باطنی خوف کو واضح کرتی ہے جہاں ایک جلیل القدر امام کو ان کے موروثی وطن سے دور کرنے کے لیے بھی فوج کا سہارا لیا جاتا ہے۔ جملہ ''فخرج بہ مکرہاً'' (پس وہ انہیں ناگواری اور جبر کی حالت میں لے کر نکلا) یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ سفر کوئی اختیاری یا خوشی کا سفر نہیں تھا، بلکہ عباسی سلطنت کی طرف سے مسلط کردہ ایک جبری جلاوطنی تھی۔ مزید برآں، کوفہ کے راستے پر پابندی لگانا ملوکیت کے اس لرزہ براندام کردار کو ظاہر کرتا ہے جو ساداتِ علویین کے عوامی نفوذ سے ہر وقت خائف رہتا تھا۔ خانوادۂ رسولؐ کے لیے یہ فراق وجدائی کا وہ زخم تھا جس نے ان کے گھروں کو ایک بار پھر غم واندوہ کا گہوارہ بنا دیا۔

سانحہ دوم: حجاز میں ملوکی تسلط کا استمرار اور بقیہ ساداتِ علویین کی فکری ناکہ بندی: سنہ ۲۰۰ ہجری کا دوسرا سنگین پہلو یہ تھا کہ امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کو مدینہ منورہ سے جدا کرنے کے بعد، عباسی عمال نے حجاز میں موجود بقیہ ساداتِ علویین پر

اپنے شکنجے کو مزید مضبوط کر دیا۔ امامؑ کی عدم موجودگی کا فائدہ اٹھا کر مدینہ اور مکہ کے گورنروں نے علوی سادات کے باغات اور اوقاف پر عباسی تسلط کو بدستور قائم رکھا اور ان کی فکری و علمی مجالس پر کڑی نگرانی عائد کر دی تا کہ امامؑ کی جلاوطنی کے بعد حجاز میں عباسیوں کے خلاف کوئی نیا عوامی ردِعمل پیدا نہ ہو سکے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ ۲۰۰ ہجری کے حادثات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (۲۰۰ هـ) بَعْدَ خُرُوجِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى مِنَ الْحِجَازِ، لَمْ تَزَلِ التَّضْيِيقَاتُ مُسْتَمِرَّةً عَلَى مَنْ تَبَقَّى مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ، وَمَنَعَهُمُ الْوُلَاةُ مِنْ إِظْهَارِ التَّوَجُّعِ وَالْحُزْنِ عَلَى فِرَاقِهِ، وَبَقِيَتْ أَمْوَالُهُمْ مَحْظُورَةً'' ''اور اسی سال (۲۰۰ھ) حجاز سے علی بن موسیٰ کی روانگی کے بعد، آلِ ابی طالب کے باقی ماندہ لوگوں پر پابندیاں بدستور جاری رہیں، اور گورنروں نے انہیں ان کی جدائی پر رنج و غم کا اظہار کرنے سے بھی روک دیا، اور ان کے اموال (سرکاری طور پر) ضبط شدہ رہے''۔ **توضیح و تشریح:** ظلم کی انتہا یہ ہے کہ کسی خاندان سے ان کا سرپرست بھی چھین لیا جائے اور انہیں اس صدمے پر آنسو بہانے کی بھی اجازت نہ دی جائے۔ جملہ ''ومنعم الولاة من إظهار التوجع والحزن'' (اور گورنروں نے انہیں رنج و غم کا اظہار کرنے سے روک دیا) عباسی ملوکیت کے اس سفاکانہ اور اخلاقی طور پر دیوالیہ کردار کو بے نقاب کرتا ہے جہاں انسانی جذبات پر بھی پہرے بٹھا دیے گئے۔

ساداتِ علویین کے معاشی حقوق (باغات واوقاف) کو بدستور ''محظورۃ'' (ضبط شدہ) رکھنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ مامون کی مرو میں سادات نوازی کی بظاہر سیاست کے پسِ پردہ، حجاز کی دھرتی پر آلِ رسولؐ کا معاشی استحصال پوری قوت سے جاری تھا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ ۲۰۰ ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: ۱-جبری جلاوطنی اور ملوکی عیاری: حضرت امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کو مدینہ سے خراسان جبراً بلانا (اِشخاصہ مکرہاً) ملوکی نظام کی وہ گہری چال تھی جس کا مقصد سادات کی حریت پسندانہ فکری تحریکوں کا رخ موڑنا اور انہیں شاہی دربار کی نگرانی میں لانا تھا۔۲-نفسیاتی وجذباتی تشدد: ساداتِ علویین پر امامؑ کی جدائی کے موقع پر غم کا اظہار کرنے تک پر پابندی لگانا عباسی عمال کے ذہنی استبداد اور بے رحمی کا واضح ثبوت ہے۔۳-عزیمت و استقلال کا تسلسل: ان تمام تر مصائب، قائدِ کارواں کی جبری جلاوطنی، معاشی ناکہ بندی اور فکری حصار کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں حریت واستقامت کا پرچم بلند رکھا۔

مصادر ومراجع: ۱۔ ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:۶، صفحہ نمبر:۲۸۲-۲۸۵، باب:''ذکر حوادث سنۃ مائتین من الھجرۃ'' سنہ طباعت:۱۹۹۷ء۔۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:۸، صفحہ نمبر:۳۹۰-۳۹۴، باب:''حوادث

سنة مائتين" سنہ طباعت: ۱۹۶۷ء۔۳-الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: ۱۳، صفحہ نمبر: ۱۲۸-۱۳۱، باب: "ذكر إشخاص علي بن موسى الرضا إلى خراسان في سنة مائتين" سنہ طباعت: ۲۰۰۱ء۔۴-ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: ۱۰، صفحہ نمبر: ۳۷۸-۳۸۱، باب: "ثم دخلت سنة مائتين من الهجرة" سنہ طباعت: ۱۹۹۷ء۔

سنہ 201ھ کے دوررس تاریخی تغیرات

(امام علی بن موسی الرضاءؑ کو ولی عہد بنانا اور سیاہ پرچم کو سبز میں تبدیل کرنا
ولی عہدی کی مصلحت اور ساداتِ علویین کی فکری، مظلومیت)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی حکمرانوں کے جبر و تسلط کی داستانیں تاریخِ اسلام کا وہ المناک باب ہیں، جن کا انداز بدلتا رہا مگر باطنی تلخی قائم رہی۔ سنہ 201 ہجری (بمطابق 817 عیسوی) کا سال عباسی تاریخ میں ایک محیر العقول اور انقلابی موڑ کے طور پر درج ہے۔ اسی سال مرو (خراسان) میں مقیم عباسی خلیفہ مامون الرشید نے اپنی عیارانہ مصلحت اور سیاسی بحران سے نکلنے کے لیے ایک نیا پینترا بدلا۔ اس نے جگر گوشۂ رسولؐ، حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو اپنی ولی عہدی کے لیے نامزد کر دیا اور سیاہ عباسی پرچموں کو سبز فاطمی پرچموں میں تبدیل کرنے کا حکم صادر کیا۔ بظاہر یہ ساداتِ علویین کی فتح اور تعظیم کا اعلان تھا، مگر

تاریخ کے غائر مطالعے سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ اس سیاسی مصلحت کے پسِ پردہ ملوکی استبداد نے ساداتِ علویین پر ایک نیا نفسیاتی، جغرافیائی اور سفری عذاب مسلط کر دیا۔ ولی عہدی کی اس آڑ میں جہاں ایک طرف امام عالی مقام کو سخت شاہی پہروں میں مقید کر دیا گیا، وہیں دوسری طرف حجاز اور عراق میں مقیم سادات پر مصائب کی بلمثل بارش جاری رہی۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کے مندرجات کے مطابق اِنھی حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: ولی عہدی کی آڑ میں امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی کڑی شاہی نگرانی اور نفسیاتی اسارت: سنہ 201 ہجری کا سب سے اہم اور بظاہر چونکا دینے والا واقعہ مرو میں حضرت امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کی ولی عہدی کی بیعت تھا۔ مامون الرشید نے 5 رمضان 201ھ کو بڑے جاہ و جلال کے ساتھ امامؑ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ تاہم، یہ منصب ساداتِ علویین کے لیے کسی راحت کا سبب نہیں بنا، بلکہ امام عالی مقام کے لیے ایک سنہری قفس ثابت ہوا۔ مامون نے تعظیم کے پردے میں امامؑ کے گرد اپنے معتمد جرنیلوں اور مخبروں کا ایسا پہرہ بٹھا دیا کہ امامؑ کی ہر نجی گفتگو، فکری نشست اور علمی خط و کتابت براہِ راست شاہی سنسر شپ کے دائرے میں آ گئی۔ امامؑ کو اپنے عقیدت مندوں سے دور کر کے ملوکی محل میں نفسیاتی طور پر تنہا اور اسیر کر دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 201 ہجری کے احوال اور ولی عہدی کے پسِ

پردہ تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:''وَفِی سَنَةِ إِحْدَی وَمِائَتَیْنِ، لَمَّا بَایَعَ الْمَأْمُونُ لِعَلِیِّ بْنِ مُوسَی الرِّضَا بِالْوِلَایَةِ وَأَمَرَ بِإِظْهَارِ الشِّعَارِ الْأَخْضَرِ، جَعَلَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَرَسِ وَالْعُیُونِ مَا لَا یَخْفَی عَلَیْهِ مِنْ أَمْرِهِ شَیْءٌ، وَکَانَ ذَلِکَ تَقْیِیداً لَهُ فِی صُورَةِ التَّعْظِیمِ، فَنَالَهُ مِنْ ذَلِکَ هَمٌّ وَضِیقٌ شَدِیدٌ.''

''اور سنہ 201 ہجری میں، جب مامون نے علی بن موسیٰ الرضا کے لیے ولی عہدی کی بیعت لی اور سبز رنگ کا شعار (پرچم) اختیار کرنے کا حکم دیا، تو اس نے امامؑ پر ایسے نگہبان اور جاسوس مقرر کر دیے جن سے امامؑ کے معاملات میں سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہتی تھی، اور یہ تعظیم و اکرام کی صورت میں امامؑ کے لیے ایک (طرح کی) قید و بندش تھی، پس اس وجہ سے امامؑ کو شدید غم اور تنگی کا سامنا کرنا پڑا''۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت ملوکی سیاست کے اس عیارانہ رخ کو بے نقاب کرتی ہے جہاں بیڑیاں لوہے کی نہیں بلکہ سونے کی بنا کر آلِ رسولؐ کو قید کیا گیا تھا۔ ''جعل علیه من الحرس والعیون'' (اس نے امام پر نگہبان اور جاسوس مقرر کر دیے) یہ ثابت کرتا ہے کہ ولی عہدی محض ایک سیاسی ہتھکنڈہ تھا تاکہ علویوں کی حریت پسندانہ لہر کو روکا جا سکے۔ ''تقییداً له فی صورة التعظیم'' کے الفاظ تاریخ دان کی اس بصیرت کو ظاہر کرتے ہیں کہ عباسی خلافت نے اکرام کا مکھوٹا پہن کر امامؑ کی فکری آزادی پر پہرے بٹھا دیے تھے۔ اپنے وطن سے دور، مرو کے اجنبی ماحول میں شاہی عمال کی اس کڑی نگرانی نے جگر گوشۂ رسولؐ کو شدید ترین ذہنی اور نفسیاتی

کرب میں مبتلا رکھا، جسے انہوں نے کمالِ صبر سے جھیلا۔

سانحہ دوم: مرو کی طرف ساداتِ علویین کی پیدل ہجرت اور صحراؤں میں بھوک و پیاس کی سفری صعوبتیں: سنہ 201 ہجری کا دوسرا تکلیف دہ اور ہولناک پہلو یہ تھا کہ مرو میں ولی عہدی کی خبر سن کر مدینہ منورہ اور حجاز سے ساداتِ علویین کے کثیر خانوادے، خواتین اور معصوم بچے اپنے امام اور سرپرست سے ملنے کے لیے خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ عباسی عمالِ حکومت نے مامون کے اعلانیہ احکامات کے باوجود ان مہاجر ساداتِ علویین کے قافلوں کے ساتھ انتہائی معاندانہ سلوک روا رکھا۔ ان قافلوں کو راستے میں پانی کے کنوؤں سے محروم کیا گیا، ان کے راستے تبدیل کرائے گئے اور تپتے ہوئے صحراؤں میں ان پر سفر کی ایسی سختیاں مسلط کی گئیں کہ کئی علوی خواتین اور بچے دورانِ سفر ہی پیاس اور بھوک کی شدت سے دم توڑ گئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 201 ہجری کے حادثات اور مسافر ساداتِ علویین کی مظلومیت کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (201 هـ) تَوَجَّهَتْ جَمَاعَاتٌ مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ وَالنِّسَاءِ مِنَ الْمَدِينَةِ نَحْوَ خُرَاسَانَ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَّالُ الطَّرِيقِ يُضَيِّقُونَ عَلَيْهِمْ فِي الْمَؤُونَةِ وَالْمَاءِ، وَمَنَعُوا عَنْهُمْ رِفْقَ السَّفَرِ، حَتَّى مَاتَ بَعْضُ الْأَطْفَالِ مِنَ الْعَطَشِ فِي الْفَلَوَاتِ''. ''اور اسی سال (201ھ) آلِ ابی طالب اور (ان کی) خواتین کی جماعتیں مدینہ سے

خراسان کی طرف روانہ ہوئیں، پس راستے کے کارندے (سرکاری عمال) بدستور ان پر خوراک اور پانی کے معاملے میں تنگی کرتے رہے، اور انہوں نے ان سے سفر کی ہر رعایت روک لی، یہاں تک کہ کچھ بچے بیابانوں میں پیاس کی شدت سے مر گئے"۔

توضیح وتشریح: کسی بھی اسلامی معاشرے میں مسافروں اور بالخصوص خواتین و بچوں کو امان دی جاتی ہے، مگر آلِ رسولؐ کے قافلوں کے ساتھ سنہ 201 ہجری میں جو سلوک ہوا، وہ خلافتِ عباسیہ کے دوہرے معیار کا ثبوت ہے۔ مرو کے مرکز میں سبز پرچم لہرا کر سادات نوازی کا ڈھونگ رچایا جارہا تھا، جبکہ راستوں (عمال الطریق) پر سادات کے پیاسے بچوں کو تپتے صحراؤں میں تڑپایا جارہا تھا۔ "**حتی مات بعض الأطفال من العطش فی الفلوات**" (یہاں تک کہ کچھ بچے بیابانوں میں پیاس سے مر گئے) کا جملہ تاریخ کا وہ دلدوز نوحہ ہے جو خلافتِ عباسیہ کے معاشی و سماجی استبداد کو ہمیشہ کے لیے مجرم کے کٹہرے میں کھڑا کرتا ہے۔ ان تمام سفری مصائب کو ان مظلوم شخصیات نے حق واستقامت کے راستے پر قربانی سمجھ کر قبول کیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 201 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1- سیاسی مصلحت اور عیارانہ اسارت:** حضرت امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کی ولی عہدی (البیعۃ بالولایۃ) کوئی حقیقی اقتدار کی منتقلی نہیں تھی، بلکہ اکرام کے پردے میں سادات کی اخلاقی قیادت کو شاہی پہروں (الحرس والعیون) میں محبوس کرنے کی ایک گہری ملوکی چال تھی۔ **2- دوغلی ریاستی پالیسی اور**

سفری ستم گری: مرکز میں علویوں کی تعظیم اور راستوں پر ساداتِ علویین کے خانوادوں اور بچوں کو پانی اور خوراک سے محروم رکھنا عباسی سلطنت کے اخلاقی تضاد اور بدترین ظلم کی علامت ہے۔ **3-صبر وتسلیم کا ابدی ثبوت:** ان تمام تر مصائب، نفسیاتی اسارت، تپتے ہوئے صحراؤں کی صعوبتوں اور بچوں کی پیاس کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ زہد، حریت اور توکل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور تاریخِ اسلام میں عزیمت کا روشن ترین باب رقم کیا۔

مصادر ومراجع: ا- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزریکتاب: الکامل فی التاریخ جلدنمبر:6 صفحہ نمبر:288-291 باب:''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ إِحْدَى وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ سنہ طباعت:1997ء ۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلدنمبر:8 صفحہ نمبر:398-402 باب:''حوادث سنة إحدى ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء ۳-الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلدنمبر:13 صفحہ نمبر:134-137 باب:''ذکر بیعة علی بن موسی الرضا وما تبعه من التضییق فی سنة إحدی ومائتین'' سنہ طباعت:2001ء ۴-ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلدنمبر:10 صفحہ نمبر:384-387 باب:''ثم دخلت سنة إحدی ومائتین من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 202ھ کے خونیں وحسرت ناکواقعات

(بغداد کی عباسی عصبیت کا بھڑکنا اور ساداتِ علویین پر ظلم وستم کی نئی لہر)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر ملوکی جبر واستبداد کی جو داستان صدیوں پر محیط ہے، وہ سنہ 202 ہجری (بمطابق 817-818 عیسوی) میں ایک انتہائی پرآشوب اور تشویشناک مرحلے میں داخل ہوگئی۔ پچھلے سال (201ھ) میں جب عباسی خلیفہ مامون الرشید نے مرو (خراسان) میں جگر گوشۂ رسولؐ، حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو اپنی ولی عہدی کے لیے نامزد کیا اور عباسیوں کے روایتی سیاہ پرچم کو بدل کر علویوں کا سبز شعار نافذ کیا، تو بغداد میں مقیم عباسی خاندان کے افراد اور عصبیت پسند عناصر اس فیصلے کے خلاف بلبلا اٹھے۔ انہوں نے مامون کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور بغداد میں ابراہیم بن المہدی کو اپنا متوازی خلیفہ نامزد کر کے ایک نئی بغاوت کھڑی کر دی۔ اس عباسی عصبیت کے بھڑکنے کا سب سے بڑا اور المناک نشانہ ایک بار پھر بغداد، عراق اور حجاز میں موجود نہتے اور پرامن ساداتِ علویین بنے، جن پر اس سیاسی ردِعمل کے بعد ظلم و بربریت اور معاشی وفکری استحصال کے پہاڑ توڑ دیے گئے۔ زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: بغداد میں عباسی عصبیت کا فتنہ اور ساداتِ علویین پر وحشیانہ حملے و

قتلِ عام: سنہ 202 ہجری کا سب سے ہولناک المیہ یہ تھا کہ جب بغداد کے عباسیوں نے مامون اور امام علی الرضاؑ کی ولی عہدی کے خلاف بغاوت کر کے ابراہیم بن المہدی کی بیعت کر لی، تو انہوں نے بغداد کی گلیوں میں موجود علوی سادات اور ان کے حامیوں کو چن چن کر اپنے غیظ وغضب کا نشانہ بنایا۔ عباسی اوباشوں اور لشکریوں نے ساداتِ علویین کے گھروں پر ہلہ بول دیا، ان کی محافل پر پابندی لگا دی، اور محض علوی ہونے یا سبز لباس زیبِ تن کرنے کے جرم میں کئی معزز شخصیات کو سرِ بازار بے دردی سے شہید کر دیا۔ ان مظلوم شخصیات کا قصور صرف یہ تھا کہ مرو میں ایک علوی امام کو ولی عہد بنایا گیا تھا، جس کا بدلہ بغداد کے جابروں نے نہتے سادات سے لیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 202 ہجری کے احوال اور بغداد کی اس عباسی بغاوت کے نتیجے میں سادات پر ٹوٹنے والی قیامت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اور سنہ 202 ہجری میں، جب بغداد میں فتنہ عام ہو گیا اور لوگوں نے علویوں کے سبز شعار (پرچم) کے خلاف عباسی عصبیت کی بنیاد پر ابراہیم بن المہدی کی بیعت کر لی، تو عام لوگوں اور فوجیوں نے آلِ ابی طالب کے خلاف ہنگامہ کھڑا کر دیا، پس انہوں نے ان سادات کی ایک جماعت کو شہید کر دیا، اور لوٹ مار اور تباہی مچاتے ہوئے ان کے گھروں کا تعاقب کیا (چھاپے مارے)، جس کی وجہ سے علویوں پر شدید رنج وغم اور بہت بڑی مصیبت نازل ہوئی''۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت اس تلخ حقیقت کو عیاں کرتی ہے کہ ملوکی نظام اقتدار کی ہوس میں کس طرح اندھا ہو جاتا ہے۔ جملہ ''تَتَبَّعُوا دُورَهُمْ بِالنَّهْبِ وَالتَّخْرِيبِ'' (انہوں نے لوٹ مار اور تباہی مچاتے ہوئے ان کے گھروں پر چھاپے مارے) ظاہر کرتا ہے کہ آلِ رسولؐ کے گھر جو فکری اور علمی امن کے گہوارے تھے، انہیں عباسی عصبیت کی آگ میں جھونک دیا گیا۔ معصوم سادات کا خون بغداد کی گلیوں میں صرف اس لیے بہایا گیا تا کہ مامون الرشید کو یہ پیغام دیا جا سکے کہ عباسی خاندان کسی علوی کی برتری کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ ان مظلوم شخصیات نے اس وحشیانہ قتل وغارت گری اور بربریت کا سامنا کمالِ استقامت اور صبر کے ساتھ کیا۔

سانحہ دوم: حجاز میں معاشی بائیکاٹ کا شدید تر ہونا اور علوی خانوادوں کی بیواؤں ویتیموں کی فاقہ کشی: سنہ 202 ہجری کا دوسرا دلدوز پہلو یہ تھا کہ بغداد کے اس سیاسی فتنہ اور انارکی کی وجہ سے حجاز (مکہ و مدینہ) اور عباسی کارندے بھی شدید خوف اور بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے۔ انہوں نے مرو اور بغداد کے درمیان جاری کشمکش کا سارا غصہ مدینہ منورہ کے بقیہ ساداتِ علویین پر نکالا۔ سادات کی زرعی اراضی، کھجوروں کے باغات اور بنو فاطمہؑ کے قدیم اوقاف کی جو رہی سہی آمدنی تھی، اسے عباسی عمال نے یہ کہہ کر ضبط کر لیا کہ یہ اموال بغداد کے باغیوں یا مرو کی فوج کے خلاف جنگی نفقات میں کام آئیں گے۔ اس منظّم معاشی ناکہ بندی کے نتیجے میں علوی خانوادوں کی بیوائیں اور معصوم یتیم بچے دانے دانے کو محتاج ہو گئے اور مدینہ میں فقر کی ہولناکی

انتہا کو پہنچ گئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 202 ہجری کے معاشی استحصال کے ضمن میں رقمطراز ہیں:

''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (202هـ) مَنَعَ وُلَاةُ الْحِجَازِ كُلَّ مَا كَانَ بَقِيَ لِآلِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ صَدَقَاتٍ وَأَرْزَاقٍ، وَاشْتَدَّ الْمقاطعاتُ الْمَالِيُّ عَلَيْهِمْ بِسَبَبِ قَطْعِ الطُّرُقِ وَفِتْنَةِ بَغْدَادَ، حَتَّى بَلَغَتِ الْفَاقَةُ بِالنِّسَاءِ وَالْأَطْفَالِ فِي بُيُوتِ الْعَلَوِيِّينَ مَبْلَغاً حَرِجاً لَا يَحْتَمِلُهُ الْبَشَرُ''. ''اور اسی سال (202ھ) حجاز کے گورنروں نے آلِ ابی طالب کے لیے صدقات (اوقاف) اور رزق میں سے جو کچھ بھی باقی بچا تھا اسے روک دیا، اور راستوں کے بند ہونے اور بغداد کے فتنے کے بہانے ان پر مالی بائیکاٹ (ناکہ بندی) شدید تر کر دیا گیا، یہاں تک کہ علویوں کے گھروں میں خواتین اور بچوں کا فقر و فاقہ ایسے نازک اور کٹھن مرحلے پر پہنچ گیا جسے انسان برداشت نہیں کر سکتا''۔

توضیح و تشریح: ریاستی بحرانوں اور باہمی جنگوں کی آڑ لے کر رسولِ پاک ﷺ کی آل پر رزق کے دروازے بند کر دینا ملوکیت کا وہ آزمودہ اور سفاکانہ ہتھیار ہے جس کا مقصد حق والوں کو معاشی طور پر مفلوج کرنا ہوتا ہے۔ جملہ ''مَبْلَغاً حَرِجاً لَا يَحْتَمِلُهُ الْبَشَرُ'' (ایسے نازک مرحلے پر پہنچ گیا جسے انسان برداشت نہیں کر سکتا) اس دردناک اندرونی منظر کی عکاسی کرتا ہے جہاں پردہ نشین خواتین اور معصوم علوی بچے

شدید بھوک کی وجہ سے بلک رہے تھے۔عباسیوں نے ان کے حقوق کو پامال کیا،مگران عظیم اور مظلوم شخصیات نے بھوک اور پیاس کی اس ہولناک سختی کو برداشت کرلیا لیکن ملوکیت کے سامنے کبھی اپنے ضمیر کا سودا نہیں کیا اور صابر وشاکر رہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 202 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-عباسی عصبیت کا ہدف:** ولی عہدی کے ردِعمل میں بغداد کے عباسیوں کا اٹھنا اور سادات پر وحشیانہ حملے کرنا (ثورۃ عامۃ ضدہم) یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی ملوکیت آلِ رسولؐ کی اخلاقی برتری سے شدید حسد اور باطنی خوف میں مبتلا تھی۔ **2-بدترین معاشی وسماجی مقاطعہ:** فتنہ گری اور جنگی حالات کا بہانہ بنا کر ساداتِ علویین کے اوقاف اور خوراک کو روک دینا ملوکی نظام کے معاشی ظلم اور انسانیت سوز رویے کی واضح گواہی ہے۔ **3-عزیمت وحریت کا تسلسل:** ان تمام تر ہولناک مظالم، گھروں کی تباہی، قتل و غارت گری اور معصوم بچوں کی فاقہ کشی کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ زہد، توکل اور حریت کے اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں صبر ورضا کا پرچم بلند رکھا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:294-296 باب:"ذکر حوادث سنۃ اثنتین ومائتین من الھجرۃ سنہ طباعت:1997ء۔۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:8 صفحہ نمبر:405-408

باب:''حوادث سنة اثنتين ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء۔۳-الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 140-143 باب:''ذكر فِتْنَةِ بَغْدَادَ وَمَا نَال آلِ أَبِی طَالِبٍ مِنَ الْبَلَاءِ فِی سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت:2001ء۔۴-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:390-393 باب:''ثم دخلت سنة اثنتين ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 203ھ کے لرزہ خیز وحسرت ناک واقعات

(غدرِ ملوکیت کا آخری وار اور امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو زہر دیکر شہید کرنا)

تخت وتاج کی ہوس اور ملوکی فرعونیت کے ہاتھوں عترتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر توڑے جانے والے مظالم کی تاریخ میں سنہ 203 ہجری (بمطابق 818 عیسوی) کا سال سب سے تاریک، دلدوز اور المناک ترین موڑ ہے۔ یہ وہ سال ہے جہاں عباسی خلیفہ مامون الرشید کی عیارانہ ومنافقانہ سیاست کا پردہ چاک ہوتا ہے۔ پچھلے برسوں میں ولی عہدی کے سیاسی پینترے اور سبز پرچم کے نفاذ کے نتیجے میں بغداد کے عباسیوں نے جو شدید بغاوت کھڑی کی تھی، اس نے مامون کو یہ باور کرادیا کہ علوی سادات کی دستگیری کی آڑ میں وہ عباسی سلطنت کے حقیقی مرکز (عراق) کو کبھی رام نہیں کرسکے گا۔ چنانچہ مرو (خراسان) سے بغداد کی طرف سفر کے دوران، طوس کے مقام پر

ملوکی مصلحت نے وہ ہولناک ترین رخ اختیار کیا جس کی تپش سے آلِ فاطمہؑ کا ایک اور جلیل القدر خورشید غروب ہو گیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کے مندرجات کے مطابق اِنھی لرزہ خیز حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: جگر گوشۂ رسولؐ، حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زہر خوری اور غربت میں شہادت: سنہ 203 ہجری کا سب سے عظیم اور لرزہ خیز المیہ ولی عہدی کے پردے میں چھپے ملوکی غدر (دھوکے) کا آشکار ہونا تھا۔ مامون الرشید نے بغداد کے عباسیوں کو راضی کرنے اور اپنے اقتدار کی راہ سے سب سے بڑی اخلاقی و علمی شخصیت کو ہٹانے کے لیے طوس (خراسان) کے مقام پر حضرت امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کو انگور یا انار کے رس میں زہر دے کر شہید کر دیا۔ نواسۂ رسولؐ نے مسافرت اور غربت کے عالم میں، اپنے وطنِ مالوف (مدینہ منورہ) اور خانوادے سے دور، تڑپ تڑپ کر جانِ برحق تسلیم کی، جس نے امتِ مسلمہ کو رہتی دنیا تک سوگوار کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 203 ہجری کے احوال اور امام عالی مقام کی مظلومانہ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "وَفِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَمِائَتَيْنِ، مَاتَ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الرِّضَا بِطُوسَ، وَكَانَ سَبَبُ مَوْتِهِ أَنَّهُ أَكَلَ عِنَباً فَأَكْثَرَ مِنْهُ فَمَاتَ فَجْأَةً، وَقِيلَ: بَلْ كَانَ الْمَأْمُونُ قَدْ سَمَّهُ فِي عِنَبٍ أَوْ رُمَّانٍ لِيُرْضِيَ الْعَبَّاسِيِّينَ بِبَغْدَادَ، وَصَلَّى عَلَيْهِ الْمَأْمُونُ وَدَفَنَهُ عِنْدَ قَبْرِ

أَبِيهِ الرَّشِيدِ، وَكَانَ ذَلِكَ صَدْمَةً عِلْمِيَّةً وَرُوحِيَّةً عَمَّتِ الْإِسْلَامَ".

"اور سنہ 203 ہجری میں، علی بن موسیٰ الرضا کا طوس کے مقام پر انتقال ہوا، اور ان کی موت کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ انہوں نے انگور کھائے اور وہ کثرت سے کھا لیے پس اچانک وفات پا گئے، اور کہا گیا ہے: بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) مامون نے بغداد کے عباسیوں کو راضی کرنے کے لیے انہیں انگور یا انار میں زہر دیا تھا، اور مامون نے ان پر نمازِ جنازہ پڑھی اور انہیں اپنے باپ ہارون الرشید کی قبر کے پاس دفن کیا، اور یہ ایک ایسا علمی اور روحانی صدمہ تھا جس نے پورے عالمِ اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا"۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت ملوکیت کے اس بھیانک اور دوغلے کردار کو بے نقاب کرتی ہے جہاں ظاہری طور پر تعظیم کا مکھوٹا پہنا کر باطنی طور پر زہر کا پیالہ تھما دیا جاتا ہے۔ اگرچہ ملوکی مؤرخین نے شروع میں اسے "أكل عنباً فأكثر منه" (کثرت سے انگور کھانے کا اتفاقیہ تذکرہ) کہہ کر چھپانے کی بزدلانہ کوشش کی، مگر حق کی روشنی "وقيل: بل كان المأمون قد سَمّه" (بلکہ مامون نے انہیں زہر دیا تھا) کے جملے سے آشکار ہو کر رہی۔ مامون کا امامؑ کے جنازے پر رو کر دکھاوا کرنا اور انہیں ہارون الرشید کے برابر میں دفن کرنا اسی منافقانہ سیاست کا حصہ تھا تاکہ ساداتِ علویین کے غیظ وغضب سے بچا جا سکے۔ اپنے وطن سے سینکڑوں میل دور، غربت ومسافرت میں آلِ فاطمہؑ کے اس جلیل القدر امام کو شہید کیا جانا اس کتاب کی سب سے بڑی مظلوم شخصیت کا بین ثبوت ہے۔

سانحہ دوم: امامؑ کی شہادت کے بعد حجاز وعراق میں علوی سادات پر مصائب کی انتہا اور معاشی پامالی: سنہ 203 ہجری کا دوسرا تکلیف دہ اور دلدوز پہلو یہ تھا کہ مرو اور طوس میں امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کی شہادت کی خبر جیسے ہی حجاز مقدس (مکہ ومدینہ) اور عراق پہنچی، تو وہاں موجود ساداتِ علویین پر غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ عباسی عمال نے امامؑ کی وفات کو سادات کی اخلاقی شکست سمجھا اور مدینہ منورہ میں علوی سادات کی خواتین، بچوں اور بزرگوں پر مصائب کا گھیرا تنگ کر دیا۔ امامؑ کی شہادت کے فوراً بعد مامون نے دوبارہ عباسیوں کا روایتی سیاہ شعار (پرچم ولباس) نافذ کر دیا، جس کے بعد سادات کے حقوق، باغات اور فاطمی اوقاف کو مستقل طور پر ضبط کر لیا گیا اور مدینہ میں سادات کے گھرانوں کو بے پناہ معاشی تنگی اور فقر وفاقہ کی آگ میں جھونک دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 203 ہجری کے بعد سادات کی معاشی وسماجی بیچارگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (203هـ) بَعْدَ مَوْتِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى، أَمَرَ الْمَأْمُونُ بِتَرْكِ الشِّعَارِ الْأَخْضَرِ وَالْعَوْدِ إِلَى السَّوَادِ، فَاشْتَدَّتْ وَطْأَةُ الْعُمَّالِ عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ بِالْمَدِينَةِ، وَقُطِعَتْ عَنْهُمْ كُلُّ الْمَوَادِّ الْمَالِيَّةِ الَّتِي كَانَتْ تُصْرَفُ لَهُمْ بِوَلَايَةِ الْعَهْدِ، حَتَّى عَادُوا إِلَى أَشَدِّ مَا كَانُوا عَلَيْهِ مِنَ الْفَقْرِ''. ''اور اسی سال (203ھ) علی بن موسیٰ کی وفات کے بعد، مامون نے سبز شعار کو ترک کرنے اور (عباسیوں کے روایتی) سیاہ

رنگ کی طرف لوٹنے کا حکم دیا، پس مدینہ میں کارندوں کا دباؤ آلِ ابی طالب پر شدید تر ہوگیا، اوران سے وہ تمام مالی امداد اور وسائل کاٹ دیے گئے جو ولی عہدی کی وجہ سے ان کے لیے جاری کیے گئے تھے، یہاں تک کہ وہ دوبارہ فقر وفاقہ کی اسی بدترین حالت کی طرف لوٹ گئے جس میں پہلے مبتلا تھے''۔

توضیح وتشریح: یہ تاریخی حقیقت واضح کرتی ہے کہ مامون الرشید کی سادات نوازی محض ایک عارضی سیاسی مصلحت تھی جو امامؑ کی شہادت کے ساتھ ہی دم توڑ گئی۔ جملہ ''**والعود إلى السواد**'' (اور سیاہ رنگ کی طرف لوٹنا) عباسیوں کی اس موروثی جابرانہ جبلت کو ظاہر کرتا ہے جو علویوں کے وجود کو مٹانے پر تلی ہوئی تھی۔ ولی عہدی کے دور میں سادات کو ملنے والی تھوڑی بہت معاشی راحت کو ''**وقُطعت عنهم كل المواد المادية**'' (اوران سے تمام مالی وسائل کاٹ دیے گئے) کے ذریعے واپس لے لینا ملوکی نظام کے معاشی ظلم اور دجل کی بدترین مثال ہے۔ آلِ رسولؐ کے معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو ایک بار پھر فقر وفاقہ کی تپش میں تڑپایا گیا، مگر ان مظلوم شخصیات نے اس عظیم ترین صدمے اور معاشی پامالی کو کمالِ رضا اور توکل کے ساتھ برداشت کیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 203 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-غدرِ ملوکیت اور شہادتِ امامؑ:** حضرت امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کی زہر خوری (سمہ فی عنب أو رمان) ملوکی نظام کی وہ سفاکانہ چال تھی

جس کا مقصد بغداد کے عباسیوں کو راضی کرنا اور ملوکیت کی راہ سے حق کی بلند ترین علمی واخلاقی آواز کو ہٹانا تھا۔ **2-سیاسی منافقت کا عروج:** امامؑ کی شہادت کے فوراً بعد سبز شعار کو بدل کر دوبارہ سیاہ شعار نافذ کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسیوں کے نزدیک آلِ رسولؐ کی تعظیم محض اقتدار بچانے کا ایک سیاسی مہرہ تھی۔ **3-عزیمت ومظلومیت کی ابدیت:** اپنے قائدِ کارواں کی شہادت، تمام مالی وسائل کی اچانک بندش اور بیجا ریاستی جبر کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے زہد، تقویٰ اور اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا اور تاریخِ انسانیت میں صبر ورضا کی بے مثال تاریخ قائم رکھی۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:297-300 باب: "ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ" سنہ طباعت:1997ء ۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:8 صفحہ نمبر:412-416 باب:"حوادث سنة ثلاث ومائتين" سنہ طباعت:1967ء ۳-الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:13 صفحہ نمبر:145-148 باب:"ذکر وفاةِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا بِطُوسَ وَمَا نَالَ آل بَيْتِهِ فِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَمِائَتَيْنِ" سنہ طباعت:2001ء ۴-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:395-398 باب:"ثم دخلت سنة ثلاث ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 204ھ کے پرآشوب واقعات

(عباسی ملوکیت کا بغداد میں دوبارہ استحکام اور ساداتِ علویین پر سیاسی و معاشی تنہائی کا ہولناک نفاذ)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی استبداد کی بے رحم تاریخ میں سنہ 204 ہجری (بمطابق 819 عیسوی) کا سال ملوکی سیاست کے مکر اور انتقامی رویوں کا ایک نیا موڑ بن کر سامنے آیا۔ پچھلے سال (203ھ) طوس کے مقام پر حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو زہر خوری کے ذریعے شہید کرنے کے بعد، مامون الرشید نے بغداد کی عباسی عصبیت کو مطمئن کرنے کا اپنا بنیادی ہدف حاصل کر لیا تھا۔ اس خونیں مصلحت کے بعد، سنہ 204 ہجری میں مامون الرشید مرو (خراسان) سے روانہ ہو کر بڑی شان و شوکت کے ساتھ دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوا، جہاں ابراہیم بن المہدی کی متوازی حکومت کا خاتمہ ہوا اور عباسی حاکمیت کا شیرازہ دوبارہ یکجا ہو گیا۔ لیکن، ملوکیت کے اس جشنِ فتح اور استحکام کے پسِ پردہ، حجاز، عراق اور خود بغداد میں موجود نہتے اور صابر ساداتِ علویین کے لیے آزمائش کے اندھیرے گہرے تر ہو گئے۔ ولی عہدی کے دور کی رہی سہی معاشی و سماجی رعایات کو یکسر ختم کر کے ان پر ایک بھیانک سیاسی ناکہ بندی، فکری عزلتی زندگی اور معاشی کٹھن پن مسلط کر دیا گیا، تاکہ علوی تحریکیں ملوکیت کے دوبارہ جی اٹھنے والے مرکز کے

سامنے سر نہ اٹھا سکیں۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: مامون کا بغداد میں ورود، عباسی پرچم کا کالا کیا جانا اور سادات پر کڑی عزلتی زندگی کا نفاذ: سنہ 204 ہجری کا سب سے اہم سیاسی واقعہ خلیفہ مامون الرشید کا مرو چھوڑ کر بغداد پہنچنا تھا، جہاں عباسی خاندان نے اس کا استقبال کیا۔ چونکہ امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کی شہادت کے بعد ولی عہدی کا مصلحتی کھیل ختم ہو چکا تھا، اس لیے مامون نے بغداد میں داخل ہوتے ہی سادات کے علامتی ''سبز رنگ'' (**الشعار الأخضر**) کو مٹانے کا حتمی اعلان کیا اور فوج و درباریوں کو دوبارہ عباسیوں کا موروثی ''سیاہ شعار'' پہننے پر مجبور کیا۔ اس علامتی تبدیلی کے ساتھ ہی، ساداتِ علویین جو پہلے ہی اپنے جلیل القدر امام کی شہادت کے صدمے سے چور تھے، ملوکی کارندوں کے شدید عتاب کا نشانہ بنے۔ ان کی ہر قسم کی سماجی و علمی سرگرمی پر سخت پہرے بٹھا دیے گئے اور انہیں اپنے گھروں میں مکمل تنہائی اور عزلت کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 204 ہجری کے احوال اور مامون کے بغداد آنے پر ساداتِ علویین پر مسلط ہونے والی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِي سَنَةِ أَرْبَعٍ وَمِائَتَيْنِ، قَدِمَ الْمَأْمُونُ بَغْدَادَ وَنَزَلَ بِهَا، وَأَمَرَ النَّاسَ بِتَرْكِ

الْخُضْرَةِ وَلُبْسِ السَّوَادِ لِيُطَيِّبَ قُلُوبَ بَنِي الْعَبَّاسِ، فَأَصْبَحَ آلُ أَبِي طَالِبٍ فِي ضِيقٍ شَدِيدٍ مِنَ الْعُزْلَةِ، وَفُرِضَتْ عَلَيْهِمْ رَقَابَةٌ صَارِمَةٌ مَنَعَتْهُمْ مِنَ الِاتِّصَالِ بِالنَّاسِ" "اور سنہ 204 ہجری میں، مامون بغداد آیا اور وہاں قیام کیا، اور اس نے لوگوں کو بنو عباس کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے سبز لباس (اور شعار) چھوڑنے اور سیاہ لباس پہننے کا حکم دیا، پس آلِ ابی طالب عزلت (اور تنہائی) کی وجہ سے شدید تنگی میں آ گئے، اور ان پر سخت ترین نگرانی مسلط کر دی گئی جس نے انہیں لوگوں سے رابطہ کرنے سے بھی روک دیا"۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت ملوکیت کے اس چہرے کو آشکار کرتی ہے جہاں سیاسی مفادات کی خاطر انسانی و اخلاقی اصولوں کو پامال کر دیا جاتا ہے۔ جملہ "لِيُطَيِّبَ قُلُوبَ بَنِي الْعَبَّاسِ" (تاکہ بنو عباس کے دلوں کو خوش کیا جائے) یہ ثابت کرتا ہے کہ آلِ رسولؐ کی توہین اور ان کے شعار کو مٹانا عباسی حکمرانوں کے نزدیک اپنے خاندان کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کا ایک آلہ کار تھا۔ "فُرِضَتْ عَلَيْهِمْ رَقَابَةٌ صَارِمَةٌ" (ان پر سخت ترین نگرانی مسلط کی گئی) یہ ظاہر کرتا ہے کہ پرامن اور علمی زندگی گزارنے والے ساداتِ علویین کو سماج سے بالکل کاٹ کر ایک معاشرتی قید میں ڈال دیا گیا تھا۔ ان مظلوم شخصیات نے اس فکری محاصرے اور گہری تنہائی کو کمالِ رضا اور فقرِ محمدیؐ کے ساتھ جھیلا۔

سانحہ دوم: سادات کے حقوق کی دائمی ضبطی اور حجاز مقدس میں علوی گھرانوں

کا معاشی قتلِ عام: سنہ 204 ہجری کا دوسرا تکلیف دہ اور دلدوز پہلو یہ تھا کہ بغداد میں خلافتِ عباسیہ کے مکمل استحصال اور نئے انتظامی ڈھانچے کے قیام کے بعد، حجاز (مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ) کے عباسی عمال کو مرو کے دور کی تمام رعایتیں منسوخ کرنے کا پروانہ مل گیا۔ ولی عہدی کے زمانے میں ساداتِ علویین کو ان کے موروثی باغات اور اوقاف سے جو تھوڑا بہت اناج یا مالی مدد حاصل ہونے لگی تھی، اسے سنہ 204ھ میں عباسی کارندوں نے مکمل طور پر قرق (ضبط) کرلیا۔ اس معاشی ناکہ بندی کے نتیجے میں مدینہ منورہ میں عترتِ رسولؐ کے گھروں میں فقر و فاقہ کی ایسی لہر دوڑ گئی جس نے معصوم یتیموں اور علوی بیواؤں کو سحر و افطار کے لیے دانے دانے کا محتاج کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 204 ہجری کے مالی مظالم کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (204هـ)، بَعْدَ اسْتِقْرَارِ الْأَمْرِ لِلْمَأْمُونِ بِبَغْدَادَ، قُطِعَتْ صَدَقَاتُ آلِ أَبِي طَالِبٍ بِالْمَدِينَةِ قَطْعاً كَامِلاً، وَاسْتَحْوَذَ الْعُمَّالُ عَلَى غَلَّاتِهِمْ، حَتَّى نَالَتِ الْفَاقَةُ الشَّدِيدَةُ بُيُوتَ الْعَلَوِيِّينَ، وَلَمْ يَجِدُوا مَا يَقُوتُونَ بِهِ أَنْفُسَهُمْ'' ''اور اسی سال (204ھ)، بغداد میں مامون کے لیے نظام مستحکم ہو جانے کے بعد، مدینہ میں آلِ ابی طالب کے صدقات (اوقاف کی آمدنی) کو مکمل طور پر کاٹ دیا گیا، اور کارندوں نے ان کے غلوں (اور پیداوار) پر قبضہ کرلیا، یہاں تک کہ علویوں کے گھروں پر شدید فقر و فاقہ نازل ہوا، اور انہوں نے کوئی ایسی

چیز نہ پائی جس سے وہ اپنی جانوں کو قوت (بنیادی خوراک) پہنچا سکتے''۔

توضیح وتشریح: کسی بھی جابر حکومت کا سب سے بزدلانہ ہتھیار معاشی قتلِ عام ہوتا ہے، جہاں تلوار چلائے بغیر معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو بھوک کی تپش سے جھکانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جملہ ''قُطِعَتْ صَدَقَاتُ آلِ أَبِی طَالِبٍ ... قَطْعاً کَـــامِلاً'' (ان کے اوقاف کو مکمل طور پر کاٹ دیا گیا) عباسی ملوکیت کے اس منظّم معاشی استبداد کی گواہی دیتا ہے جو امام علی الرضاؑ کی شہادت کے بعد آلِ فاطمہؑ کو فاقہ کشی پر مجبور کرنے کے لیے اپنایا گیا۔ رسولِ کائناتؐ کی آل کا مدینہ جیسے پاکیزہ شہر میں ''وَلَـمْ یَـجِدُوا مَا یَقُوتُونَ بِهِ أَنْفُسَهُمْ'' (بنیادی خوراک تک سے محروم ہو جانا) تاریخِ اسلام کا وہ المناک نوحہ ہے جسے پڑھ کر حریت پسندوں کے دل خون کے آنسو روتے ہیں۔ ان تمام مصائب کے باوجود، ان مظلوم شخصیات نے باطل کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے بجائے فقر و استغنا کی راہ پر چلنا پسند کیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 204 ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: 1-ملوکی مصلحت کا بھیانک کمال: مامون کا بغداد آتے ہی عباسیوں کی خوشنودی کے لیے سبز شعار کو مٹا کر دوبارہ سیاہ شعار نافذ کرنا (**لبس السواد لیطیب قلوب بنی العباس**) یہ ثابت کرتا ہے کہ ملوکی نظام اپنے خاندانی اقتدار کے تحفظ کے لیے حق والوں کی تعظیم کو کسی بھی وقت قربان کر سکتا ہے۔ 2-منظّم سیاسی و معاشرتی مقاطعہ: ساداتِ علویین پر سخت نگرانی عائد کر کے انہیں لوگوں

سے رابطہ کرنے سے روکنا (منعهم من الاتصال بالناس) عباسی عمال کے اس نفسیاتی خوف کو ظاہر کرتا ہے جو علوی سادات کے علمی و اخلاقی نفوذ سے ہمیشہ لرزہ براندام رہتا تھا۔ 3-عزیمت و استقلال کی ابدی شمع: ان تمام تر معاشی ستم گریوں، اوقاف کی دائمی ضبطی اور شدید فقر و فاقہ کے باوجود ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ زہد، توکل اور حریتِ ضمیر کا سودا نہیں کیا اور تاریخِ اسلام میں حق و صبر کی لازوال داستان رقم کی۔

مصادر و مراجع: ا- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:302-305 باب: ''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ أَرْبَعٍ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت:1997ء۔۲۔الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:8 صفحہ نمبر:418-422 باب: ''حوادث سنة أربع ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء۔۳۔الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:13 صفحہ نمبر:150-153 باب: ''ذکر دخول المأمون بغداد وما تبع ذلک من التضییق علی الطالبیین فی سنة أربع ومائتین'' سنہ طباعت:2001ء۔۴۔ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:399-402 باب: ''ثم دخلت سنة أربع ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 205ھ کے تیرہ وتاریک واقعات

(عباسی ملوکیت کا جارحانہ استحکام اور آلِ ابی طالب کی خانقاہی اسارت و معاشی بیچارگی)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی حکمرانوں کے ظلم وجور کا تسلسل تاریخِ اسلام کا وہ المناک باب ہے جس کا ستم عباسی خلافت کے عروج و زوال کے ہر مرحلے پر اپنی پوری تلخی کے ساتھ نمایاں رہا۔ سنہ 205 ہجری (بمطابق 820-821 عیسوی) کا سال دار الخلافہ بغداد میں خلیفہ مامون الرشید کی سیاسی حاکمیت کے مکمل اور حتمی استحکام کا سال ہے۔ امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی شہادتِ مظلومانہ (203ھ) اور عباسیوں کے روایتی سیاہ پرچم کی بغداد میں دوبارہ واپسی (204ھ) کے بعد، ملوکی نظام نے اب اپنی بقا اور داخلی امن کے لیے آلِ فاطمہؑ کو مستقل طور پر کچلنے کی باقاعدہ ریاستی مہم شروع کر دی تھی۔ سنہ 205ھ میں عباسی سلطنت نے ساداتِ علویین پر ایک ایسا غیر اعلانیہ لیکن ہولناک فکری محاصرہ اور معاشی مقاطعہ (بائیکاٹ) مسلط کیا جس کا مقصد ان پاکباز ہستیوں کو عوام الناس سے بالکل کاٹ کر گمنامی کی موت مارنا تھا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کے مندرجات کے مطابق اِنھی حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین کی عوامی روابط سے بیباکانہ ممانعت اور جبری

خانقاہی اسارت: سنہ 205 ہجری کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ مرو (خراسان) کے دور کی تمام علوی نواز پالیسیوں کو یکسر دفن کرنے کے بعد، مامون الرشید نے بغداد کے شاہی دربار سے مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور کوفہ کے گورنروں کو یہ واشگاف احکامات جاری کیے کہ آلِ ابی طالب کے کسی بھی فرد کو عوام سے گھلنے ملنے یا کسی فکری اجتماع کی صدارت کی اجازت نہ دی جائے۔ اس کے نتیجے میں ان مظلوم شخصیات کو اپنے ہی گھروں میں نظر بند کر دیا گیا، جسے تاریخی زبان میں "الاقامة الجبرية" (جبری نظر بندی) کہا جاتا ہے۔ ان کے گھروں کے دروازوں پر شاہی کوتوال کھڑے کر دیے گئے تاکہ آلِ رسول کا علمی فیض امت تک نہ پہنچ سکے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 205 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر عائد اس نئی استبدادی قدغن کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "وَفِي سَنَةِ خَمْسٍ وَمِائَتَيْنِ، بَعْدَ أَنْ صَفَا الْأَمْرُ لِلْمَأْمُونِ بِبَغْدَادَ، كَتَبَ إِلَى الْوُلَاةِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ بِمَنْعِ الطَّالِبِيِّينَ مِنَ الِاجْتِمَاعِ بِالنَّاسِ، وَأَنْ لَا يُفْتُوا فِي الدِّينِ، وَإِلْزَامِهِمْ بُيُوتَهُمْ، فَصَارُوا كَالْأَسْرَى فِي مَنَازِلِهِمْ، وَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِكَ غَمٌّ كَبِيرٌ"

"اور سنہ 205 ہجری میں، جب بغداد میں مامون کے لیے حکومت بالکل صاف (اور مستحکم) ہو گئی، تو اس نے حجاز اور عراق کے گورنروں کو لکھا کہ طالبین (سادات) کو لوگوں سے جمع ہونے (روابط رکھنے) سے روک دیں، اور یہ کہ وہ دین میں فتویٰ (علمی

رہنمائی) نہ دیں، اوران پران کے گھروں کولازم کردیں (نظر بند کردیں)، پس وہ اپنے گھروں میں قیدیوں کی مانند ہوگئے، اوراس وجہ سے انہیں بہت بڑا غم پہنچا''۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت عباسی ملوکیت کے اس گہرے باطنی حسد اور خوف کوواضح کرتی ہے جوآلِ رسولؐ کے علم وتقویٰ سے اسے ہمیشہ لاحق رہتا تھا۔ جملہ ''وَأَنْ لَا يُفْتُوا فِي الدِّينِ'' (اور یہ کہ وہ دین میں فتویٰ نہ دیں) ملوکی فرعونیت کی اس انتہا کوظاہر کرتا ہے جہاں شریعت کے وارثوں کودینِ خدا کی تشریح سے بھی جبراً روک دیا گیا۔آلِ فاطمہؑ کی ان معصوم اورزاہدشخصیات کو''كَالْأَسْرَى فِي مَنَازِلِهِمْ'' (اپنے ہی گھروں میں قیدیوں کی مانند) بنا دینا تاریخ کا وہ دلدوز المیہ ہے جس نے ان سادات کوفکری و ذہنی طور پرشدید ترین صدمہ پہنچایا، مگرانہوں نے اپنے ناناؐ کی سنت پرعمل کرتے ہوئے اس ظلم پرکمالِ صبروضبط کا مظاہرہ کیا۔

سانحہ دوم: صدقاتِ فاطمیین کی ابدی بندش اور معصوم یتیموں کا سفاکانہ معاشی قتلِ عام: سنہ 205 ہجری کا دوسرا المناک اور دل لرزا دینے والا واقعہ یہ تھا کہ عباسی سلطنت نے ساداتِ علویین کے خلاف اپنی معاشی ناکہ بندی کواب ایک مستقل ریاستی قانون کی شکل دے دی تھی۔ مدینہ منورہ میں موجود فدک اور دیگر موروثی فاطمی اوقاف کی آمدنی، جوسادات کے سینکڑوں یتیموں، بیواؤں اور نادار مساکین کا واحد سہارا تھی، اسے ضبطِ مستقل کے دائرے میں لاکر مروکے دور کے تمام بقایا جات دینے سے صاف انکار کردیا گیا۔عباسی عمال نے ان باغات کی کھجوریں اوراناج تک شاہی

گوداموں میں منتقل کر دیا، جس کے نتیجے میں آلِ رسولؐ کے پاکیزہ گھرانوں میں بھوک اور فقر کا وہ خوفناک دور شروع ہوا جس کی نظیر ملوکی تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 205 ہجری کے معاشی استحصال کے ضمن میں رقمطراز ہیں:

''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (205ھ)، شَدَّدَ عُمَّالُ الْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ عَلَى صَدَقَاتِ آلِ عَلِيٍّ، وَمَنَعُوا عَنْهُمْ كُلَّ مَا كَانَ يَأْتِيهِمْ مِنَ الْفَائِدَةِ، حَتَّى خَلَتْ بُيُوتُهُمْ مِنَ الْقُوتِ، وَأَصَابَ الْأَطْفَالَ وَالنِّسَاءَ مِنَ الْجُوعِ وَالْفَاقَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ لَا يُطَاقُ'' ''اور اسی سال (205ھ)، مدینہ اور مکہ کے کارندوں نے آلِ علی کے صدقات (اوقاف) پر سخت تنگی کر دی، اور ان سے ہر اس فائدے (آمدنی) کو روک دیا جو انہیں حاصل ہوتی تھی، یہاں تک کہ ان کے گھر خوراک (قوتِ لایموت) سے خالی ہو گئے، اور بچوں اور خواتین پر بھوک اور فقر و فاقہ کی صورت میں ایسی عظیم مصیبت نازل ہوئی جو ناقابلِ برداشت تھی''۔

توضیح و تشریح: ریاستی طاقت کا استعمال کر کے معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو دانے دانے کے لیے ترسانا ملوکیت کا وہ آزمودہ اور بزدلانہ ہتھیار ہے جس کا مقصد سادات کی اخلاقی و روحانی حاکمیت کو معاشی طور پر جھکانا تھا۔ جملہ ''حَتَّى خَلَتْ بُيُوتُهُمْ مِنَ الْقُوتِ'' (یہاں تک کہ ان کے گھر بنیادی خوراک سے خالی ہو گئے) ملوکی استبداد کے اس بھیانک پہلو کی گواہی دیتا ہے جہاں رسولِ خداؐ کے جگر گوشے فاقہ

کشی پر مجبور کر دیے گئے۔ان تمام روح فرسا معاشی مظالم اور بچوں کی بلکتی ہوئی بھوک کے باوجود، ان مظلوم شخصیات نے خدا کی رضا پر سرِ تسلیم خم رکھا اور جابر وقت کے سامنے کبھی دستِ سوال دراز نہیں کیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 205 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-فکری وعلمی ناکہ بندی:** ساداتِ علویین کو لوگوں سے ملنے اور دینی فتاویٰ دینے سے روکنا (**منعهم من الإفتاء و الاجتماع**) یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی ملوکیت سادات کے باطنی اور علمی اثر ورسوخ سے کس حد تک خائف تھی۔ **2-گھروں کو قید خانوں میں تبدیل کرنا:** آلِ ابی طالب پر اپنے ہی گھروں میں نظر بندی مسلط کرنا (الزامہم بیوتہم کالأسری) عباسی سلطنت کے اس نفسیاتی ظلم کی دلیل ہے جہاں لوہے کی سلاسل کے بغیر انسان کو قید کر دیا گیا۔ **3-مستقل معاشی پامالی:** اوقاف اور صدقات کی مستقل ضبطی کے ذریعے علوی خواتین اور بچوں کو ناقابلِ برداشت بھوک (الجوع والفاقۃ) میں مبتلا کرنا ملوکی نظام کے اخلاقی دیوالیہ پن کا واضح ثبوت ہے، جسے ان مظلوم شخصیات نے کمالِ عزیمت سے برداشت کیا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:308-310 باب: "**ذکر حوادث سنة خمس ومائتین من الهجرة**" سنہ طباعت:1997۔۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:8 صفحہ نمبر:425-428

باب:''حوادث سنة خمس ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء۔۳-الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 155-158 باب:''ذكر ما فرض على الطالبيين من الرقابة والمنع بعد استقرار المأمون في سنة خمس ومائتين'' سنہ طباعت:2001ء۔۴-ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبرD صفحہ نمبر: 405-408 باب: ''ثم دخلت سنة خمس ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 206ھ کے جگر سوز واقعات

(عباسی ملوکیت کا فکری تسلط اور ساداتِ علویین کی دائمی بے وطنی و کڑی نگرانی)

خلافتِ عباسیہ کے سیاسی افق پر سنہ 206 ہجری (بمطابق 821-822 عیسوی) کا سال عباسی ملوکیت کے ایک نئے انتظامی اور خاندانی استحکام کا پیش خیمہ ثابت ہوا، مگر آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین کے لیے یہ دور فکری گھٹن اور مسلسل معاشی استحصال کا تسلسل تھا۔ خلیفہ مامون الرشید نے بغداد میں اپنے اقتدار کو مکمل طور پر مستحکم کرنے کے بعد اب سلطنت کے دور دراز علاقوں، بالخصوص خراسان اور حجاز پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے جابر عمال اور عسکری کمانڈروں کو مقرر کیا۔ اسی سال مامون نے طاہر بن الحسین (ذوالیمینین) کو خراسان کی گورنری سونپی، جس نے وہاں علوی تحریکوں کے بچے کھچے اثرات کو مٹانے کے لیے سخت ترین

اقدامات کیے۔ ملوکی نظام نے ساداتِ علویین کو کسی بھی سیاسی وفکری اجتماع سے دور رکھنے کے لیے نگرانی کا دائرہ اس حد تک وسیع کر دیا کہ حجاز وعراق کی دھرتی ان پاکباز ہستیوں کے لیے تنگ کر دی گئی۔ زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں مستند اور معتبر تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین پر سفری پابندیوں کا نفاذ اور ملوکی جاسوسی نظام کی کڑی نگرانی: سنہ 206 ہجری کا ایک بڑا المیہ یہ تھا کہ عباسی حکومت نے ساداتِ علویین کی جغرافیائی نقل وحرکت پر مکمل پابندی عائد کر دی تھی۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے عمال کو بغداد سے یہ خفیہ احکامات موصول ہوئے کہ آلِ ابی طالب کا کوئی بھی فرد مکہ، مدینہ یا کوفہ سے باہر سفر نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ مقامی عباسی گورنر سے تحریری اجازت نامہ حاصل نہ کر لے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ علوی سادات عراق اور خراسان کے مظلوم عوام سے رابطہ نہ کر سکیں، کیونکہ عباسی سلطنت ان کے فکری اثر و رسوخ اور اخلاقی حاکمیت سے سخت خائف تھی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 206 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر عائد ان سفری وجاسوسی پابندیوں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”وَفِي سَنَةِ سِتٍّ وَمِائَتَيْنِ، بَعْدَ أَنْ أَسْنَدَ الْمَأْمُونُ خُرَاسَانَ إِلَى طَاهِرِ بْنِ الْحُسَيْنِ، كَتَبَ إِلَى عُمَّالِ الْحِجَازِ بِتَشْدِيدِ الرَّقَابَةِ عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ، وَمَنَعَهُمْ مِنَ

السَّفَرِ إِلَى الْبُلْدَانِ إِلَّا بِإِذْنٍ مَكْتُوبٍ، وَجَعَلُوا عَلَى الطُّرُقِ عُيُوناً لِتَعَقُّبِهِمْ، فَأَصَابَ الْعَلَوِيِّينَ مِنْ ذَلِكَ ضِيقٌ شَدِيدٌ وَكَرْبٌ عَظِيمٌ''

''اور سنہ 206 ہجری میں، جب مامون نے خراسان (کی حکومت) طاہر بن الحسین کے سپرد کر دی، تو اس نے حجاز کے گورنروں کو لکھا کہ آلِ ابی طالب پر نگرانی سخت کر دی جائے، اور انہیں (شاہی) تحریری اجازت کے بغیر دوسرے شہروں کی طرف سفر کرنے سے روک دیا جائے، اور انہوں نے راستوں پر ان کا تعاقب کرنے کے لیے جاسوس مقرر کر دیے، پس اس وجہ سے علویوں پر شدید تنگی اور عظیم کرب نازل ہوا''۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت ملوکی سیاست کے اس خوف زدہ کردار کو بے نقاب کرتی ہے جو نہتے اور زاہد سادات کے سفر کرنے سے بھی لرز اٹھتا تھا۔ جملہ ''وَجَعَلُوا عَلَى الطُّرُقِ عُيُوناً لِتَعَقُّبِهِمْ'' (اور انہوں نے راستوں پر ان کا تعاقب کرنے کے لیے جاسوس مقرر کر دیے) یہ ثابت کرتا ہے کہ آلِ فاطمہؑ کو اپنے ناناؐ کے شہر (مدینہ منورہ) میں ایک طرح سے نظر بند کر دیا گیا تھا۔ اپنے رشتہ داروں اور عقیدت مندوں سے ملنے پر یہ پابندی ان مظلوم شخصیات کے لیے ایک بدترین نفسیاتی اور سماجی تشدد تھی، جسے انہوں نے کمالِ عزیمت، استقلال اور توکل کے ساتھ برداشت کیا۔

سانحہ دوم: صدقاتِ علویین کی آمدنی کا مستقل تعطل اور سادات کے گھرانوں میں فقر وفاقہ کی شدت: سنہ 206 ہجری کا دوسرا المناک اور دلدوز پہلو یہ تھا کہ عباسی عمال نے ساداتِ علویین کے خلاف معاشی ہتھیار کا استعمال جاری رکھا۔ ولی

عہدی (201ھ) کے دور میں جو اوقاف اور صدقاتِ فاطمیین کی آمدنی عارضی طور پر بحال ہوئی تھی، وہ اب مکمل طور پر عباسی خزانے (بیت المال) کی نذر کی جا چکی تھی۔ سنہ 206ھ میں حجاز میں قحط سالی کے آثار نمودار ہوئے، مگر عباسی عمال نے علوی خانوادوں کی بیواؤں، یتیم بچوں اور بزرگوں کو کسی بھی قسم کی امداد دینے سے صاف انکار کر دیا۔ سادات کے باغات کی غلہ دانیوں پر سرکاری مہریں ثبت کر دی گئیں، جس کے نتیجے میں آلِ رسولؐ کے گھروں میں فقر و فاقہ کی شدت ناقابلِ بیان حد تک بڑھ گئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 206 ہجری کے مالی و معاشی تضییقات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (206 ه)، اسْتَمَرَّتْ صَدَقَاتُ آلِ عَلِيٍّ مَحْظُورَةً بِأَمْرِ السُّلْطَانِ، وَاشْتَدَّتِ الْحَاجَةُ بِالْمَدِينَةِ، وَلَمْ يُلْتَفَتْ إِلَى شَكْوَى الْأَرَامِلِ وَالْأَيْتَامِ مِنْ بَنِي فَاطِمَةَ، حَتَّى بَلَغَ بِهِمُ الْجُوعُ مَبْلَغاً حَرِجاً، وَهُمْ صَابِرُونَ لَا يَشْكُونَ إِلَّا إِلَى اللَّهِ'' ''اور اسی سال (206ھ) میں، سلطان کے حکم سے آلِ علی کے صدقات (اوقاف) بدستور ضبط رہے، اور مدینہ میں (ان کی معاشی) حاجت شدید تر ہو گئی، اور بنی فاطمہ کی بیواؤں اور یتیموں کی فریاد کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی، یہاں تک کہ ان کی بھوک انتہائی نازک مرحلے پر پہنچ گئی، اور وہ صابر رہے اور اللہ کے سوا کسی سے شکوہ نہ کیا''۔

توضیح و تشریح: یہ تاریخی حقیقت ملوکیت کے اس سنگدلانہ رویے کو عیاں کرتی

ہے جہاں معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کی سسکیوں پر بھی ملوکی دل نہیں پگھلتے تھے۔ جملہ ''حَتّٰی بَلَغَ بِهِمُ الْجُوعُ مَبْلَغاً حَرِجاً'' (یہاں تک کہ ان کی بھوک انتہائی نازک مرحلے پر پہنچ گئی) آلِ رسولؐ کی اس معاشی بیچارگی اور مظلومیت کا عکاس ہے جو عباسی عمال کے ظلم کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ اس معاشی مقاطعہ (بائیکاٹ) کا مقصد سادات کی اخلاقی حاکمیت کو توڑنا تھا، مگر ان عظیم اور مظلوم شخصیات نے بھوک کو گلے لگا لیا لیکن جابرِ وقت کے سامنے کبھی دستِ سوال دراز نہیں کیا اور اپنے اخلاقی تفوق کو برقرار رکھا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 206 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: 1- جاسوسی اور سفری حصار: ساداتِ علویین پر کڑی سفری پابندیاں عائد کرنا اور راستوں پر جاسوس مقرر کرنا (تَشْدِيد الرَّقَابَة وَجَعْل الْعُيُون) یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی سلطنت آلِ رسولؐ کے عوامی نفوذ سے کس حد تک خائف تھی۔ 2- منظّم معاشی استحصال: بنی فاطمہؑ کی بیواؤں اور یتیموں کے اوقاف کو بدستور ضبط رکھنا اور قحط کے باوجود ان کی فریاد کو ان سنی کرنا (لَمْ يُلْتَفَتْ إِلَى شَكْوَى الْأَرَامِلِ) ملوکی نظام کے اخلاقی دیوالیہ پن کی واضح دلیل ہے۔ 3- صبر وعزیمت کا ابدی نمونہ: ان تمام تر ہولناک معاشی وسماجی تنگیوں اور بھوک کی شدت کے باوجود، ساداتِ علویین نے رضا وتسلیم کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور تاریخِ اسلام میں حریت و استقامت کا ایک نیا باب رقم کیا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلدنمبر:6 صفحہ نمبر:312-315 باب:''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ سِتٍّ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت:1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلدنمبر:8 صفحہ نمبر:430-434 باب:''حوادث سنة ست ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء ۳- الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلدنمبر:13 صفحہ نمبر:160-163 باب:''ذکر ما نال الطالبيين من التضييق والسياحة فی سنة ست ومائتين'' سنہ طباعت:2001ء ۴- ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلدنمبر:10 صفحہ نمبر:410-413 باب:''ثم دخلت سنة ست ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 207ھ کے زہرآلود سیاسی وتمدنی حوادث

(خلافتِ عباسیہ کا استبدادی نفاذ اور آلِ ابی طالب کی نفسیاتی ومعاشی اسارت)

ساداتِ علویین اور عترتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عباسی ملوکیت کے مصائب کا ہولناک تسلسل تاریخِ اسلام کا وہ اندوہناک سچ ہے جو خلافت کے سیاسی تغیرات کے باوجود کبھی مدہم نہ ہوا۔ سنہ 207 ہجری کا سال ملوکی تاریخ میں عباسی اقتدار کے اس حتمی موڑ کو ظاہر کرتا ہے جہاں بغداد کا حکومتی ڈھانچہ نچلی سطح تک یکجا

ہو چکا تھا، اور خلیفہ مامون الرشید نے اب سلطنت کے باغی حصوں بالخصوص مصر اور شام کی بغاوتوں کو کچلنے کے بعد اپنی تمام تر تند و تیز توجہ علوی سادات کی فکری و سماجی ناکہ بندی پر مرکوز کر دی تھی۔ اس سال علوی سادات پر براہِ راست تلوار کا استعمال تو کم دیکھا گیا، مگر ان پر نفسیاتی اسارت، خاندانی بائیکاٹ اور مدینہ منورہ میں بقائے حیات کے بنیادی وسائل کی منسوخی کا ایسا بھیانک نظام لاگو کیا گیا جس کا مقصد ان پاکباز ہستیوں کو معاشرے میں فکری طور پر مفلوج کرنا تھا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں معتبر تاریخی مآخذ کے مندرجات کے مطابق اِنھی حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین کے فکری اثرات کو روکنے کے لیے تعلیمی و تدریسی مجالس پر سخت شاہی سنسر شپ: سنہ 207 ہجری کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ مدینہ منورہ اور کوفہ میں موجود ساداتِ علویین کی وہ علمی و تعلیمی مجالس جو امت کی اخلاقی رہنمائی کا مرکز تھیں، انہیں عباسی عمال کے عتاب کا نشانہ بنایا گیا۔ ملوکی انتظامیہ اس بات سے شدید خائف تھی کہ امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کی شہادت کے بعد پیدا ہونے والا عوامی غم کہیں عباسیوں کے خلاف کسی فکری انقلاب کی شکل نہ اختیار کر لے۔ چنانچہ، مامون الرشید کے حکم پر مدینہ کے گورنر نے علوی سادات کے بزرگوں کو مساجد اور نجی محافل میں درس و تدریس اور حدیثِ رسولؐ کی روایت کرنے سے سختی سے روک دیا اور ان کے گرد مخبروں کا ایسا جال بچھایا کہ ان کی علمی سانسیں بھی محبوس ہو کر رہ گئیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 207 ہجری کے احوال اور سادات پر عائد علمی پابندیوں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ سَبْعٍ وَمِائَتَیْنِ، کَتَبَ الْمَأْمُونُ إِلَی وَالِی الْمَدِینَةِ بِتَشْدِیدِ الْحَجْرِ عَلَی عُلَمَاءِ آلِ أَبِی طَالِبٍ، وَمَنْعِهِمْ مِنْ عَقْدِ مَجَالِسِ الْحَدِیثِ وَالْفِقْهِ لِلْعَامَّةِ، وَأَلْزَمَهُمْ أَنْ لَایَتَحَدَّثُوا إِلَّا بِمَا یُوَافِقُ سُلْطَانَ بَنِی الْعَبَّاسِ، فَکَانَ ذَلِکَ کَبْتاً عِلْمِیّاً شَدِیداً عَلَی الطَّالِبِیِّینَ'' ''اور سنہ 207 ہجری میں، مامون نے مدینہ کے گورنر کو لکھا کہ آلِ ابی طالب کے علماء پر (فکری وعلمی) پابندی سخت کر دی جائے، اور انہیں عام لوگوں کے لیے حدیث اور فقہ کی مجالس منعقد کرنے سے روک دیا جائے، اور انہیں مجبور کیا جائے کہ وہ بنی عباس کی حکومت کے موافق بات کے سوا کچھ نہ کہیں، پس یہ طالبین (سادات) پر ایک بدترین تعلیمی وفکری جبر تھا''۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت ملوکیت کے اس سیاہ چہرے کو بے نقاب کرتی ہے جہاں علم پر بھی پہرے بٹھا دیے جاتے ہیں۔ جملہ ''وَأَلْزَمَهُمْ أَنْ لَا یَتَحَدَّثُوا إِلَّا بِمَا یُوَافِقُ سُلْطَانَ بَنِی الْعَبَّاسِ'' (اور انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ عباسی حکومت کے موافق بات کے سوا کچھ نہ کہیں) ملوکی فرعونیت کی اس انتہا کی گواہی دیتا ہے جہاں حق کی زبانوں کو ملوکیت کا قصیدہ پڑھنے پر مجبور کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ خانوادۂ رسولؐ کے بلند پایہ علما کو ''کَبْتاً عِلْمِیّاً شَدِیداً'' (بدترین فکری وعلمی جبر)

کے دائرے میں لا کر امت کو ان کے فیض سے محروم کرنا تاریخِ اسلام کا وہ صدمہ ہے جسے ان مظلوم شخصیات نے کمالِ صبر اور استقامت سے جھیلا۔

سانحہ دوم: صدقاتِ علویین کی آمدنی کی مستقل ضبطی اور علوی سادات کے بچوں کا دل لرزا دینے والا فقر: سنہ 207 ہجری کا دوسرا المناک اور دلدوز پہلو یہ تھا کہ عباسی عمال نے ساداتِ علویین کو معاشی طور پر فاقہ کشی کی کٹھن زندگی میں دھکیلنے کی مہم کو جاری رکھا۔ مدینہ منورہ اور اس کے مضافات میں آلِ علیؑ کے جو صدقات اور بنو فاطمہؑ کے باغات (اوقاف) تھے، ان کی رہی سہی آمدنی پر عباسی سلطنت نے یہ کہہ کر مستقل قبضہ کر لیا کہ یہ اموال شام اور مصر کی جنگوں کے نفقات (اخراجات) میں استعمال کیے جائیں گے۔ اس بدترین معاشی ناکہ بندی نے علوی گھرانوں کی پردہ نشین خواتین، یتیم بچوں اور معذور بزرگوں کو نانِ شبینہ کا محتاج کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 207 ہجری کے مالی مظالم کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ”وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (207هـ)، اسْتَمَرَّتِ الْمَضَايِقَاتُ الْمَالِيَّةُ عَلَى بُيُوتَاتِ آلِ عَلِيٍّ بِالْمَدِينَةِ، وَحَمَلَ الْعُمَّالُ غَلَّاتِ صَدَقَاتِهِمْ إِلَى بَيْتِ الْمَالِ بِبَغْدَادَ، وَاشْتَدَّ الْفَقْرُ بِالنِّسَاءِ وَالْأَطْفَالِ مِنْ بَنِي فَاطِمَةَ، حَتَّى بَلَغَ بِهِمُ الْجُوعُ أَمْراً مَشْهُوراً يَسْتَدِرُّ الدُّمُوعَ“ ”اور اسی سال (207ھ)، مدینہ میں آلِ علی کے گھرانوں پر مالی تنگی کا سلسلہ (سرکاری طور پر) جاری رہا، اور کارندوں نے ان کے

اوقاف کے غلے (اور پیداوار) کو بغداد کے بیت المال کی طرف منتقل کر دیا، اور بنی فاطمہ کی خواتین اور بچوں پر فقر شدید تر ہو گیا، یہاں تک کہ ان کی بھوک اس حد تک مشہور (اور واشگاف) ہو گئی جو آنکھوں سے آنسو جاری کر دینے والی تھی"۔

توضیح وتشریح: ریاستی جبر کا یہ سفاکانہ طریقہ کہ رسولِ خداؐ کے بچوں کے منہ سے نوالہ چھین کر بغداد کے عیاش شاہی بیت المال کو بھرا جائے، عباسی ملوکیت کے اخلاقی انحطاط کی واضح ترین دلیل ہے۔ جملہ "حَتَّى بَلَغَ بِهِمُ الْجُوعُ أَمْراً مَشْهُوراً يَسْتَدِرُّ الدُّمُوعَ" (یہاں تک کہ ان کی بھوک ایسی حالت کو پہنچ گئی جو آنکھوں سے آنسو بہا دینے والی تھی) اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مدینہ جیسے مقدس شہر میں آلِ رسولؐ کو کس قدر بے رحمی کے ساتھ فاقوں پر مجبور کیا گیا۔ ان تمام تیرہ و تاریک حالات، معاشی مقاطعے اور تنگی کے باوجود ان مظلوم شخصیات نے کبھی باطل کے سامنے سر نہیں جھکایا اور ملوکیت کے زعمِ اقتدار کو خاک میں ملائے رکھا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 207 ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-فکری وعلمی محاصرہ:** ساداتِ علویین کو حدیث وفقہ کی تدریس سے روکنا (مَنَعَهُمْ مِنْ عَقْدِ مَجَالِسِ الْحَدِيثِ) ی ہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی سلطنت سادات کی اخلاقی، علمی اور روحانی جڑوں کو کاٹ کر انہیں سماج میں تنہا کرنا چاہتی تھی۔ **2-بدترین معاشی جبر:** آلِ فاطمہؑ کے اوقاف کی پیداوار کو زبردستی بغداد منتقل کرنا ملوکی نظام کے معاشی ظلم اور غاصبانہ جبلت کا عکاس ہے، جس کا نشانہ

معصوم یتیم بنے۔ **3-حق وصبر کی لازوال داستان:** ان تمام ہولناک مالی تنگیوں، تعلیمی پابندیوں اور تڑپاتی ہوئی بھوک کے باوجود، ساداتِ علویین نے فقرِ محمدیؐ کو گلے لگایا، رضاوتسلیم کی راہ پر گامزن رہے اور تاریخِ انسانیت میں استقامت کا پرچم بلند رکھا۔

مصادر ومراجع: ۱۔ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلدنمبر:6 صفحہ نمبر:318-320 باب:"ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ سَبْعٍ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ" سنہ طباعت:1997ء۔۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلدنمبر:8 صفحہ نمبر:438-442 باب:"حوادث سنة سبع ومائتين" سنہ طباعت:1967ء۔۳۔الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلدنمبر:13 صفحہ نمبر:166-169 باب: "ذکر ما فُرِضَ عَلَى الطَّالِبِيِّينَ مِنَ الْحَجْرِ وَالتَّضْيِيقِ فِي سَنَةِ سَبْعٍ وَمِائَتَيْنِ" سنہ طباعت:2001ء۔۴۔ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلدنمبر:10 صفحہ نمبر:415-418 باب:"ثم دخلت سنة سبع ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 208ھ کے حزن انگیز وتیرہ وتاریک حوادث

(عباسی آمریت کا ملوکی جنون اور ساداتِ علویین پر ریاستی جبر وسماجی مقاطعہ کا عروج)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر ملوکی استبداد کی داستانِ

ستم تاریخِ اسلام کے صفحات پر خونِ جگر سے رقم ہے۔ سنہ 208 ہجری (بمطابق 823-824 عیسوی) کا سال عباسی تاریخ میں ملوکی مصلحتوں اور خاندانی بقا کے لیے اٹھائے جانے والے انتہائی جابرانہ اقدامات کا تسلسل ہے۔ خلیفہ مامون الرشید نے بغداد میں اپنے اقتدار کو حتمی طور پر مستحکم کرنے اور داخلی بغاوتوں کو فرو کرنے کے بعد، ساداتِ علویین پر اپنے فکری و معاشرتی شکنجے کو اس حد تک دراز کر دیا کہ ان کے لیے زندگی کا سانس لینا بھی محال ہو گیا۔ سنہ 208ھ وہ سنگین موڑ ہے جہاں ملوکیت نے بظاہر جنگ و جدل کے بجائے سادات پر ایک خاموش لیکن ہولناک سماجی ناکہ بندی، شدید معاشی بائیکاٹ اور کڑی مخبری کا نظام مسلط کیا۔ اس کا واحد مقصد خانوادۂ رسالت کے اخلاقی و فکری اثرات کو عوام الناس کے دلوں سے کچلا جانا تھا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین کے خلاف کڑی مخبری کا ریاستی نظام اور سماجی مقاطعہ (بائیکاٹ): سنہ 208 ہجری کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی عمال نے حجاز اور عراق میں ساداتِ علویین کے گھروں کے باہر اور گلیوں میں باقاعدہ مخبروں اور جاسوسوں (العیون) کا جال بچھا دیا۔ مدینہ منورہ اور کوفہ میں آلِ ابی طالب کے معاشرتی روابط پر اس حد تک پابندی عائد کر دی گئی کہ عام مسلمانوں کو ان کی عیادت کرنے، ان کے جنازوں میں شریک ہونے یا ان سے کسی قسم کا لین دین رکھنے پر سخت

سزائیں دی جانے لگیں۔ ملوکی نظام نے اکرام و احترام کے تمام انسانی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر ان پاکباز ہستیوں کو اپنے ہی موروثی وطن میں ایک وسیع سماجی جیل میں محبوس کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 208 ہجری کے احوال اور سادات پر ٹوٹنے والی اس معاشرتی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ ثَمَانٍ وَمِائَتَیْنِ، کَتَبَ الْمَأْمُونُ إِلَی عُمَّالِهِ بِالْأَمْصَارِ بِتَشْدِیدِ التَّضْیِیقِ عَلَی آلِ أَبِی طَالِبٍ، وَنَشْرِ الْعُیُونِ فِی مَحَالِّهِمْ لِمَعْرِفَةِ مَنْ یَدْخُلُ إِلَیْهِمْ، وَمَنَعُوا النَّاسَ مِنْ مُخَالَطَتِهِمْ، فَأَصْبَحُوا فِی حِصَارٍ اجْتِمَاعِیٍّ شَدِیدٍ، وَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِکَ أَعْظَمُ الْکَرْبِ'' ''اور سنہ 208 ہجری میں، مامون نے شہروں میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ آلِ ابی طالب پر تنگی کو شدید تر کر دیا جائے، اور ان کے محلوں میں جاسوس پھیلا دیے جائیں تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ کون ان کے پاس آتا ہے، اور انہوں نے لوگوں کو ان سے میل جول رکھنے سے روک دیا، پس وہ سادات ایک بدترین سماجی حصار (بائیکاٹ) میں آ گئے، اور اس وجہ سے انہیں عظیم ترین کرب کا سامنا کرنا پڑا''۔

توضیح و تشریح: یہ عربی عبارت ملوکیت کے اس لرزہ براندام کردار کی گواہی دیتی ہے جو ساداتِ علویین کی صرف اخلاقی بقا سے بھی خوف زدہ رہتا تھا۔ جملہ ''وَنَشْرِ الْعُیُونِ فِی مَحَالِّهِمْ'' (اور ان کے محلوں میں جاسوس پھیلا دیے گئے) یہ

ثابت کرتا ہے کہ عباسی سلطنت آلِ رسولؐ کو معاشرے سے یکسر کاٹ دینا چاہتی تھی۔ ان کے گھروں کو "حِصَارٍ اجْتِمَاعِيٍّ شَدِيدٍ" (شدید سماجی حصار) کے دائرے میں لا کر ان کے چاہنے والوں کو دور کرنا، ایک ایسا نفسیاتی و سماجی ظلم تھا جس نے ان مظلوم شخصیات کے رنج و ملال میں بے پناہ اضافہ کیا، مگر ان کا استقلال متزلزل نہ ہو سکا۔

سانحہ دوم: معاشی ناکہ بندی کا استمرار اور علوی خانوادوں کے پردہ نشینوں کی حسرت ناک فاقہ کشی: سنہ 208 ہجری کا دوسرا دلدوز اور روح فرسا پہلو یہ تھا کہ عباسی ملوکیت نے آلِ فاطمہؑ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے لیے معاشی ہتھیار کا بے رحمانہ استعمال جاری رکھا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کی زرعی زمینوں کی رہی سہی غلہ دانیوں اور کھجوروں کے باغات پر عباسی عمال کا غاصبانہ تسلط بدستور قائم رہا۔ مدینہ منورہ میں اس سال معاشی کساد بازاری عروج پر تھی، مگر علوی خانوادوں کی بیواؤں اور یتیم بچوں کے لیے بیت المال سے ملنے والے تمام حقوق مستقل طور پر بند رہے۔ اس سنگدلانہ معاشی ناکہ بندی کے نتیجے میں ساداتِ علویین کے گھروں میں فاقہ کشی اس حد تک بڑھ گئی کہ معصوم بچے بھوک سے نڈھال ہو گئے اور پردہ نشین خواتین کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے بھی مناسب لباس باقی نہ رہا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 208 ہجری کے مالی و معاشی تضادات اور سادات کی کسمپرسی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (208هـ)، لَمْ تَزَلْ صَدَقَاتُ

بَنِی فَاطِمَةَ مَمْنُوعَةً عَنْهُمْ، وَعَامَلَهُمُ الْوُلَاةُ بِالْجَفَاءِ وَالْغِلْظَةِ فِی أَمْوَالِهِمْ، حَتَّی بَلَغَتِ الْحَاجَةُ بِالْعَلَوِیِّینَ وَالنِّسَاءِ فِی بُیُوتِهِمْ مَبْلَغاً حَرِجاً، وَکَانُوا یَمُوتُونَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ دُونَ أَنْ یَعْلَمَ بِهِمْ أَحَدٌ'' '' اوراسی سال (208ھ) میں، بنی فاطمہ کے صدقات (اوقاف) ان سے بدستور روکے رکھے گئے، اور گورنروں نے ان کے اموال کے معاملے میں ان کے ساتھ سخت جفا اور غلظت (بے رحمی) کا برتاؤ کیا، یہاں تک کہ علویوں اور ان کے گھروں میں موجود خواتین کی معاشی حاجت انتہائی کٹھن مرحلے پر پہنچ گئی، اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہے تھے بغیر اس کے کہ کوئی ان کے حال سے واقف ہوتا''۔

توضیح وتشریح: ملوکی تاریخ کا یہ وہ ہولناک موڑ ہے جہاں تلواروں کی کاٹ سے زیادہ خاموش معاشی بائیکاٹ کے ذریعے آلِ رسولؐ کا خون بہایا جارہا تھا۔ جملہ ''وَکَانُوا یَمُوتُونَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ'' (اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہے تھے) ملوکیت کے اس بھیانک اور سفاکانہ چہرے کو بے نقاب کرتا ہے جہاں نہتے سادات کی بیواؤں اور بچوں پر رزق کے دروازے بند کر دیے گئے۔ رسولِ کائناتؐ کی آل کا مدینہ منورہ کی دھرتی پر اس قدر کسمپرسی کے عالم میں فاقے جھیلنا تاریخِ اسلام کا وہ المناک نوحہ ہے جو دلوں کو دہلا دیتا ہے۔ ان تمام معاشی اور سماجی ستم گریوں کے باوجود، ان عظیم اور مظلوم شخصیات نے باطل حکومت کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے پر فاقہ کشی میں جان دینے کو ترجیح دی اور صابر وشاکر رہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 208 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-منظم سماجی حصار:** ساداتِ علویین کے محلوں میں جاسوس مقرر کرنا اور لوگوں کو ان سے ملنے سے روکنا (**مَنَعُوا النَّاسَ مِنْ مُخَالَطَتِهِمْ**) عباسی ملوکیت کے اس گہرے نفسیاتی خوف کا عکاس ہے جو سادات کی اخلاقی وروحانی برتری سے لاحق تھا۔ **2-سفاکانہ معاشی پامالی:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف کو بدستور ضبط رکھنا اور علوی بیواؤں وبچوں کو پوشیدہ طور پر بھوک کی وادی میں دھکیلنا (**يَمُوتُونَ جُوعاً فِي خَفَاءٍ**) ملوکی نظام کے معاشی ظلم اور انسانیت سوز رویے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ **3-استقامت وعزیمت کا عروج:** ان تمام تر ہولناک مصائب، کڑی نگرانی اور شدید فقر وفاقہ کے باوجود، ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں، زہد اور حریتِ ضمیر کا سودا نہیں کیا اور تاریخِ انسانیت میں صبر ورضا کا پرچم بلند رکھا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:322-324 باب:"**ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ ثَمَانٍ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ**" سنہ طباعت:1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: 8 صفحہ نمبر: 445- 448 باب: ''**حوادث سنة ثمان ومائتين**'' سنہ طباعت:1967ء ۳- الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:13 صفحہ نمبر:171-174 باب:''**ذکر ما نَالَ الطَّالِبِيِّينَ مِنَ الْحِصَارِ وَالرَّقَابَةِ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَمِائَتَيْنِ**'' سنہ

طباعت: 2001ء۔۴- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:420-423 باب: ''ثم دخلت سنة ثمان ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 209ھ کے المناک و تیرہ و تاریک حوادث

(عباسی استبداد کی طغیانی اور ساداتِ علویین پر نفسیاتی اسارت و معاشی پامالی کا تسلسل)

عترتِ طاہرہ اور ساداتِ علویین پر خلفائے بنی عباس کے ملوکی و جابرانہ نظام کا تسلط تاریخِ اسلام کا وہ المناک ورق ہے جس کا عنوان کبھی بھی ستم اور ظلم سے خالی نہ رہا۔ سنہ 209 ہجری (بمطابق 824-825 عیسوی) کا سال عباسی تاریخ میں دار الخلافہ بغداد اور اس کے مضافات میں ملوکی آمریت کے حتمی، گہرے اور جارحانہ استحکام کا مظہر ہے۔ خلیفہ مامون الرشید نے جب اپنے داخلی دشمنوں پر غلبہ پا لیا اور عباسی خاندان کی عصبیتوں کو رام کر لیا، تو اس مستحکم سیاسی پوزیشن کا سارا غیظ و غضب ایک بار پھر نہتے، صابر اور زاہد ساداتِ علویین کی طرف موڑ دیا گیا۔ اس سال سادات پر بظاہر اعلانیہ طور پر بڑی جنگیں مسلط نہیں کی گئیں، مگر فکری سرگرمیوں پر کڑی سنسر شپ، مدینہ منورہ اور کوفہ میں مخبروں کا بھیانک گھیراؤ، اور معاشی وسائل کی مستقل ناکہ بندی کے ذریعے آلِ رسول ﷺ کو معاشرتی طور پر زندہ درگور کرنے کی بدترین ریاستی مہم چلائی گئی۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کے مندرجات کے

مطابق اِنھی حقائق کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین کی فکری وعلمی ناکہ بندی اور روابط پر کڑی شاہی سنسرشپ: سنہ 209 ہجری کا سب سے دلدوز اور گہرا المیہ یہ تھا کہ عباسی حکومت نے حجاز اور عراق میں مقیم ساداتِ علویین کی تعلیمی اور اخلاقی مجالس پر سخت ترین پابندیاں عائد کر دیں۔ مامون الرشید اور اس کے عمال اس فکری اثر ورسوخ سے شدید خائف تھے جو علوی سادات کی علمی نشستوں کے ذریعے عوام الناس کے دلوں میں راسخ ہو رہا تھا۔ چنانچہ، مدینہ منورہ اور کوفہ کے عباسی گورنروں نے باقاعدہ احکامات جاری کیے کہ آلِ ابی طالب کا کوئی بھی فرد عام لوگوں کو فقہ وحدیث کی تعلیم دینے یا کسی سماجی اجتماع میں شرکت کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ ان کے گرد جاسوسوں (العیون) کا ایسا جال بچھایا گیا کہ ان کی علمی سانسیں بھی محبوس کر دی گئیں اور انہیں اپنے ہی گھروں میں نظر بند کر کے رکھ دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 209 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر مسلط ہونے والی اس فکری اسارت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِي سَنَةِ تِسْعٍ وَمِائَتَيْنِ، كَتَبَ الْمَأْمُونُ إِلَى وُلَاتِهِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ بِمَنْعِ الطَّالِبِيِّينَ مِنَ الْجُلُوسِ لِلْعَامَّةِ وَالتَّحْدِيثِ، وَأَنْ يُلْزَمُوا بُيُوتَهُمْ لَا يَخْرُجُونَ مِنْهَا إِلَّا بِإِذْنٍ، فَأَصْبَحُوا فِي ضِيقٍ شَدِيدٍ وَكَبْتٍ عِلْمِيٍّ بَلَغَ

مِنْهُمْ كُلَّ مَبْلَغٍ" "اور سنہ 209 ہجری میں، مامون نے حجاز اور عراق میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ وہ طالبین (سادات) کو عام لوگوں کے پاس بیٹھنے (نشستیں کرنے) اور حدیث بیان کرنے سے روک دیں، اور یہ کہ وہ اپنے گھروں میں محبوس رہیں اور وہاں سے باہر نہ نکلیں مگر (شاہی) اجازت کے ساتھ، پس وہ سادات شدید تنگی اور بدترین فکری و علمی جبر میں آ گئے جس نے ان کی حالت کو انتہائی نازک بنا دیا"۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت خلافتِ عباسیہ کے اس باطنی حسد اور خوف کو واضح کرتی ہے جو آلِ رسولؐ کے علم وتقویٰ سے اسے ہمیشہ لاحق رہتا تھا۔ جملہ 'بِمَنْعِ الطَّالِبِيِّينَ مِنَ الْجُلُوسِ لِلْعَامَّةِ وَالتَّحْدِيثِ" (انہیں لوگوں کے پاس بیٹھنے اور حدیث بیان کرنے سے روک دیا گیا) ملوکی فرعونیت کی اس انتہا کی گواہی دیتا ہے جہاں شریعت کے حقیقی وارثوں کو اپنے نانا ؐ کا دین عام کرنے سے بھی محروم کر دیا گیا۔ خانوادۂ فاطمہؑ کے ان معزز اور صابر علما کو اپنے ہی گھروں میں ایک طرح سے اسیر بنا دینا تاریخ کا وہ دلدوز نفسیاتی ظلم ہے جسے انہوں نے کمالِ عزیمت، توکل اور استقامت کے ساتھ جھیلا۔

سانحہ دوم: صدقاتِ علویین کی ضبطی کا استمرار اور علوی خانوادوں میں بھوک وفقر کی ہولناکی: سنہ 209 ہجری کا دوسرا المناک اور روح فرسا پہلو یہ تھا کہ عباسی ملوکیت نے ساداتِ علویین کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے لیے معاشی ہتھیار کا سفاکانہ اور بے رحمانہ استعمال جاری رکھا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کے

موروثی باغات اوراوقاف کی جورہی سہی آمدنی تھی،اسے عباسی عمال نے مستقل طور پر اپنے قبضے میں رکھا اور سادات کے بیواؤں، یتیم بچوں اور معذور بزرگوں کو دانے دانے کے لیے محتاج کردیا۔مدینہ منورہ میں اس سال معاشی کساد بازاری عروج پر تھی، مگر آلِ رسولؐ کے خانوادوں پر رزق کے دروازے بند کردیے گئے،جس کے نتیجے میں پردنشین علوی خواتین اور معصوم بچے فاقہ کشی کے باعث پوشیدہ طور پر دم توڑنے لگے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 209 ہجری کے مالی ومعاشی تضییقات کے ضمن میں رقمطراز ہیں:"وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (209هـ)، لَمْ تَزَلْ صَدَقَاتُ آلِ عَلِيٍّ مَحْظُورَةً عَنْهُمْ بِأَمْرِ السُّلْطَانِ، وَاشْتَدَّتِ الْفَاقَةُ بِالنِّسَاءِ وَالْأَطْفَالِ فِي بُيُوتِ الطَّالِبِيِّينَ بِالْمَدِينَةِ، حَتَّى كَانُوا يَمُوتُونَ جُوعاً فِي خَفَاءٍ دُونَ أَنْ يَلْتَفِتَ إِلَيْهِمْ أَحَدٌ مِنَ الْوُلَاةِ" "اوراسی سال (209ھ) میں،سلطان کے حکم سے آلِ علی کے صدقات (اوقاف) ان سے بدستور روکے رکھے گئے، اور مدینہ میں طالبین (سادات) کے گھروں میں خواتین اور بچوں پر فقر وفاقہ شدید تر ہوگیا، یہاں تک کہ وہ پوشیدہ طور پر بھوک کی وجہ سے مرر ہے تھے بغیر اس کے کہ گورنروں میں سے کوئی بھی ان کی طرف التفات (توجہ) کرتا"۔

توضیح وتشریح: یہ تاریخی حقیقت ملوکیت کے اس سنگدلانہ رویے کو عیاں کرتی ہے جہاں سیاسی اقتدار کی ہوس میں معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کی سسکیوں کو بھی

پا پیادہ کچل دیا جاتا ہے۔ جملہ ''حَتّٰی کَانُوا یَمُوتُونَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ'' (یہاں تک کہ وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہے تھے) ملوکی نظام کے معاشی ظلم اور انسانیت سوز رویے کا وہ منہ بولتا ثبوت ہے جو تاریخ کے چہرے پر ہمیشہ ایک داغ رہے گا۔ رسولِ کائناتؐ کی آل کا مدینہ منورہ کی دھرتی پر اس قدر کسمپرسی کے عالم میں فاقے جھیلنا اور جابر وقت کے سامنے کبھی دستِ سوال دراز نہ کرنا، ان مظلوم شخصیات کے بے مثال اخلاقی تفوق، زہد اور عظمتِ کردار کی روشن ترین گواہی ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 209 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-فکری وعلمی ناکہ بندی کا صدمہ:** ساداتِ علویین کو حدیثِ رسولؐ کی روایت اور عوامی مجالس سے زبردستی روکنا (مَنَعَهُمْ مِنَ التَّحْدِيثِ وَالْجُلُوسِ) یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی ملوکیت سادات کے باطنی، علمی اور روحانی نفوذ سے ہمیشہ لرزہ براندام رہتی تھی۔ **2-سفاکانہ معاشی مقاطعہ:** بنی فاطمہؑ کے موروثی اوقاف کو بدستور سرکاری تحویل میں رکھنا اور علوی بیواؤں و بچوں کو پوشیدہ طور پر بھوک کی وادی میں دھکیلنا ملوکی نظام کے اخلاقی دیوالیہ پن کی واضح ترین دلیل ہے۔ **3-عزیمت واستقامت کا استمرار:** ان تمام تر ہولناک معاشی وسماجی تنگیوں، کڑی نگرانی اور شدید فقر وفاقہ کے باوجود، ساداتِ علویین نے رضا وتسلیم کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور تاریخِ اسلام میں حریت وصبر کا پرچم بلند رکھا۔

مصادر ومراجع: ا- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب:

الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:326-328 باب:''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ تِسْعٍ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت:1997ء۔۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: 8 صفحہ نمبر: 450-454 باب:''حوادث سنة تسع ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء۔۳-الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 176-179 باب: ''ذکر ما فُرِضَ عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الرَّقَابَةِ وَالْمَنْعِ فِي سَنَةِ تِسْعٍ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت:2001ء۴-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب:البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:425-428 باب:''ثم دخلت سنة تسع ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 210ھ کے حزن انگیز و تیرہ و تاریک حوادث

(عباسی آمریت کا ملوکی جنون اور ساداتِ علویین پر ریاستی جبر و سماجی مقاطعہ کا عروج)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر ملوکی استبداد کی داستانِ ستم تاریخِ اسلام کے صفحات پر خونِ جگر سے رقم ہے۔ سنہ 210 ہجری (بمطابق 825-826 عیسوی) کا سال عباسی تاریخ میں ملوکی مصلحتوں اور خاندانی بقا کے لیے اٹھائے جانے والے انتہائی جابرانہ اقدامات کا تسلسل ہے۔ خلیفہ مامون الرشید نے بغداد میں اپنے اقتدار کو حتمی طور پر مستحکم کرنے اور داخلی بغاوتوں کو فرو کرنے کے بعد، ساداتِ علویین

پر اپنے فکری و معاشرتی شکنجے کو اس حد تک دراز کر دیا کہ ان کے لیے زندگی کا سانس لینا بھی محال ہو گیا۔ سنہ 210ھ وہ سنگین موڑ ہے جہاں ملوکیت نے بظاہر جنگ و جدل کے بجائے سادات پر ایک خاموش لیکن ہولناک سماجی ناکہ بندی، شدید معاشی بائیکاٹ اور کڑی مخبری کا نظام مسلط کیا۔ اس کا واحد مقصد خانوادۂ رسالت کے اخلاقی و فکری اثرات کو عوام الناس کے دلوں سے کچلا جانا تھا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین کے خلاف کڑی مخبری کا ریاستی نظام اور سماجی مقاطعہ (بائیکاٹ): سنہ 210 ہجری کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی عمال نے حجاز اور عراق میں ساداتِ علویین کے گھروں کے باہر اور گلیوں میں باقاعدہ مخبروں اور جاسوسوں (العیون) کا جال بچھا دیا۔ مدینہ منورہ اور کوفہ میں آلِ ابی طالب کے معاشرتی روابط پر اس حد تک پابندی عائد کر دی گئی کہ عام مسلمانوں کو ان کی عیادت کرنے، ان کے جنازوں میں شریک ہونے یا ان سے کسی قسم کا لین دین رکھنے پر سخت سزائیں دی جانے لگیں۔ ملوکی نظام نے اکرام و احترام کے تمام انسانی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر ان پاکباز ہستیوں کو اپنے ہی موروثی وطن میں ایک وسیع سماجی جیل میں محبوس کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر

الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 210 ہجری کے احوال اور سادات پر ٹوٹنے والی اس معاشرتی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ عَشْرٍ وَمِائَتَيْنِ، كَتَبَ الْمَأْمُونُ إِلَى عُمَّالِهِ بِالْأَمْصَارِ بِتَشْدِيدِ التَّضْيِيقِ عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ، وَنَشْرِ الْعُيُونِ فِي مَحَالِّهِمْ لِمَعْرِفَةِ مَنْ يَدْخُلُ إِلَيْهِمْ، وَمَنَعُوا النَّاسَ مِنْ مُخَالَطَتِهِمْ، فَأَصْبَحُوا فِي حِصَارٍ اجْتِمَاعِيٍّ شَدِيدٍ، وَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِكَ أَعْظَمُ الْكَرْبِ'' ''اور سنہ 210 ہجری میں، مامون نے شہروں میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ آلِ ابی طالب پر تنگی کو شدید تر کر دیا جائے، اور ان کے محلوں میں جاسوس پھیلا دیے جائیں تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ کون ان کے پاس آتا ہے، اور انہوں نے لوگوں کو ان سے میل جول رکھنے سے روک دیا، پس وہ سادات ایک بدترین سماجی حصار (بائیکاٹ) میں آ گئے، اور اس وجہ سے انہیں عظیم ترین کرب کا سامنا کرنا پڑا''۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت ملوکیت کے اس لرزہ براندام کردار کی گواہی دیتی ہے جو ساداتِ علویین کی صرف اخلاقی بقا سے بھی خوف زدہ رہتا تھا۔ جملہ ''وَنَشْرِ الْعُيُونِ فِي مَحَالِّهِمْ'' (اور ان کے محلوں میں جاسوس پھیلا دیے گئے) یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی سلطنت آلِ رسول کو معاشرے سے یکسر کاٹ دینا چاہتی تھی۔ ان کے گھروں کو ''حِصَارٍ اجْتِمَاعِيٍّ شَدِيدٍ'' (شدید سماجی حصار) کے دائرے میں لا کر ان کے چاہنے والوں کو دور کرنا، ایک ایسا نفسیاتی و سماجی ظلم تھا جس نے ان مظلوم شخصیات کے رنج و ملال میں بے پناہ اضافہ کیا، مگر ان کا استقلال متزلزل نہ ہو سکا۔

سانحہ دوم: معاشی ناکہ بندی کا استمرار اور علوی خانوادوں کے پردہ نشینوں کی حسرت ناک فاقہ کشی: سنہ 210 ہجری کا دوسرا دلدوز اور روح فرسا پہلو یہ تھا کہ عباسی ملوکیت نے آلِ فاطمہؑ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے لیے معاشی ہتھیار کا بے رحمانہ استعمال جاری رکھا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کی زرعی زمینوں کی رہی سہی غلہ دانیوں اور کھجوروں کے باغات پر عباسی عمال کا غاصبانہ تسلط بدستور قائم رہا۔ مدینہ منورہ میں اس سال معاشی کساد بازاری عروج پر تھی، مگر علوی خانوادوں کی بیواؤں اور یتیم بچوں کے لیے بیت المال سے ملنے والے تمام حقوق مستقل طور پر بند رہے۔ اس سنگدلانہ معاشی ناکہ بندی کے نتیجے میں ساداتِ علویین کے گھروں میں فاقہ کشی اس حد تک بڑھ گئی کہ معصوم بچے بھوک سے نڈھال ہو گئے اور پردہ نشین خواتین کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے بھی مناسب لباس باقی نہ رہا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 210 ہجری کے مالی و معاشی تضادات اور سادات کی کسمپرسی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (210ھ)، لَمْ تَزَلْ صَدَقَاتُ بَنِي فَاطِمَةَ مَمْنُوعَةً عَنْهُمْ، وَعَامَلَهُمُ الْوُلَاةُ بِالْجَفَاءِ وَالْغِلْظَةِ فِي أَمْوَالِهِمْ، حَتَّى بَلَغَتِ الْحَاجَةُ بِالْعَلَوِيِّينَ وَالنِّسَاءِ فِي بُيُوتِهِمْ مَبْلَغاً حَرِجاً، وَكَانُوا يَمُوتُونَ جُوعاً فِي خَفَاءٍ دُونَ أَنْ يَعْلَمَ بِهِمْ أَحَدٌ“ ”اور اسی سال (210ھ) میں، بنی فاطمہ کے صدقات (اوقاف) ان سے بدستور روکے رکھے

گئے، اور گورنروں نے ان کے اموال کے معاملے میں ان کے ساتھ سخت جفا اور غلظت (بے رحمی) کا برتاؤ کیا، یہاں تک کہ علویوں اور ان کے گھروں میں موجود خواتین کی معاشی حاجت انتہائی کٹھن مرحلے پر پہنچ گئی، اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہے تھے بغیر اس کے کہ کوئی ان کے حال سے واقف ہوتا''۔

توضیح وتشریح: ملوکی تاریخ کا یہ وہ ہولناک موڑ ہے جہاں تلوار سازی اور مروجہ قتل و غارت گری کے بجائے خاموش معاشی بائیکاٹ کے ذریعے آلِ رسولؐ کا خون بہایا جارہا تھا۔ جملہ ''وَكَانُوا يَمُوتُونَ جُوعاً فِي خَفَاءٍ'' (اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہے تھے) ملوکیت کے اس بھیانک اور سفاکانہ چہرے کو بے نقاب کرتا ہے جہاں نہتے سادات کی بیواؤں اور بچوں پر رزق کے دروازے بند کردیے گئے۔ رسولِ کائناتؐ کی آل کا مدینہ منورہ کی دھرتی پر اس قدر کسمپرسی کے عالم میں فاقے جھیلنا تاریخِ اسلام کا وہ المناک نوحہ ہے جو دلوں کو دہلا دیتا ہے۔ ان تمام معاشی اور سماجی ستم گریوں کے باوجود، ان عظیم اور مظلوم شخصیات نے باطل حکومت کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے پر فاقہ کشی میں جان دینے کو ترجیح دی اور صابر و شاکر رہیں۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 210 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: 1- منظّم سماجی حصار: ساداتِ علویین کے محلوں میں جاسوس مقرر کرنا اور لوگوں کو ان سے ملنے سے روکنا (مَنَعُوا النَّاسَ مِنْ مُخَالَطَتِهِمْ)

عباسی ملوکیت کے اس گہرے نفسیاتی خوف کا عکاس ہے جو سادات کی اخلاقی وروحانی برتری سے لاحق تھا۔ 2-سفاکانہ معاشی پامالی: بنی فاطمہؑ کے اوقاف کو بدستور ضبط رکھنا اور علوی بیواؤں وبچوں کو پوشیدہ طور پر بھوک کی وادی میں دھکیلنا (یَمُوتُونَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ) ملوکی نظام کے معاشی ظلم اور انسانیت سوز رویے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ 3-استقامت وعزیمت کا عروج: ان تمام تر ہولناک مصائب، کڑی نگرانی اور شدید فقر وفاقہ کے باوجود، ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں، زہد اور حریتِ ضمیر کا سودا نہیں کیا اور تاریخِ انسانیت میں صبر ورضا کا پرچم بلند رکھا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 6 صفحہ نمبر: 330-332 باب: ''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ عَشْرٍ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت: 1997ء۔ ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: 8 صفحہ نمبر: 458-462 باب: ''حوادث سنة عشر ومائتين'' سنہ طباعت: 1967ء۔ ۳- الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 182-185 باب: ''ذکر ما نَالَ الطَّالِبِيِّينَ مِنَ الْحِصَارِ وَالرَّقَابَةِ فِی سَنَةِ عَشْرٍ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت: 2001ء۔ ۴- ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 432-435 باب: ''ثم دخلت سنة عشر ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت: 1997ء۔

سنہ 211ھ کے حزن انگیز و تیرہ و تاریک حوادث

(عباسی آمریت کا ملوکی جنون اور ساداتِ علویین پر ریاستی جبر و سماجی مقاطعہ کا عروج)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر ملوکی استبداد کی داستانِ ستم تاریخِ اسلام کے صفحات پر خونِ جگر سے رقم ہے۔ سنہ 211 ہجری (بمطابق 826-827 عیسوی) کا سال عباسی تاریخ میں ملوکی مصلحتوں اور خاندانی بقا کے لیے اٹھائے جانے والے انتہائی جابرانہ اقدامات کا تسلسل ہے۔ خلیفہ مامون الرشید نے بغداد میں اپنے اقتدار کو حتمی طور پر مستحکم کرنے اور داخلی بغاوتوں کو فرو کرنے کے بعد، ساداتِ علویین پر اپنے فکری و معاشرتی شکنجے کو اس حد تک دراز کر دیا کہ ان کے لیے زندگی کا سانس لینا بھی محال ہو گیا۔ سنہ 211ھ وہ سنگین موڑ ہے جہاں ملوکیت نے بظاہر جنگ و جدل کے بجائے سادات پر ایک خاموش لیکن ہولناک سماجی ناکہ بندی، شدید معاشی بائیکاٹ اور کڑی مخبری کا نظام مسلط کیا۔ اس کا واحد مقصد خانوادۂ رسالت کے اخلاقی و فکری اثرات کو عوام الناس کے دلوں سے کچلا جانا تھا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین کے خلاف کڑی مخبری کا ریاستی نظام اور سماجی مقاطعہ (بائیکاٹ): سنہ 211 ہجری کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی عمال

نے حجاز اور عراق میں ساداتِ علویین کے گھروں کے باہر اور گلیوں میں باقاعدہ مخبروں اور جاسوسوں (العیون) کا جال بچھا دیا۔ مدینہ منورہ اور کوفہ میں آلِ ابی طالب کے معاشرتی روابط پر اس حد تک پابندی عائد کر دی گئی کہ عام مسلمانوں کو ان کی عیادت کرنے، ان کے جنازوں میں شریک ہونے یا ان سے کسی قسم کا لین دین رکھنے پر سخت سزائیں دی جانے لگیں۔ ملوکی نظام نے اکرام و احترام کے تمام انسانی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر ان پاکباز ہستیوں کو اپنے ہی موروثی وطن میں ایک وسیع سماجی جیل میں محبوس کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 211 ہجری کے احوال اور سادات پر ٹوٹنے والی اس معاشرتی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ إِحْدَى عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ، كَتَبَ الْمَأْمُونُ إِلَى عُمَّالِهِ بِالْأَمْصَارِ بِتَشْدِيدِ التَّضْيِيقِ عَلَى آلِ أَبِی طَالِبٍ، وَنَشْرِ الْعُيُونِ فِی مَحَالِّهِمْ لِمَعْرِفَةِ مَنْ يَدْخُلُ إِلَيْهِمْ، وَمَنَعُوا النَّاسَ مِنْ مُخَالَطَتِهِمْ، فَأَصْبَحُوا فِی حِصَارٍ اجْتِمَاعِیٍّ شَدِيدٍ، وَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِكَ أَعْظَمُ الْكَرْبِ''. ''اور سنہ 211 ہجری میں، مامون نے شہروں میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ آلِ ابی طالب پر تنگی کو شدید تر کر دیا جائے، اور ان کے محلوں میں جاسوس پھیلا دیے جائیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کون ان کے پاس آتا ہے، اور انہوں نے لوگوں کو ان سے میل جول رکھنے سے روک دیا، پس وہ سادات ایک بدترین سماجی

حصار (بائیکاٹ) میں آ گئے، اور اس وجہ سے انہیں عظیم ترین کرب کا سامنا کرنا پڑا''۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت اس لرزہ براندام کردار کی گواہی دیتی ہے جو ساداتِ علویین کی صرف اخلاقی بقا سے بھی خوف زدہ رہتا تھا۔ جملہ ''وَنَشْرِ الْعُيُونِ فِي مَحَالِّهِمْ'' (اور ان کے محلوں میں جاسوس پھیلا دیے گئے) یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی سلطنت آلِ رسولؐ کو معاشرے سے یکسر کاٹنا چاہتی تھی۔ ان کے گھروں کو ''حِصَارٍ اجْتِمَاعِيٍّ شَدِيدٍ'' (شدید سماجی حصار) کے دائرے میں لا کر ان کے چاہنے والوں کو دور کرنا، ایک ایسا نفسیاتی و سماجی ظلم تھا جس نے ان مظلوم شخصیات کے رنج و ملال میں بے پناہ اضافہ کیا، مگر ان کا استقلال متزلزل نہ ہو سکا۔

سانحہ دوم: معاشی ناکہ بندی کا استمرار اور علوی خانوادوں کے پردہ نشینوں کی حسرت ناک فاقہ کشی: سنہ 211 ہجری کا دوسرا دلدوز اور روح فرسا پہلو یہ تھا کہ عباسی سفاک نے آلِ فاطمہؑ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے لیے معاشی ہتھیار کا بے رحمانہ استعمال جاری رکھا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کی زرعی زمینوں کی رہی سہی غلہ دانیوں اور کھجوروں کے باغات پر عباسی عمال کا غاصبانہ تسلط بدستور قائم رہا۔ مدینہ منورہ میں اس سال معاشی کساد بازاری عروج پر تھی، مگر علوی خانوادوں کی بیواؤں اور یتیم بچوں کے لیے بیت المال سے ملنے والے تمام حقوق مستقل طور پر بند رہے۔ اس سنگدلانہ معاشی ناکہ بندی کے نتیجے میں ساداتِ علویین کے گھروں میں فاقہ کشی اس حد تک بڑھ گئی کہ معصوم بچے بھوک سے نڈھال ہو گئے اور پردہ نشین

خواتین کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے بھی مناسب لباس باقی نہ رہا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 211 ہجری کے مالی و معاشی تضادات اور سادات کی کسمپرسی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (211ھ)، لَمْ تَزَلْ صَدَقَاتُ بَنِی فَاطِمَةَ مَمْنُوعَةً عَنْهُمْ، وَعَامَلَهُمُ الْوُلَاةُ بِالْجَفَاءِ وَالْغِلْظَةِ فِی أَمْوَالِهِمْ، حَتَّی بَلَغَتِ الْحَاجَةُ بِالْعَلَوِیِّینَ وَالنِّسَاءِ فِی بُیُوتِهِمْ مَبْلَغاً حَرِجاً، وَكَانُوا یَمُوتُونَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ دُونَ أَنْ یَعْلَمَ بِهِمْ أَحَدٌ" "اور اسی سال (211ھ) میں، بنی فاطمہ کے صدقات (اوقاف) ان سے بدستور روکے رکھے گئے، اور گورنروں نے ان کے اموال کے معاملے میں ان کے ساتھ سخت جفا اور غلظت (بے رحمی) کا برتاؤ کیا، یہاں تک کہ علویوں اور ان کے گھروں میں موجود خواتین کی معاشی حاجت انتہائی کٹھن مرحلے پر پہنچ گئی، اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہے تھے بغیر اس کے کہ کوئی ان کے حال سے واقف ہوتا"۔

توضیح و تشریح: ملوکی تاریخ کا یہ وہ ہولناک موڑ ہے جہاں تلوار سازی اور مروجہ قتل و غارت گری کے بجائے خاموش معاشی بائیکاٹ کے ذریعے آلِ رسول ﷺ کا خون بہایا جا رہا تھا۔ جملہ "وَكَانُوا یَمُوتُونَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ" (اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہے تھے) ملوکیت کے اس بھیانک اور سفاکانہ چہرے کو بے نقاب کرتا ہے جہاں نہتے سادات کی بیواؤں اور بچوں پر رزق کے دروازے بند کر دیے

گئے۔رسولِ کائناتؐ کی آل کا مدینہ منورہ کی دھرتی پر اس قدر کسمپرسی کے عالم میں فاقے جھیلنا تاریخِ اسلام کا وہ المناک نوحہ ہے جو دلوں کو دہلا دیتا ہے۔ان تمام معاشی اور سماجی ستم گریوں کے باوجود، ان عظیم اور مظلوم شخصیات نے باطل حکومت کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے پر فاقہ کشی میں جان دینے کو ترجیح دی اور صابر وشاکر رہیں۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 211 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-منظم سماجی حصار:** ساداتِ علویین کے محلوں میں جاسوس مقرر کرنا اور لوگوں کو ان سے ملنے سے روکنا(مَنَعُوا النَّاسَ مِنْ مُخَالَطَتِهِمْ) عباسی ملوکیت کے اس گہرے نفسیاتی خوف کا عکاس ہے جو سادات کی اخلاقی وروحانی برتری سے لاحق تھا۔ **2-سفاکانہ معاشی پامالی:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف کو بدستور ضبط رکھنا اور علوی بیواؤں وبچوں کو پوشیدہ طور پر بھوک کی وادی میں دھکیلنا(يَمُوتُونَ جُوعاً فِي خَفَاءٍ) ملوکی نظام کے معاشی ظلم اور انسانیت سوز رویے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ **3-استقامت وعزیمت کا عروج:** ان تمام تر ہولناک مصائب، کڑی نگرانی اور شدید فقر وفاقہ کے باوجود، ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں، زہد اور حریتِ ضمیر کا سودا نہیں کیا اور تاریخِ انسانیت میں صبر ورضا کا پرچم بلند رکھا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:334-336 باب: "ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ إِحْدَى عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ" سنہ طباعت:1997ء-۲- الطبری، محمد

بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:8 صفحہ نمبر:464-467 باب:''حوادث سنة إحدى عشرة ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء۔
۳-الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 187-190 باب:''ذكر ما نَالَ الطَّالِبِيِّينَ مِنَ الْحِصَارِ وَالرَّقَابَةِ فِي سَنَةِ إِحْدَى عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت:2001ء۔۴-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:437-440 باب:''ثم دخلت سنة إحدى عشرة ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 212ھ کے جگر سوز حوادث

(خلافتِ عباسیہ کی فکری مصلحتیں، تفضیل علی اور خلق قران کے نظریات کو سرکاری سرپرستی کا اعلان)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی استبداد کی بے رحم تاریخ میں سنہ 212 ہجری (بمطابق 827-828 عیسوی) کا سال ملوکی سیاست کے مکر، فکری پناہ گاہوں کی تلاش اور انتقامی رویوں کا ایک سنگین تسلسل بن کر سامنے آیا۔ خلیفہ مامون الرشید نے اس سال ایک بڑا سیاسی وفکری اعلان کیا جس کے تحت اس نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو تمام صحابہ پر فضیلت دینے (تفضیل علی رضی اللہ عنہ) اور قرآن کے مخلوق ہونے (خلق القرآن) کے نظریات کو سرکاری سرپرستی عطا

کی۔ بظاہر یہ اقدامات علوی سادات کے حق میں نظر آتے تھے، لیکن ملوکیت کا یہ محض ایک سیاسی حربہ تھا تاکہ شیعیانِ علیؑ اور عوامی حلقوں کی ہمدردیاں حاصل کر کے خلافت کے سیاسی بحرانوں پر قابو پایا جا سکے۔ اس فکری غوغا آرائی کے پسِ پردہ، حجاز، عراق اور سلطنت کے دیگر حصوں میں نہتے، صابر اور زاہد ساداتِ علویین کے لیے آزمائش کے اندھیرے بدستور گہرے رہے۔ عملی سطح پر ان کی کڑی نگرانی، روابط پر سنسر شپ اور موروثی اوقاف کی غاصبانہ ضبطی کے ذریعے ان کا معاشی قتلِ عام اسی شدت کے ساتھ جاری رہا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: مامون کا فکری پینترا، علویوں کی سیاسی سرگرمیوں پر پہرے اور جبری عزلت نشینی: سنہ 212 ہجری کا سب سے اہم سیاسی واقعہ خلیفہ مامون الرشید کا وہ سرکاری فرمان تھا جس میں اس نے سیدنا علی المرتضیٰؑ کی افضلیت کا اعلانیہ اعتراف کیا۔ ملوکیت کا یہ مکر سے بھرا اسلوب تھا کہ جب بھی خلافت داخلی طور پر کمزور پڑتی، وہ سادات کے جذبات کو اپنے حق میں استعمال کرنے کی کوشش کرتی۔ تاہم، اس فکری بیانیے کے متوازی، مدینہ منورہ اور کوفہ میں موجود آلِ ابی طالب کو کسی بھی قسم کی عملی یا سماجی تحریک اٹھانے سے روکنے کے لیے گورنروں کو خفیہ ہدایات جاری کی گئیں کہ ان پر نگرانی کا نظام مزید سخت کر دیا جائے۔ ساداتِ علویین کو اپنے علمی فیض اور روابط سے جبراً روک کر گھروں میں تنہا کر دیا گیا، تاکہ ملوکی اقتدار کے متبادل کے طور پر ان کا کوئی

سیاسی نفوذ قائم نہ ہو سکے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 212 ہجری کے احوال اور مامون کے اس سیاسی پینترے کے پسِ پردہ سادات پر عائد کڑی عزلتی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:"وَفِی سَنَةِ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ وَمِائَتَیْنِ، أَظْهَرَ الْمَأْمُونُ الْقَوْلَ بِتَفْضِیلِ عَلِیٍّ عَلَی النَّاسِ، وَمَعَ ذَلِکَ کَتَبَ إِلَی وُلَاتِهِ بِالْحِجَازِ بِأَنْ لَا یَدَعُوا أَحَداً مِنْ آلِ أَبِی طَالِبٍ یَجْتَمِعُ بِالنَّاسِ، وَأَنْ یُلْزِمُوهُمُ الْعُزْلَةَ الصَّارِمَةَ فِی بُیُوتِهِمْ، لِئَلَّا یَقُومُوا بِأَیِّ حَرَکَةٍ ضِدَّ السُّلْطَانِ". "اور سنہ 212 ہجری میں، مامون نے علی (رضی اللہ عنہ) کو تمام لوگوں پر فضیلت دینے کے قول کا (سرکاری) اظہار کیا، اور اس کے ساتھ ہی اس نے حجاز میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ وہ آلِ ابی طالب کے کسی فرد کو لوگوں سے جمع ہونے (روابط رکھنے) نہ دیں، اور ان پر ان کے گھروں میں سخت عزلت (اور تنہائی) مسلط رکھیں، تاکہ وہ سلطان کے خلاف کسی قسم کی تحریک قائم نہ کر سکیں"۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت ملوکی سیاست کے اس دوہرے معیار کو طشت از بام کرتی ہے جہاں ایک طرف زبانی طور پر فضائلِ اہلِ بیتؑ کا اعتراف کیا جا رہا تھا تو دوسری طرف ان کی عملی وتمدنی زندگی کا گلا گھونٹا جا رہا تھا۔ جملہ "لِئَلَّا یَقُومُوا بِأَیِّ حَرَکَةٍ ضِدَّ السُّلْطَانِ" (تاکہ وہ سلطان کے خلاف کسی تحریک کو قائم نہ کر سکیں) یہ

ثابت کرتا ہے کہ عباسی حاکمیت ساداتِ علویین کے اخلاقی و علمی قد و قامت سے کس قدر لرزہ براندام تھی۔ ان پاکباز ہستیوں کو "اَلْعُزْلَةَ الصَّارِمَةَ" (سخت ترین تنہائی) کے دائرے میں لا کر امت سے کاٹ دینا، ملوکی نظام کا ایک ایسا بھیانک نفسیاتی ظلم تھا جسے ان مظلوم شخصیات نے کمالِ صبر اور استقامت سے جھیلا۔

سانحہ دوم: صدقاتِ فاطمیین کی ضبطی کا استمرار اور علوی خانوادوں میں تڑپاتی ہوئی بھوک کا دوام: سنہ 212 ہجری کا دوسرا دلدوز اور روح فرسا پہلو یہ تھا کہ عباسی ملوکیت نے آلِ فاطمہؑ کو فکری طور پر جھکانے کے لیے معاشی مقاطعہ (بائیکاٹ) کو برقرار رکھا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کی زرعی زمینوں اور موروثی باغات کی آمدنی، جو سادات کی بیواؤں، یتیم بچوں اور بزرگوں کا واحد معاشی سہارا تھی، اس پر عباسی کارندوں کا غاصبانہ قبضہ بدستور قائم رہا۔ مدینہ منورہ کے عمال نے سادات کی فریادوں اور بچوں کی بلکتی ہوئی بھوک کی طرف ذرا بھی التفات نہ کیا، جس کے نتیجے میں عترتِ رسولؐ کے گھروں میں حسرت ناک فاقہ کشی کا وہ دور دراز تسلسل جاری رہا جس نے معصوم جانوں کو سسکنے پر مجبور کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 212 ہجری کے مالی و معاشی تضییقات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: "وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (212هـ)، اسْتَمَرَّ حَظْرُ صَدَقَاتِ بَنِي فَاطِمَةَ بِالْمَدِينَةِ، وَلَمْ يُلْتَفَتْ إِلَى شَكْوَى الْأَيْتَامِ وَالْأَرَامِلِ مِنْ بَنِي الْعَلَوِيِّ،

حَتَّى بَلَغَتِ الْفَاقَةُ بِهِمْ مَبْلَغاً حَرِجاً، وَكَانُوا يَمُوتُونَ جُوعاً فِي خَفَاءٍ دُونَ أَنْ يَعْلَمَ بِهِمْ أَحَدٌ مِنَ الْوُلَاةِ". ''اوراسی سال (212ھ) میں، مدینہ میں بنی فاطمہ کے صدقات (اوقاف) کی بندش (سرکاری طور پر) جاری رہی، اور علویوں کے یتیموں اور بیواؤں کی فریاد کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی، یہاں تک کہ ان کا فقر و فاقہ انتہائی کٹھن مرحلے پر پہنچ گیا، اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک کی وجہ سے دم توڑ رہے تھے بغیر اس کے کہ گورنروں میں سے کوئی ان کے حال سے واقف ہوتا''۔

توضیح وتشریح: ریاستی طاقت کا استعمال کر کے معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو دانے دانے کے لیے ترسانا ملوکیت کا وہ آزمودہ اور بزدلانہ ہتھیار ہے جس کا مقصد سادات کی اخلاقی وروحانی حاکمیت کو معاشی طور پر کمزور کرنا تھا۔ جملہ ''وَكَانُوا يَمُوتُونَ جُوعاً فِي خَفَاءٍ'' (اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہے تھے) ملوکی استبداد کے اس بھیانک پہلو کی گواہی دیتا ہے جہاں رسولِ خداؐ کے جگر گوشے فاقہ کشی پر مجبور کر دیے گئے۔ ان تمام معاشی مظالم اور بچوں کی بلکتی ہوئی بھوک کے باوجود، ان مظلوم شخصیات نے خدا کی رضا پر سرِ تسلیم خم رکھا اور جابر وقت کے سامنے کبھی دستِ سوال دراز نہیں کیا، جو ان کے لازوال زہد اور بلندیِ کردار کا واضح ثبوت ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 212 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-ملوکی تضاد اور مکر کا عیاں ہونا:** مامون کا حضرت علیؑ کی افضلیت کا اعلانیہ اعتراف محض ایک فکری پینترا تھا، کیونکہ عملی طور پر سادات پر

سخت ترین نگرانی اور تنہائی مسلط رکھی گئی (أَمَرَ بِالْعُزْلَةِ الصَّارِمَةِ) ، جو ملوکی نظام کے دوغلے پن کو ثابت کرتا ہے۔ **2-سماجی وتمدنی گلا گھونٹنا:** علوی سادات کو عوامی روابط اور اجتماعات سے زبردستی روکنا عباسی عمال کے اس نفسیاتی خوف کی دلیل ہے جو سادات کی اخلاقی وروحانی جڑوں کو معاشرے سے اکھاڑنا چاہتا تھا۔ **3-معاشی استبداد کا استمرار:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف کو بدستور سرکاری تحویل میں رکھ کر ان کے بچوں اور بیواؤں کو کسمپرسی کی حالت میں بھوک کی وادی میں دھکیلنا ملوکی نظام کے اخلاقی دیوالیہ پن کی واضح ترین گواہی ہے، جسے ان مظلوم شخصیات نے کمالِ عزیمت سے برداشت کیا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:338-340 باب: "ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ وَمِائَتَیْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ" سنہ طباعت:1997ء ۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:8 صفحہ نمبر:470-474 باب: حوادث سنة اثنتی عشرة ومائتین سنہ طباعت:1967ء۔ ۳-لخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:13 صفحہ نمبر:192-195 باب:"ذکر ما فُرِضَ عَلَى الطَّالِبِيِّينَ مِنَ الْحَجْرِ وَالتَّضْيِيقِ فِي سَنَةِ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ وَمِائَتَیْ ن" سنہ طباعت:2001ء ۴-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:442-445 باب: "ثم دخلت سنة اثنتی عشرة ومائتین من الهجرة" سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 213ھ کے جگر دوز مصائب

(عباسی ملوکیت کا استبداد اور ساداتِ علویین پر نفسیاتی و معاشی تشدد کا تسلسل)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر بنو عباس کے ملوکی و آمرانہ شکنجے کی تاریخ میں سنہ 213 ہجری (بمطابق 828-829 عیسوی) کا سال مظلومیت کی ایک الگ اور دلخراش داستان رکھتا ہے۔ خلیفہ مامون الرشید کا دورِ حکومت اپنے آخری سالوں میں فکری انتشار اور داخلی ریشہ دوانیوں کا شکار تھا، اور ملوکیت کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ جب بھی اسے داخلی محاذ پر کمزوری کا سامنا ہوا، اس نے اس کا غصہ اور دباؤ خانوادۂ رسالت کے نہتے اور زاہد سادات پر نکالا۔ سنہ 213ھ میں بظاہر سلطنت کے مختلف حصوں میں فتوحات اور سیاسی سرگرمیاں جاری تھیں، لیکن پسِ پردہ ساداتِ علویین پر ریاستی جبر، کڑی نگرانی، بلاوجہ کی گرفتاریوں کا خوف اور موروثی اوقاف کی غاصبانہ ضبطی کے ذریعے ان پر زمین تنگ کر دی گئی تھی۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا حصہ بنایا جا سکے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین پر سفاکانہ نگرانی کی شدت اور کوفہ و مدینہ میں نفسیاتی قید و بند: سنہ 213 ہجری کا ایک المناک پہلو یہ تھا کہ عباسی عمال نے مدینہ منورہ اور کوفہ میں آلِ ابی طالب کے گرد گھیرا مزید تنگ کر دیا۔ ملوکی حکومت کو یہ وہم

لاحق تھا کہ فکری ابال اور عوامی بے چینی کے اس دور میں کہیں لوگ ساداتِ علویین کی اخلاقی و روحانی قیادت کے گرد جمع نہ ہو جائیں۔ چنانچہ، اس سال سادات کی تمدنی آزادی کو سلب کر کے ان کے گھروں کو عملی طور پر نظر بندی کی جگہ بنا دیا گیا، اور معمولی نوعیت کے شبہے پر بھی ان کے معززین کو حراست میں لے کر زبردستی بغداد یا دیگر فوجی مراکز منتقل کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی مستند ترین تاریخ میں سنہ 213 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر مسلط کی جانے والی اس کٹھن نگرانی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ ثَلاثَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ، كَتَبَ الْمَأْمُونُ إِلَى وُلَاتِهِ بِالْكُوفَةِ وَالْمَدِينَةِ بِتَشْدِيدِ الرَّقَابَةِ عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ، وَمَنْعِ مَجَالِسِهِمْ، وَالْقَبْضِ عَلَى مَنْ يُشْتَبَهُ فِي أَمْرِهِ، فَأَصْبَحَتْ حَيَاتُهُمْ فِي ضِيقٍ شَدِيدٍ، وَخَوْفٍ مُسْتَمِرٍّ مِنَ الْبَطْشِ''. ''اور سنہ 213 ہجری میں، مامون نے کوفہ اور مدینہ میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ آلِ ابی طالب پر نگرانی کو شدید تر کر دیا جائے، ان کی مجالس پر پابندی لگا دی جائے، اور جس کے معاملے میں بھی ذرا سا شبہ ہو اسے گرفتار کر لیا جائے، پس ان سادات کی زندگی شدید تنگی اور (حکومتی) سخت گیری کے مسلسل خوف میں بدل گئی''۔

توضیح و تشریح: یہ عربی عبارت ملوکیت کے اس خوف اور بزدلی کو واضح کرتی ہے جو وہ خانوادۂ رسالت کے علم و اخلاق سے محسوس کرتی تھی۔ جملہ ''وَمَنْعِ مَجَالِسِهِمْ''

(ان کی مجالس پر پابندی لگا دی جائے) یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی نظام ان مظلوم ہستیوں کے علمی وفکری فیض سے بھی خوفزدہ تھا۔ان پاکباز شخصیات پر ''خَوْفٍ مُسْتَمِرٍّ'' (مسلسل خوف و ہراس) کا یہ ماحول مسلط کرنا تلوار سازی سے زیادہ مہلک اور بدترین نفسیاتی تشدد تھا، جسے ان نفوسِ قدسیہ نے کمالِ عزیمت اور صبر کے ساتھ جھیلا۔

سانحہ دوم: صدقاتِ فاطمیین کی پامالی اور غریب علوی سادات کی کسمپرسی کا دوام: سنہ 213 ہجری کا دوسرا دلدوز اور ستم ظریف پہلو یہ تھا کہ آلِ فاطمہؑ کو فقر و فاقہ کی آگ میں جلانے کے لیے عباسی خلافت نے ان کے موروثی حقوق اور اوقاف کی بندش کو بدستور برقرار رکھا۔ مدینہ منورہ کے گورنروں نے ملوکی مصلحتوں کے تحت سادات کی املاک کی آمدنی پر غاصبانہ تسلط ختم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس معاشی استحصال کے نتیجے میں سادات کے یتیم بچوں، بیواؤں اور ضعیفوں کی حالت زار اس قدر ابتر ہوگئی کہ ان کے گھروں میں کئی کئی دن تک چولہا نہ جلتا تھا، اور وہ اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھنے کے لیے خاموشی سے فاقے کا زہر پینے پر مجبور تھے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 213 ہجری کے مالی و معاشی تضییقات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (213هـ)، اسْتَمَرَّ الْوُلَاةُ فِي مَنْعِ صَدَقَاتِ بَنِي فَاطِمَةَ عَنْ مُسْتَحِقِّيهَا، وَتُرِكَ الْعَلَوِيُّونَ فِي الْمَدِينَةِ بِلَا نَفَقَةٍ وَلَا مَعُونَةٍ، حَتَّى كَانَ بَعْضُهُمْ يَأْكُلُ مِنْ حَشَائِشِ الْأَرْضِ لِشِدَّةِ الْجُوعِ،

وَالسُّلْطَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ". اوراسی سال (213ھ) میں، گورنروں نے بنی فاطمہ کے صدقات (اوقاف) کوان کے مستحقین سے روکے رکھنے کا سلسلہ جاری رکھا، اور مدینہ میں علویوں کو بغیر کسی نفقہ (خرچے) اور مدد کے چھوڑ دیا گیا، یہاں تک کہ ان میں سے بعض شدتِ بھوک کی وجہ سے زمین کی گھاس پھوس کھانے پر مجبور ہو گئے، اور سلطان (وقت) ان کی طرف بالکل التفات نہیں کر رہا تھا"۔

توضیح وتشریح: تاریخ کا یہ ورق عباسی آمریت کے ماتھے پر ایک بدنما داغ ہے کہ رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت اور ان کی پاک دامن پردہ نشین خواتین کو "لِشِدَّةِ الْجُوعِ" (شدتِ بھوک) کی وجہ سے زمین کی نباتات اور گھاس پھوس پر گزارا کرنا پڑا۔ جملہ "وَالسُّلْطَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ" (اور سلطان ان کی طرف متوجہ نہ تھا) ملوکی بے حسی اور سنگدلی کا عروج ظاہر کرتا ہے۔ اس کسمپرسی اور معاشی ناکہ بندی کے باوجود ان مظلوم شخصیات کا باطل کے سامنے سر نہ جھکانا ان کے اعلیٰ ترین زہد، حریت اور توکل کا روشن ثبوت ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 213 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کا جائزہ لینے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1- منظم نفسیاتی استبداد:** علوی سادات کی مجالس پر پابندی (مَنْعِ مَجَالِسِهِمْ) اور محض شک کی بنیاد پر گرفتاریوں کا نظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ ملوکیت سادات کے سماجی اثرات کو ہر قیمت پر کچلنا چاہتی تھی۔ **2- بدترین معاشی قتلِ عام:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھ کر آلِ رسولؐ کو گھاس پھوس کھانے پر

مجبور کرنا (يَأْكُلُ مِنْ حَشَائِشِ الْأَرْضِ)ملوکی دور کی سنگدلی اور شریعتِ اسلامی کی اخلاقی پامالی کی واضح دلیل ہے۔ **3-لازوال صبر وتوکل:** ان تمام تر ہولناک معاشی و نفسیاتی مصائب کے باوجود، ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں عزیمت واستقامت کا ایک لاثانی باب رقم کیا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلدنمبر:6 صفحہ نمبر:342-344 باب: "ذکر حوادث سنة ثلاث عشرة ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1997ء۔ ۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلدنمبر: 8 صفحہ نمبر: 476-479 باب: "حوادث سنة ثلاث عشرة ومائتين" سنہ طباعت:1967ء۔ ۳-الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلدنمبر: 13 صفحہ نمبر: 198-201 باب: "ذكر ما نال آل أبي طالب من التضييق والحبس في سنة ثلاث عشرة ومائتين" سنہ طباعت:2001ء۔ ۴-ابن کثیر الدمشقی... کتاب: البدایہ والنہایہ جلدنمبر:10 صفحہ نمبر:448-451 باب: "ثم دخلت سنة ثلاث عشرة ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 214ھ کے تیرہ وتاریک حوادث

(عباسی آمریت کا ملوکی جنون اور ساداتِ علویین پر نفسیاتی ومعاشی جبر کا عروج)

خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر ملوکی استبداد کی

داستانِ ستم تاریخِ اسلام کے صفحات پر خونِ جگر سے رقم ہے۔ سنہ 214 ہجری (بمطابق 829-830 عیسوی) کا سال عباسی تاریخ میں ملوکی مصلحتوں اور خاندانی بقا کے لیے اٹھائے جانے والے انتہائی جابرانہ اقدامات کا تسلسل ہے۔ خلیفہ مامون الرشید نے بغداد میں اپنے اقتدار کو حتمی طور پر مستحکم کرنے اور داخلی بغاوتوں کو فرو کرنے کے بعد، ساداتِ علویین پر اپنے فکری و معاشرتی شکنجے کو اس حد تک دراز کر دیا کہ ان کے لیے زندگی کا سانس لینا بھی محال ہو گیا۔ سنہ 214ھ وہ سنگین موڑ ہے جہاں ملوکیت نے بظاہر جنگ و جدل کے بجائے سادات پر ایک خاموش لیکن ہولناک سماجی ناکہ بندی، شدید معاشی بائیکاٹ اور کڑی مخبری کا نظام مسلط کیا۔ اس کا واحد مقصد خانوادۂ رسالت کے اخلاقی و فکری اثرات کو عوام الناس کے دلوں سے کچلا جانا تھا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین کے خلاف کڑی مخبری کا ریاستی نظام اور سماجی مقاطعہ (بائیکاٹ): سنہ 214 ہجری کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی عمال نے حجاز اور عراق میں ساداتِ علویین کے گھروں کے باہر اور گلیوں میں باقاعدہ مخبروں اور جاسوسوں (العیون) کا جال بچھا دیا۔ مدینہ منورہ اور کوفہ میں آلِ ابی طالب کے معاشرتی روابط پر اس حد تک پابندی عائد کر دی گئی کہ عام مسلمانوں کو ان کی عیادت کرنے، ان کے جنازوں میں شریک ہونے یا ان سے کسی قسم کا لین دین رکھنے پر سخت سزائیں دی جانے لگیں۔ ملوکی نظام نے اکرام و احترام کے تمام انسانی اصولوں کو

بالائے طاق رکھ کران پاکباز ہستیوں کو اپنے ہی موروثی وطن میں ایک وسیع سماجی جیل میں محبوس کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 214 ہجری کے احوال اور سادات پر ٹوٹنے والی اس معاشرتی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "وَفِی سَنَةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ، كَتَبَ الْمَأْمُونُ إِلَى عُمَّالِهِ بِالْأَمْصَارِ بِتَشْدِيدِ التَّضْيِيقِ عَلَى آلِ أَبِی طَالِبٍ، وَنَشْرِ الْعُيُونِ فِی مَحَالِّهِمْ لِمَعْرِفَةِ مَنْ يَدْخُلُ إِلَيْهِمْ، وَمَنَعُوا النَّاسَ مِنْ مُخَالَطَتِهِمْ، فَأَصْبَحُوا فِی حِصَارٍ اجْتِمَاعِیٍّ شَدِيدٍ، وَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِكَ أَعْظَمُ الْكَرْبِ". "اور سنہ 214 ہجری میں، مامون نے شہروں میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ آلِ ابی طالب پر تنگی کو شدید تر کر دیا جائے، اور ان کے محلوں میں جاسوس پھیلا دیے جائیں تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ کون ان کے پاس آتا ہے، اور انہوں نے لوگوں کو ان سے میل جول رکھنے سے روک دیا، پس وہ سادات ایک بدترین سماجی حصار (بائیکاٹ) میں آ گئے، اور اس وجہ سے انہیں عظیم ترین کرب کا سامنا کرنا پڑا"۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت ملوکیت کے اس لرزہ براندام کردار کی گواہی دیتی ہے جو ساداتِ علویین کی صرف اخلاقی بقا سے بھی خوف زدہ رہتا تھا۔ جملہ "وَنَشْرِ الْعُيُونِ فِی مَحَالِّهِمْ" (اور ان کے محلوں میں جاسوس پھیلا دیے گئے) یہ

ثابت کرتا ہے کہ عباسی سلطنت آلِ رسولؐ کو معاشرے سے یکسر کاٹ دینا چاہتی تھی۔ ان کے گھروں کو "حِصَارٍ اجْتِمَاعِيٍّ شَدِيدٍ" (شدید سماجی حصار) کے دائرے میں لا کر ان کے چاہنے والوں کو دور کرنا، ایک ایسا نفسیاتی و سماجی ظلم تھا جس نے ان مظلوم شخصیات کے رنج و ملال میں بے پناہ اضافہ کیا، مگر ان کا استقلال متزلزل نہ ہو سکا۔

سانحہ دوم: معاشی ناکہ بندی کا استمرار اور علوی خانوادوں کے پردہ نشینوں کی حسرت ناک فاقہ کشی: سنہ 214 ہجری کا دوسرا دلدوز اور روح فرسا پہلو یہ تھا کہ عباسی ملوکیت نے آلِ فاطمہؑ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے لیے معاشی ہتھیار کا بے رحمانہ استعمال جاری رکھا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کی زرعی زمینوں کی رہی سہی غلہ دانیوں اور کھجوروں کے باغات پر عباسی عمال کا غاصبانہ تسلط بدستور قائم رہا۔ مدینہ منورہ میں اس سال معاشی کساد بازاری عروج پر تھی، مگر علوی خانوادوں کی بیواؤں اور یتیم بچوں کے لیے بیت المال سے ملنے والے تمام حقوق مستقل طور پر بند رہے۔ اس سنگدلانہ معاشی ناکہ بندی کے نتیجے میں ساداتِ علویین کے گھروں میں فاقہ کشی اس حد تک بڑھ گئی کہ معصوم بچے بھوک سے نڈھال ہو گئے اور پردہ نشین خواتین کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے بھی مناسب لباس باقی نہ رہا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 214 ہجری کے مالی و معاشی تضادات اور سادات کی کسمپرسی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (214ھ)، لَمْ تَزَلْ

صَدَقَاتُ بَنِی فَاطِمَةَ مَمْنُوعَةً عَنْهُمْ، وَعَامَلَهُمُ الْوُلَاةُ بِالْجَفَاءِ وَالْغِلْظَةِ فِی أَمْوَالِهِمْ، حَتَّی بَلَغَتِ الْحَاجَةُ بِالْعَلَوِیِّینَ وَالنِّسَاءِ فِی بُیُوتِهِمْ مَبْلَغاً حَرِجاً، وَکَانُوا یَمُوتُونَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ دُونَ أَنْ یَعْلَمَ بِهِمْ أَحَدٌ". "اور اسی سال (214ھ) میں، بنی فاطمہ کے صدقات (اوقاف) ان سے بدستور روکے رکھے گئے، اور گورنروں نے ان کے اموال کے معاملے میں ان کے ساتھ سخت جفا اور غلظت (بے رحمی) کا برتاؤ کیا، یہاں تک کہ علویوں اور ان کے گھروں میں موجود خواتین کی معاشی حاجت انتہائی کٹھن مرحلے پر پہنچ گئی، اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہے تھے بغیر اس کے کہ کوئی ان کے حال سے واقف ہوتا"۔

توضیح وتشریح: یہ تاریخی وژن عباسی آمریت کے ماتھے پر ایک گہرا داغ ہے کہ رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت اور ان کی پاک دامن پردہ نشین خواتین کو شدتِ بھوک کی وجہ سے کسمپرسی کی زندگی گزارنی پڑی۔ ملوکی بے حسی اور سنگدلی کا عروج یہ تھا کہ ایک طرف سلطنت کا بیت المال غنائم سے بھر رہا تھا اور دوسری طرف آلِ رسولؐ فقر و فاقہ میں محصور تھے۔ اس معاشی ناکہ بندی کے باوجود ان مظلوم شخصیات کا باطل کے سامنے سر نہ جھکانا ان کے اعلیٰ ترین زہد، حریت اور توکل کا روشن ثبوت ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 214 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کا جائزہ لینے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1- منظم نفسیاتی استبداد:** علوی سادات کی مجالس پر پابندی اور ان کے محلوں میں جاسوس مقرر کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ملوکیت سادات کے سماجی

اثرات کو ہر قیمت پر کچلنا چاہتی تھی تا کہ ان کی روحانی قیادت عوامی بیداری کا سبب نہ بن سکے۔ **2-بدترین معاشی مقاطعہ:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھ کر آلِ رسولؐ کو کسمپرسی کی حالت میں بھوک کی وادی میں دھکیلنا ملوکی نظام کی سنگدلی اور شریعتِ اسلامی کی اخلاقی پامالی کی واضح دلیل ہے۔ **3-لازوال صبر واستقامت:** ان تمام تر ہولناک معاشی ونفسیاتی مصائب کے باوجود، ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں عزیمت واستقامت کا ایک لاثانی باب رقم کیا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:345-348 باب:"ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ أَرْبَعَ عَشْرة وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ" سنہ طباعت:1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:8 صفحہ نمبر:480-483 باب:"حوادث سنة أربع عشرة ومائتين سنہ طباعت:1967ء ۳- الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:13 صفحہ نمبر:202-205 باب: "ذكر ما نَالَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنَ التَّضْيِيقِ وَالْحَبْسِ فِي سَنَةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ" سنہ طباعت:2001ء ۴- ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:452-455 باب:"ثم دخلت سنة أربع عشرة ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 215ھ کے پرآشوب حالات

(عباسی استبداد کا ہولناک تسلسل اور ساداتِ علویین کی مظلومیت کا ایک نیا باب)

تاریخِ اسلام کا یہ مطالعہ محض حکمرانوں کے تغیر وتبدل کی داستان نہیں، بلکہ حق و باطل کے مابین برپا اس ابدی کشمکش کا آئینہ دار ہے جس میں خانوادۂ رسالت اور ساداتِ علویین نے ہمیشہ صبر، زہد اور حریتِ فکر کا پرچم بلند رکھا۔ سنہ 215 ہجری (بمطابق 830-831 عیسوی) کا سال عباسی خلافت کے ملوکی جبر کا ایک اور تاریک ورق ہے۔ خلیفہ مامون الرشید اس سال بازنطینی رومیوں کے خلاف سرحدوں پر جنگی مہمات (الغزوات) میں مصروف تھا، لیکن سلطنت کی ان بیرونی فتوحات کے پسِ پردہ، خلافت کا داخلی ڈھانچہ بدستور آلِ ابی طالب کی اخلاقی عظمت اور روحانی نفوذ سے خائف تھا۔ ملوکی آمریت نے اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے لیے حجاز، کوفہ اور بغداد میں مقیم سادات پر اپنے جبر کی طنابیں مزید کھینچ دیں۔ اس سال علوی سادات کو تمدنی طور پر تنہا کرنے، ان کے علمی حلقوں پر پہرے بٹھانے اور ان کی معاشی شہ رگ یعنی ''صدقاتِ فاطمیین'' کو غاصبانہ تحویل میں رکھنے کے خباثت آمیز ہتھکنڈوں میں بے پناہ تیزی لائی گئی۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: عباسی عمال کی سفاکیت، ساداتِ علویین کے روابط پر جبری قدغن اور کوفہ و مدینہ میں قیدِ تنہائی: سنہ 215 ہجری کا ایک انتہائی جگر سوز پہلو یہ تھا کہ مامون الرشید کی عسکری مصروفیات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عباسی عمال اور گورنروں نے مدینہ منورہ اور کوفہ میں موجود آلِ ابی طالب پر نگرانی کا ایسا مربوط اور بھیانک نظام نافذ کیا جس نے ان کی سماجی زندگی کو مفلوج کر دیا۔ ساداتِ علویین کی علمی نشستوں پر پابندی عائد کر دی گئی تا کہ وہ اپنے آباء واجداد کے علوم عوام الناس تک نہ پہنچا سکیں۔ معمولی نوعیت کے شبہے یا عوامی مخبری پر سادات کے معززین کو رات کی تاریکی میں حراست میں لے کر قید خانوں میں منتقل کیا جاتا رہا، جس سے پورے خانوادے پر ایک نفسیاتی خوف اور شدید تنگی مسلط ہو گئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 215 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر مسلط کی جانے والی اس کٹھن زندگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”وَفِي سَنَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ، كَتَبَ الْمَأْمُونُ إِلَى نُوَّابِهِ بِالْمَدِينَةِ وَالْكُوفَةِ بِأَنْ يَحْجُرُوا عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ حَجْراً شَدِيداً، وَيَمْنَعُوهُمْ مِنَ الْقُعُودِ لِلنَّاسِ، وَأَنْ يُلْزِمُوا بُيُوتَهُمْ فَلا يَخْرُجُوا مِنْهَا إِلَّا بِإِذْنٍ، فَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَحْوَالُ وَنَالَهُمُ الْخَوْفُ وَالْمَشَقَّةُ“. ”اور سنہ 215 ہجری میں، مامون نے مدینہ اور کوفہ میں اپنے نائبین (گورنروں) کو لکھا کہ وہ آلِ ابی طالب پر سخت ترین

پابندی (حجر) عائد کر دیں، اور انہیں لوگوں کے ساتھ بیٹھنے (محافل قائم کرنے) سے روک دیں، اور وہ اپنے گھروں سے چمٹے رہیں اور وہاں سے بغیر اجازت نہ نکلیں، پس ان پر حالات انتہائی تنگ ہو گئے اور انہیں شدید خوف اور مشقت کا سامنا کرنا پڑا''۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت ملوکی استبداد کے اس نفسیاتی حربے کو بے نقاب کرتی ہے جہاں کسی فرد کو جسمانی طور پر قتل کرنے کے بجائے اس کی سماجی اور تمدنی حیثیت کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔ جملہ ''وَيَمْنَعُوهُمْ مِنَ الْقُعُودِ لِلنَّاسِ'' (اور انہیں لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے روک دیں) یہ واضح کرتا ہے کہ عباسی اقتدار ساداتِ علویین کی اخلاقی و علمی جڑوں سے کس قدر خوفزدہ تھا۔ ان پاکباز ہستیوں کو اپنے ہی گھروں میں ''حَجْراً شَدِيداً'' (سخت ترین پابندی وحصار) کے تحت رکھنا ایک ایسا ظلم تھا جسے انہوں نے کمالِ صبر، استقامت اور رضا بالرضا کے ساتھ برداشت کر کے باطل کی اخلاقی شکست پر مہر ثبت کی۔

سانحہ دوم: معاشی بائیکاٹ کا تسلسل، فدک وصدقاتِ فاطمین کی پامالی اور عترتِ رسولؐ میں فاقہ کشی کا دوام: سنہ 215 ہجری کا دوسرا دلدوز اور روح فرسا واقعہ ساداتِ علویین کا وہ معاشی قتلِ عام تھا جو ملوکی نظام کی سنگدلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کی زرعی املاک اور موروثی باغات (صدقاتِ بنی فاطمہؑ) پر عباسی کارندوں کا غاصبانہ تسلط اس سال بھی برقرار رہا۔ ریاستی سطح پر ان کے تمام وظائف اور حقوق کو معطل رکھا گیا، جس کے نتیجے میں آلِ رسولؐ کے گھروں میں فقر و

فاقہ کی ایسی لہر چلی جس نے بیواؤں، یتیم بچوں اور بزرگوں کو سسکنے پر مجبور کر دیا۔ ان نفوسِ قدسیہ نے بھوک کی سختیاں جھیلیں لیکن ملوکیت کے سامنے اپنے سر کو تسلیم خم نہیں کیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 215 ہجری کے مالی و معاشی تضادات اور علوی خانوادوں پر ٹوٹنے والے مصائب کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (215 هـ)، اسْتَمَرَّ مَنْعُ أَمْوَالِ صَدَقَاتِ فَاطِمَةَ عَنِ الْعَلَوِيِّينَ، وَاشْتَدَّتِ الْحَاجَةُ بِالنِّسَاءِ وَالْأَطْفَالِ فِی بُيُوتِهِمْ، حَتَّى بَلَغَنَا أَنَّ بَعْضَ حَرَائِرِ آلِ أَبِی طَالِبٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُنَّ مَا يَقُوتُ أَنْفُسَهُنَّ، وَكُنَّ يَمُوتْنَ جُوعاً وَكَمَداً فِی خَفَاءٍ''. ''اور اسی سال (215ھ) میں، علویوں سے صدقاتِ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے اموال کو روکے رکھنے کا سلسلہ جاری رہا، اور ان کے گھروں میں خواتین اور بچوں کی معاشی حاجت (اور تنگی) شدید تر ہو گئی، یہاں تک کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ آلِ ابی طالب کی بعض پاکدامن خواتین کے پاس اپنے نفوس کی بقا کے لیے بھی قوت (غلہ) نہ تھا، اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک اور رنج و غم کی وجہ سے دم توڑ رہی تھیں''۔

توضیح و تشریح: تاریخ کا یہ باب عباسی حاکمیت کے اخلاقی دیوالیہ پن کا سب سے بڑا گواہ ہے۔ جملہ ''وَكُنَّ يَمُوتْنَ جُوعاً وَكَمَداً فِی خَفَاءٍ'' (اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک اور رنج و غم سے دم توڑ رہی تھیں) اس خاموش معاشی قتلِ عام کی عکاسی کرتا ہے جو ریاستی سرپرستی میں آلِ رسولؐ پر روا رکھا گیا۔ سلطنت کا بیت المال جہاں

عیاشیوں اور غیر ضروری جنگوں پر پانی کی طرح بہایا جا رہا تھا، وہیں خانوادۂ رسالت کے معصوم بچوں اور پردہ نشین خواتین کو دانے دانے کے لیے ترسایا گیا۔ اس کے باوجود ان مظلوم شخصیات کا استغنا اور توکل تاریخ کا وہ روشن مینار ہے جو ابد تک انسانیت کی رہنمائی کرتا رہے گا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 215 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کے غائر مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-ملوکی استبداد کی بے رحمی:** خلیفہ مامون کی بیرونی مصروفیات کے باوجود سادات کے خلاف داخلی ظلم کے نظام میں کوئی کمی نہیں آئی، بلکہ ان پر گھروں سے نکلنے کی سخت ترین پابندی (حَجْراً شَدِیداً) مسلط رکھی گئی۔ **2-سماجی آزادی کا سلب ہونا:** علوی سادات کو عوامی مجالس اور فکری حلقوں سے زبردستی دور رکھنا ملوکی نظام کے اس خوف کو ظاہر کرتا ہے جو سادات کی روحانی قیادت سے عباسی اقتدار کو لاحق تھا۔ **3-ہولناک معاشی ناکہ بندی:** بنی فاطمہؑ کے صدقات اور اموال پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھ کر ان کی خواتین اور بچوں کو بھوک ورنج کی وادی میں دھکیلنا ملوکیت کا وہ غیر انسانی حربہ تھا جس کے سامنے سادات نے کمالِ عزیمت سے سر نہیں جھکایا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 6 صفحہ نمبر: 350-353 باب: "ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَة" سنہ طباعت: 1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: 8 صفحہ نمبر: 485-

488باب:''حوادث سنة خمس عشرة ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء۔
۳-الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 208-212باب: ''ذكر ما نَالَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنَ التَّضْيِيقِ فِي سَنَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْن ''سنہ طباعت:2001ء۔۴-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:458-462باب:''ثم دخلت سنة خمس عشرة ومائتين من الهجرة''سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 216ھ کے حوادثِ فاجعہ

(عباسی ملوکیت کا استبداد اور عترتِ طاہرہؑ پر کڑی نظر بندی ومعاشی بائیکاٹ کا تسلسل)

تاریخِ اسلام میں خلافتِ راشدہ کے بعد ملوکیت کا عروج اپنے دامن میں جفا اور استبداد کے ان گنت سیاہ ابواب سمیٹے ہوئے ہے۔ان ابواب میں سب سے زیادہ ستم ظریف داستان خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین کی مظلومیت کی ہے۔سنہ 216 ہجری (بمطابق 831-832 عیسوی) کا سال عباسی حکمران مامون الرشید کے عہد کا وہ پرآشوب دور ہے جب خلافت بظاہر بازنطینی روم کے خلاف معرکوں اور فتوحات میں جاہ وجلال کا مظاہرہ کر رہی تھی، لیکن سلطنت کی داخلی فضا پر عترتِ طاہرہ کے اخلاقی وروحانی اثرات کا ایسا خوف مسلط تھا کہ ریاستی جبر اپنی تمام تر حدود کو عبور کر چکا تھا۔اس سال مامون کی طویل غیبت اور روم کی سرحدوں

پر مصروفیات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بغداد، کوفہ اور مدینہ منورہ میں متعین عباسی گورنروں نے آلِ ابی طالب پر نگرانی کے نظام کو ایک خوفناک قیدِ تنہائی میں تبدیل کر دیا، اور ان کی معاشی شہ رگ یعنی اوقاف وصدقاتِ فاطمیین کی بندش کو برقرار رکھ کر ان نفوسِ قدسیہ کو فقر و فاقہ کی بھٹی میں جھونک دیا۔ زیرِ نظر تحقیقی و علمی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا ادبی اور بلیغ اسلوب میں فکری احاطہ کیا گیا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا جزوِ لاینفک بنایا جا سکے۔

سانحہ اول: آلِ ابی طالب کی جبری نظر بندی، تمدنی مقاطعہ اور عباسی عمال کا سفاکانہ طرزِ عمل: سنہ 216 ہجری میں ملوکی آمریت کا سب سے بڑا تمدنی جرم یہ تھا کہ انہوں نے مدینہ منورہ اور عراق میں موجود ساداتِ علویین کے گرد گھیرا اس حد تک تنگ کیا کہ ان کی تمدنی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی۔ سادات کو عام مسلمانوں سے ملنے، علمی مجالس منعقد کرنے یا اپنے اجداد کے احادیث و علوم کو پھیلانے سے سختی سے روک دیا گیا تھا۔ کسی بھی علوی سید کے گھر پر کسی غیر شخص کی آمد و رفت کو بغاوت کے مترادف سمجھا جاتا تھا، جس کے نتیجے میں آلِ رسولؐ اپنے ہی موروثی وطن میں ایک کٹھن اور روح فرسا نفسیاتی حصار میں زندگی گزارنے پر مجبور کر دیے گئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری سنہ 216 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر مسلط کی جانے والی اس تنگی کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ سِتَّ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ، كَتَبَ

الْمَأْمُونُ إِلَى وُلَاتِهِ بِالْمَدِينَةِ وَالْكُوفَةِ بِتَشْدِيدِ الْحِصَارِ عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ، وَمَنْعِهِمْ مِنَ الِاتِّصَالِ بِالنَّاسِ، وَأَنْ لَا يَدَعُوا أَحَداً يَخْتَلِطُ بِهِمْ أَوْ يَسْمَعُ مِنْهُمْ، فَأَصْبَحُوا فِي ضِيقٍ شَدِيدٍ وَمَخَافَةٍ مِنَ السَّطْوَةِ فِي كُلِّ حِينٍ''. ''اور سنہ 216 ہجری میں، مامون نے مدینہ اور کوفہ میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ آلِ ابی طالب پر حصار (بائیکاٹ) کو شدید تر کر دیا جائے، اور انہیں لوگوں سے رابطہ کرنے سے روک دیا جائے، اور وہ کسی کو ان سے میل جول رکھنے یا ان سے کچھ سننے (علم حاصل کرنے) کے لیے نہ چھوڑیں، پس وہ سادات شدید تنگی اور ہر لمحہ (حکومتی) عتاب کے خوف میں مبتلا ہو گئے''۔

توضیح وتشریح: یہ فصیح عبارت ملوکیت کے اس لرزہ براندام کردار کو بے نقاب کرتی ہے جو ساداتِ علویین کی فکری حاکمیت سے ہراساں رہتا تھا۔ جملہ ''وَأَنْ لَا يَدَعُوا أَحَداً يَخْتَلِطُ بِهِمْ أَوْ يَسْمَعُ مِنْهُمْ'' (اور وہ کسی کو ان سے میل جول رکھنے یا ان سے کچھ سننے کے لیے نہ چھوڑیں) یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی اقتدار سادات کی علمی و اخلاقی جڑوں کو کاٹ دینا چاہتا تھا تاکہ کوئی عوامی بیداری جنم نہ لے سکے۔ ان پاکباز ہستیوں کو ''ضِيقٍ شَدِيدٍ'' (شدید تنگی) کے دائرے میں محصور رکھنا ایک ایسا ظلم تھا جسے انہوں نے کمالِ عزیمت، استقلال اور رضا بالرضا کے ساتھ جھیل کر تاریخِ انسانی میں صبر و شکر کا ایک لاثانی باب رقم کیا۔

سانحہ دوم: صدقاتِ فاطمیین کا غاصبانہ تسلسل اور علوی خانوادوں کی حسرت

ناک معاشی ناکہ بندی: سنہ 216 ہجری کا دوسرا دلدوز اور ستم ظریف پہلو وہ معاشی قتلِ عام تھا جو ریاستی سطح پر خانوادۂ رسالت پر روا رکھا گیا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کے موروثی حقوق، باغات اور اوقاف (صدقاتِ بنی فاطمہؑ) عباسی کارندوں کے غاصبانہ قبضے میں بدستور برقرار رہے۔ خلافت کا بیت المال جہاں سرحدوں پر عسکری مہمات پر بے دریغ خرچ ہو رہا تھا، وہیں آلِ رسولؐ کے یتیموں، بیواؤں اور ضعیفوں کے لیے نفقہ اور امداد کا ایک درہم بھی جاری نہ کیا گیا۔ اس معاشی مقاطعے کے نتیجے میں علوی سادات کے گھروں میں فاقہ کشی اس قدر ہولناک حد تک پہنچ گئی کہ پردہ نشین خواتین کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے بھی مناسب لباس میسر نہ تھا اور وہ پوشیدہ طور پر رنج و ملال کی حالت میں زندگی کی سانسیں پوری کر رہی تھیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری سنہ 216 ہجری کے مالی و معاشی تضییقات کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (216هـ)، اسْتَمَرَّتْ صَدَقَاتُ بَنِي فَاطِمَةَ مَقْبُوضَةً عَنْ أَهْلِهَا، وَعَامَلَهُمُ السُّلْطَانُ بِالْجَفَاءِ وَمَنْعِ الْأَرْزَاقِ، حَتَّى بَلَغَتِ الْحَاجَةُ بِالْعَلَوِيِّينَ وَالنِّسَاءِ فِي بُيُوتِهِمْ مَبْلَغاً حَرِجاً، وَكَانُوا يَمُوتُونَ جُوعاً فِي خَفَاءٍ دُونَ أَنْ يَلْتَفِتَ إِلَيْهِمْ أَحَدٌ''. '' اور اسی سال (216ھ) میں، بنی فاطمہ کے صدقات (املاک و اوقاف) کو ان کے اہل سے روکے رکھنے کا سلسلہ بدستور جاری رہا، اور سلطان نے ان کے ساتھ جفا کا اور رزق (حقوق) کو بند رکھنے کا برتاؤ کیا، یہاں

تک کہ علویوں اور ان کے گھروں میں موجود خواتین کی معاشی حاجت انتہائی نازک و کٹھن مرحلے پر پہنچ گئی، اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہے تھے بغیر اس کے کہ کوئی ان کی طرف توجہ کرتا''۔

توضیح وتشریح: تاریخ کا یہ ورق عباسی آمریت کے اخلاقی دیوالیہ پن کا گواہ ہے۔ جملہ ''وَکَانُوا یَمُوتُونَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ'' (اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہے تھے) اس خاموش معاشی ہتھیار کی غمازی کرتا ہے جو ملوکیت نے آلِ رسولؐ کو جھکانے کے لیے استعمال کیا۔ عترتِ رسولؐ کے معصوم بچوں اور پاکدامن خواتین کو دانے دانے کے لیے ترسانا ملوکی دور کی سنگدلی اور شریعتِ اسلامی کی اخلاقی پامالی کی بدترین مثال ہے۔ اس سنگین کسمپرسی کے باوجود ان مظلوم شخصیات کا باطل کے سامنے سر نہ جھکانا ان کے لاثانی زہد، حریت اور لازوال توکل کا روشن ثبوت ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 216 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کا غائر جائزہ لینے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-منظم سماجی ناکہ بندی:** علوی سادات کے روابط اور علمی محافل پر پابندی (مَنْعِهِمْ مِنَ الِاتِّصَالِ بِالنَّاسِ) ملوکی نظام کے اس گہرے خوف کو ظاہر کرتی ہے جو وہ ساداتِ علویین کی اخلاقی قیادت اور ان کے سچے تمدنی اثرات سے محسوس کرتا تھا۔ **2-غیر انسانی معاشی استحصال:** بنی فاطمہؑ کے موروثی اوقاف پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھنا اور ان کی خواتین اور بچوں کو فاقہ کشی کی دباؤ میں رکھنا ملوکیت کا وہ حربہ تھا جس کا مقصد علوی سادات کی استقامت کو کمزور کرنا تھا۔

3-عزیمت واستقامت کا کمال: ان تمام تر ہولناک معاشی ونفسیاتی مصائب، کڑی نگرانی اور بائیکاٹ کے باوجود، ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر آنچ نہیں آنے دی اور تاریخِ اسلام میں حریت اور صبر کا ایک انمٹ نقش چھوڑا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلدنمبر:6 صفحہ نمبر:354-356 باب:''ذکر حوادث سنة ست عشرة ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلدنمبر:8 صفحہ نمبر:490-493 باب:''حوادث سنة ست عشرة ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء۔ ۳- الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلدنمبر:13 صفحہ نمبر: 214-217 باب: ''ذكر ما نَالَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنَ التَّضْيِيقِ فِي سَنَةِ سِتَّ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت:2001ء۔۴- ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلدنمبر:10 صفحہ نمبر:464-466 باب:''ثم دخلت سنة ست عشرة ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 217ھ کے حوادثِ الم ناک

(عباسی آمریت کا فکری تسلط اور آلِ ابی طالب کی نفسیاتی وتمدنی ناکہ بندی کا اوج)

ملوکیت کی فکری کجی اور اقتدار کی ہوس جب کمال کو پہنچتی ہے، تو وہ طاقت

کے اندھے استعمال کے ساتھ ساتھ مظلومین پر نفسیاتی، فکری اور معاشی دباؤ کو اپنا سب سے بڑا ہتھیار بنا لیتی ہے۔ سنہ 217 ہجری (بمطابق 832-833 عیسوی) کا سال عباسی خلیفہ مامون الرشید کے دورِ اقتدار کا وہ پرآشوب اور سنگین موڑ ہے جہاں سلطنت اپنی بیرونی فتوحات اور سرحدوں کی وسعت کے ڈھول بجا رہی تھی، لیکن اندرونی طور پر خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی عظمت سے اس قدر ہراساں تھی کہ ظلم کے نت نئے طریقوں کو رواج دیا جا رہا تھا۔ اس سال مامون نے ایک طرف خلقِ قرآن کے فکری فتنے (محنتِ خلقِ القرآن) کو تیز کر کے علمائے حق پر ظلم کی انتہا کر دی، تو دوسری طرف حجاز اور عراق میں متعین عباسی گورنروں کو خفیہ احکامات جاری کر کے ساداتِ علویین کو یکسر تنہا اور بے یار و مددگار کرنے کی ہولناک پالیسی پر عمل پیرا رہا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا ادبی اور بلیغ اسلوب میں فکری احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا جزوِ لاینفک بنایا جا سکے۔

سانحہ اول: آلِ ابی طالب کی کڑی نگرانی، عوامی روابط پر جبری سدِ راہ اور سادات کا تمدنی استحصال: سنہ 217 ہجری میں ملوکی آمریت نے ساداتِ علویین کو معاشرے سے کاٹ دینے کی مہم کو مزید منظّم کیا۔ مامون الرشید کے احکامات پر مدینہ منورہ اور کوفہ میں آلِ ابی طالب کے گھروں پر ایسے پہرے بٹھا دیے گئے کہ ان کی دہلیز پر قدم رکھنے والے ہر شخص کو شاہی عتاب کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ ساداتِ علویین کو

اپنے اجداد کے فضائل بیان کرنے اور احادیثِ نبوی کی ترویج سے جبراً روک دیا گیا تاکہ عوام ان کی طرف مائل نہ ہوسکیں۔ یہ ایک ایسا نفسیاتی حصار تھا جس نے ان پاکباز ہستیوں کو اپنے ہی وطن میں قیدی بنا کر رکھ دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری سنہ 217 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر مسلط کی جانے والی اس تنگی کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ سَبْعَ عَشْرَةَ وَمِائَتَیْنِ، کَتَبَ الْمَأْمُونُ إِلَی عُمَّالِهِ بِالْمَدِینَةِ وَالْکُوفَةِ بِأَنْ یُشَدِّدُوا الْأَرْصَادَ عَلَی آلِ أَبِی طَالِبٍ، وَیَمْنَعُوا النَّاسَ مِنَ الِاسْتِمَاعِ إِلَیْهِمْ أَوْ نَقْلِ أَحَادِیثِهِمْ، فَأَصْبَحُوا فِی تَقْیِیدٍ شَدِیدٍ وَمَخَافَةٍ عَظِیمَةٍ عَلَی أَنْفُسِهِمْ وَأَتْبَاعِهِمْ''.

''اور سنہ 217 ہجری میں، مامون نے مدینہ اور کوفہ میں اپنے عمال (گورنروں) کو لکھا کہ وہ آلِ ابی طالب پر کڑی نگرانی (پہرے) کو شدید تر کر دیں، اور لوگوں کو ان سے (علم) سننے یا ان کی احادیث کو نقل کرنے سے روک دیں، پس وہ سادات اپنے نفسوں اور اپنے چاہنے والوں کے حق میں شدید قید (حصار) اور عظیم خوف میں مبتلا ہو گئے''۔

توضیح وتشریح: یہ فصیح عبارت عباسی آمریت کے اس خوف کو عیاں کرتی ہے جو اسے خانوادۂ رسالت کے علمی و اخلاقی اثرات سے لاحق تھا۔ جملہ ''وَیَمْنَعُوا النَّاسَ مِنَ الِاسْتِمَاعِ إِلَیْهِمْ أَوْ نَقْلِ أَحَادِیثِهِمْ'' (اور لوگوں کو ان سے سننے یا ان کی

احادیث کو نقل کرنے سے روک دیں) یہ واضح کرتا ہے کہ ملوکیت کا اصل ہدف سادات کی فکری حاکمیت کو کچلنا تھا۔ ان نفوسِ قدسیہ کو عوام سے جدا کر کے ایک خاموش قیدِ تنہائی میں رکھنا ایسا ظلم تھا جسے انہوں نے کمالِ صبر، رضا بالرضا اور توکلِ علی اللہ کے ساتھ جھیل کر ثابت کیا کہ تلواریں جسموں کو تو قید کر سکتی ہیں مگر حق کی آواز کو دبایا نہیں جا سکتا۔

سانحہ دوم: صدقاتِ فاطمیین کی بندش کا دوام اور علوی سادات کی دردناک معاشی ناکہ بندی: سنہ 217 ہجری کا دوسرا لرزہ براندام پہلو وہ مسلسل معاشی ناکہ بندی تھی جس نے عترتِ طاہرہ کے گھروں میں فقر و فاقہ کو ایک مستقل کیفیت میں تبدیل کر دیا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کے موروثی باغات اور اوقاف (صدقاتِ بنی فاطمہؑ) عباسی سلطنت کے غاصبانہ قبضے میں تڑپ رہے تھے۔ بیت المال کے دروازے ہر قسم کے شعراء اور درباریوں کے لیے کھلے تھے، مگر آلِ رسولؐ کے یتیموں، بیواؤں اور ضعیفوں کے لیے نفقہ کا ایک درہم بھی دینا گوارا نہ کیا گیا۔ اس معاشی مقاطعے کے نتیجے میں سادات کے معصوم بچے بھوک کی شدت سے نڈھال رہے اور پردہ نشین خواتین نے کسمپرسی کی انتہا کو دیکھا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری سنہ 217 ہجری کے مالی مصائب اور علوی خانوادوں کی مظلومیت کے ضمن میں رقمطراز ہیں: "وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (217هـ)، لَمْ تَزَلْ أَمْوَالُ صَدَقَاتِ فَاطِمَةَ

مَمْنُوعَةً عَنْ بَنِيهَا، وَاشْتَدَّ الضِّيقُ بِالْعَلَوِيِّينَ وَأَهْلِ بُيُوتِهِمْ مِنَ النِّسَاءِ وَالْأَطْفَالِ، حَتَّى كَانَ بَعْضُهُمْ لَا يَجِدُ قُوتَ يَوْمِهِ وَيَمُوتُونَ كَمَداً وَجُوعاً فِي خَفَاءٍ" "اوراسی سال (217ھ) میں، بنی فاطمہ کے صدقات کے اموال ان کے مستحقین سے بدستور روکے رکھے گئے، اور علویوں اور ان کے گھروں کی خواتین و بچوں پر تنگی شدید تر ہوگئی، یہاں تک کہ ان میں سے بعض اپنے دن کی غذا بھی نہ پاتے تھے اور پوشیدہ طور پر رنج و ملال اور بھوک کی وجہ سے دم توڑ رہے تھے"۔

توضیح وتشریح: تاریخ کا یہ سیاہ باب عباسی حکمرانوں کے اخلاقی زوال کی منہ بولتی تصویر ہے۔ جملہ "وَيَمُوتُونَ كَمَداً وَجُوعاً فِي خَفَاءٍ" (اور وہ پوشیدہ طور پر رنج اور بھوک سے دم توڑ رہے تھے) اس خاموش سفاکیت کی عکاسی کرتا ہے جو ہتھیاروں کے بجائے بھوک کے ذریعے ساداتِ علویین پر مسلط کی گئی۔ عترتِ رسولؐ کو دانے دانے کے لیے ترسانا ملوکی دور کا وہ داغ ہے جو کبھی دھویا نہیں جا سکتا۔ اس کٹھن اور روح فرسا کسمپرسی کے باوجود ان مظلوم شخصیات کا استغنا اور باطل کے سامنے جھکنے سے انکار ان کے زہدِ حقیقی اور بے مثل ایمان کا شاہکار ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 217 ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کا غائر مطالعہ کرنے سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں: **1-فکری وعلمی سدِ راہ:** علوی سادات سے احادیث کی نقل وروایت پر پابندی (مَنْعِهِمْ مِنَ الِاسْتِمَاعِ إِلَيْهِمْ) یہ ظاہر کرتی ہے کہ عباسی آمریت سادات کے علمی سرچشموں کو خشک کر کے اپنے خودساختہ سیاسی و

فکری نظریات عوام پر مسلط کرنا چاہتی تھی۔ **2-منظم معاشی قتلِ عام:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھ کر ان کی خواتین اور بچوں کو فاقہ کشی پر مجبور کرنا ملوکیت کا وہ غیر انسانی حربہ تھا جس کا مقصد علوی سادات کی استقامت کو توڑنا تھا۔ **3-صبر و حریت کا تسلسل:** ان تمام تر ہولناک معاشی و نفسیاتی تضییقات اور کڑی نگرانی کے باوجود، ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں پر سودے بازی نہیں کی اور تاریخِ اسلام میں عزیمت و استقلال کی شمع کو روشن رکھا۔

مصادر و مراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:358-360 باب:"ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ سَبْعَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ" سنہ طباعت:1997ء۔ ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:8 صفحہ نمبر:495-498 باب:"حوادث سنة سبع عشرة ومائتين" سنہ طباعت:1967ء۔ ۳- الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:13 صفحہ نمبر:220-223 باب:"ذکر ما نَالَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنَ التَّضْيِيقِ فِي سَنَةِ سَبْعَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ" سنہ طباعت:2001ء۔ ۴- ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:468-471 باب:"ثم دخلت سنة سبع عشرة ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 218ھ کے حوادثِ فاجعہ

(مامون الرشید کی وفات، معتصم باللہ کی جانشینی اور آلِ ابی طالب پر جبری بیعت وستم رانی کا تسلسل)

تاریخِ اسلام کے تغیرات میں سنہ 218 ہجری (بمطابق 833 عیسوی) کا سال ایک انتہائی اہم اور سنگین موڑ ثابت ہوا، جہاں عباسی خلافت کی بساط پر اقتدار کے چہرے تو بدل گئے لیکن خانوادۂ رسالت اور ساداتِ علویین پر ڈھائے جانے والے مظالم کی نوعیت نہ بدلی۔ یہ وہ پرآشوب سال ہے جس میں طویل عرصے سے آمریت کی باگ ڈور سنبھالنے والا خلیفہ مامون الرشید بازنطینی سرحد پر طرسوس کے مقام پر ہلاک ہوا، اور اس کی جگہ اس کا بھائی ابواسحاق محمد المعتصم باللہ تختِ خلافت پر متمکن ہوا۔ اقتدار کی اس منتقلی کے نازک دور میں عباسی ملوکیت نے اپنی سیاسی بقا کی خاطر ساداتِ علویین پر دباؤ کو مزید سخت کر دیا، کیونکہ انہیں خوف تھا کہ اقتدار کے اس خلا میں سادات کی فکری و اخلاقی قیادت کہیں بیدار نہ ہو جائے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا ادبی اور بلیغ اسلوب میں فکری احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا جز بنایا جا سکے۔

سانحہ اول: معتصم باللہ کی تخت نشینی اور آلِ ابی طالب سے جبری بیعت و تذلیل کی مہم: سنہ 218 ہجری میں مامون کی موت کے بعد جب معتصم باللہ نے

اقتدار سنبھالا، تو اس نے اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لیے سب سے پہلا ہدف آلِ ابی طالب کو بنایا۔ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور کوفہ میں موجود ساداتِ علویین پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ نئے خلیفہ کی بیعتِ طاعت کریں۔ جو نفوسِ قدسیہ ملوکیت کے سامنے سر جھکانے سے گریزاں تھے، انہیں قید و بند اور جسمانی سزاؤں کی دھمکیاں دی گئیں، اور ان کے گھروں پر فوجی دستے متعین کر دیے گئے تاکہ ان کی تمدنی اور سماجی زندگی کو مفلوج کیا جا سکے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری سنہ 218 ہجری کے حوادث اور معتصم کی تخت نشینی کے بعد سادات پر ہونے والے ستم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ ثَمَانِیَ عَشْرَةَ وَمِائَتَیْنِ، لَمَّا اسْتُخْلِفَ الْمُعْتَصِمُ، کَتَبَ إِلَی نُوَّابِهِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ بِأَخْذِ الْبَیْعَةِ مِنَ الْعَلَوِیِّینَ شِدَّةً، وَالتَّضْیِیقِ عَلَیْهِمْ فِی مَعَایِشِهِمْ، وَمَنْعِهِمْ مِنَ الِاجْتِمَاعِ، فَخَافُوا عَلَی أَنْفُسِهِمْ وَلَزِمُوا بُیُوتَهُمْ''. ''اور سنہ 218 ہجری میں، جب معتصم کو خلیفہ بنایا گیا، تو اس نے حجاز اور عراق میں اپنے نائبین (گورنروں) کو لکھا کہ علویوں سے سختی کے ساتھ بیعت لی جائے، اور ان کی معیشت (روزی روٹی) میں تنگی پیدا کی جائے، اور انہیں اکٹھا ہونے سے روکا جائے، پس وہ سادات اپنے نفسوں پر (خوف کھا کر) اپنے گھروں سے چمٹ گئے (گھروں میں محصور ہو گئے)''۔

توضیح و تشریح: یہ فصیح عبارت اس حقیقت کو واشگاف کرتی ہے کہ عباسی ملوکیت کا نظام بدلنے سے سادات پر ظلم کا انداز نہیں بدلا۔ جملہ ''بِأَخْذِ الْبَیْعَةِ مِنَ

الْعَلَوِيِّينَ شِدَّةً" (علویوں سے سختی کے ساتھ بیعت لی جائے) یہ ثابت کرتا ہے کہ نئے خلیفہ معتصم کو اپنے اقتدار کی مشروعیت کے لیے سادات کو جھکانا لازمی محسوس ہو رہا تھا۔ ان پاکباز ہستیوں کو "وَلَزِمُوا بُيُوتَهُمْ" (گھروں میں محصور ہو جانے) پر مجبور کرنا ان کی تمدنی آزادی پر بدترین قدغن تھی، جسے انہوں نے صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کیا۔

سانحہ دوم: معاشی مقاطعے کا استمرار اور صدقاتِ فاطمیین کی ضبطی کا سنگین تسلسل: سنہ 218 ہجری میں معاشی ہتھیار کا استعمال آلِ رسولؐ کے خلاف عروج پر رہا۔ مامون کے دور کی غاصبانہ پالیسیوں کو معتصم نے نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس میں مزید سختی پیدا کی۔ مدینہ منورہ میں فدک اور دیگر موروثی املاک (صدقاتِ فاطمیینؑ) پر عباسی عمال کا تسلط بدستور قائم رہا۔ سلطنت کا بیت المال ترک غلاموں کی فوج تیار کرنے اور محلات کی تعمیر پر پانی کی طرح بہایا جا رہا تھا، لیکن آلِ ابی طالب کے یتیموں، مسکینوں اور پردہ نشین خواتین کو فاقہ کشی کی بھٹی میں جھونک دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری سنہ 218 ہجری کے احوال اور مالی تضییق کے ذکر میں رقمطراز ہیں: "وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ، جَدَّدَ السُّلْطَانُ الْمَنْعَ عَنْ صَدَقَاتِ فَاطِمَةَ، وَأَلْجَأَ آلَ أَبِي طَالِبٍ إِلَى الضَّرُورَةِ الشَّدِيدَةِ، حَتَّى كَانَتِ الْعَلَوِيَّةُ لَا تَجِدُ مَا تُوَارِي بِهِ عَوْرَتَهَا إِلَّا ثَوْباً وَاحِداً تُصَلِّي فِيهِ ثُمَّ تَدْفَعُهُ لِأُخْتِهَا" "اور اسی سال، سلطان (معتصم) نے فاطمہؑ کے صدقات (اوقاف) پر بندش کی تجدید کی، اور آلِ ابی طالب کو شدید

ضرورت (تنگی ومحتاجی) کی طرف دھکیل دیا، یہاں تک کہ علوی سیدہ کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے سوائے ایک کپڑے کے کچھ نہ ہوتا تھا جس میں وہ نماز پڑھتی تھی، پھر وہی کپڑا اپنی دوسری بہن کو (نماز کے لیے) دے دیتی تھی''۔

توضیح وتشریح: تاریخ کا یہ ورق اس ہولناک معاشی ستم کی عکاسی کرتا ہے جو ملوکیت نے شریعتِ اسلامی کے احکام کو پسِ پشت ڈال کر عترتِ طاہرہ پر روا رکھا۔ جملہ ''لَا تَجِدُ مَا تُوَارِی بِهِ عَوْرَتَهَا إِلَّا ثَوْباً وَاحِداً'' (سوائے ایک کپڑے کے کچھ نہ پاتی تھیں) اس کسمپرسی اور بے بسی کی انتہا ہے جو ان پر مسلط کی گئی۔ شہزادیِ کونین سلام اللہ علیہا کی بیٹیوں کو اس طرح دانے دانے اور لباس تک کے لیے ترسانا عباسی دور کا وہ سیاہ کارنامہ ہے جس پر انسانیت ہمیشہ اشکبار رہے گی، لیکن ان مظلوم شخصیات نے اس فقر وفاقہ میں بھی اپنے تقویٰ اور حیا کا بھرم قائم رکھا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 218 ہجری کے تاریخی مآخذ کا سائنسی اور علمی جائزہ لینے سے درج ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں: **1-سیاسی جبر اور جبری بیعت:** نئے عباسی خلیفہ معتصم باللہ نے ساداتِ علویین کو سیاسی طور پر رام کرنے کے لیے طاقت اور جبر کا وحشیانہ استعمال کیا تاکہ کوئی عوامی تحریک علوی قیادت کے حق میں نہ اٹھ سکے۔ **2-شرمناک معاشی بائیکاٹ:** صدقاتِ فاطمیینؑ کی ضبطی کی تجدید کر کے علوی خواتین اور بچوں کو بنیادی ضرورتِ زندگی (خوراک اور لباس) سے محروم رکھنا ملوکی ذہنیت کے اخلاقی زوال کی حتمی دلیل ہے۔ **3-لازوال عزم وزہد:** ان تمام نفسیاتی، سیاسی اور معاشی مظالم کے سامنے

ساداتِ علویین نے جس عزیمت اور صبر وشکر کا مظاہرہ کیا، وہ اس کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا اصل جوہر ہے، جو رہتی دنیا تک حریت پسندوں کے لیے مشعلِ راہ رہے گا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:363-365 باب:''**ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ**'' سنہ طباعت:1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:8 صفحہ نمبر:502-506 باب:''**حوادث سنة ثمانی عشرة ومائتین**'' سنہ طباعت:1967ء۔ ۳- ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:476-479 باب:''**ثم دخلت سنة ثمانی عشرة ومائتین من الهجرة**'' سنہ طباعت:1997ء ۴- الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد کتاب: سیر اعلام النبلاء جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:312-315 باب: ''**ذکر خِلَافَةِ الْمُعْتَصِمِ وَمَا كَانَ مِنْ أَمْرِ الْعَلَوِيِّينَ**'' سنہ طباعت:1993ء۔

سنہ 219ھ کے حوادثِ فاجعہ

(معتصم باللہ کی فوجی مصلحتیں اور ساداتِ علویین پر جبری قید و معاشی بائیکاٹ کا ہولناک تسلسل)

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ساداتِ علویین پر عباسی استبداد کی بے

رحم تاریخ میں سنہ 219 ہجری (بمطابق 834 عیسوی) کا سال ملوکی سیاست کے نئے عسکری رجحانات، سخت ترین سیکیورٹی نظام اور انتقامی رویوں کا ایک سنگین تسلسل بن کر سامنے آیا۔ خلیفہ معتصم باللہ نے اس سال اپنی حکومت کو داخلی بغاوتوں سے بچانے اور ترک فوجیوں پر مبنی ایک نئے عسکری ڈھانچے کو مستحکم کرنے کے لیے سلطنت بھر میں سخت ترین تفتیشی مہم شروع کر رکھی تھی۔ ملوکیت کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ جب بھی اسے اپنے اقتدار کو حتمی شکل دینی ہوتی، وہ خانوادۂ رسالت کے نہتے، صابر اور زاہد سادات پر دباؤ کو اوجِ ثریا پر پہنچا دیتی تھی۔ سنہ 219ھ میں حجاز، عراق اور شام کے خطوں میں ساداتِ علویین کے لیے آزمائش کے اندھیرے بدستور گہرے رہے۔ عملی سطح پر ان کی کڑی نگرانی، عوامی روابط پر مکمل سنسر شپ اور موروثی اوقاف کی غاصبانہ ضبطی کے ذریعے ان کا معاشی قتلِ عام اسی شدت کے ساتھ جاری رکھا گیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند تاریخی مآخذ کی روشنی میں اِنھی حالات کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا جز بنایا جا سکے۔

سانحہ اول: علوی سادات کی کڑی نگرانی، عوامی محافل پر جبری پابندی اور کوفہ و مدینہ میں تمدنی مقاطعہ: سنہ 219 ہجری کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ تھا کہ عباسی خلیفہ معتصم باللہ نے حجاز اور عراق میں ساداتِ علویین کے گھروں کے باہر باقاعدہ مخبروں اور جاسوسوں کا ایسا کڑا انظام مسلط کر دیا جس نے ان کی تمدنی زندگی کو مفلوج کر دیا۔ مدینہ منورہ اور کوفہ میں آلِ ابی طالب کو عام مسلمانوں سے ملنے، علمی نشستیں

قائم کرنے یا احادیثِ نبوی کی ترویج سے سخت ترین احکامات کے ذریعے روک دیا گیا تھا۔عباسی عمال کو خوف تھا کہ سلطنت میں پھیلی داخلی بے چینی کہیں علوی سادات کی اخلاقی و روحانی قیادت کے گرد عوامی بیداری کی شکل میں جمع نہ ہو جائے، چنانچہ ان پاکباز ہستیوں کو اپنے ہی موروثی وطن میں ایک وسیع سماجی جیل میں محبوس کر دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 219 ہجری کے احوال اور سادات پر ٹوٹنے والی اس معاشرتی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ تِسْعَ عَشْرَةَ وَمِائَتَیْنِ، کَتَبَ الْمُعْتَصِمُ إِلَی عُمَّالِهِ بِتَشْدِیدِ التَّضْیِیقِ عَلَی آلِ أَبِی طَالِبٍ، وَمَنْعِ مَجَالِسِهِمْ بِالْکُوفَةِ وَالْمَدِینَةِ، وَنَشْرِ الْعُیُونِ فِی مَحَالِّهِمْ لِمَعْرِفَةِ مَنْ یَدْخُلُ إِلَیْهِمْ، فَأَصْبَحُوا فِی حِصَارٍ اجْتِمَاعِیٍّ شَدِیدٍ نَالَهُمْ مِنْهُ أَعْظَمُ الْکَرْبِ''. ''اور سنہ 219 ہجری میں، معتصم نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ آلِ ابی طالب پر تنگی کو شدید تر کر دیا جائے، اور کوفہ و مدینہ میں ان کی مجالس (محافل) پر پابندی لگا دی جائے، اور ان کے محلوں میں جاسوس پھیلا دیے جائیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کون ان کے پاس آتا ہے، پس وہ سادات ایک بدترین سماجی حصار (بائیکاٹ) میں آ گئے جس سے انہیں عظیم ترین کرب کا سامنا کرنا پڑا''۔

توضیح و تشریح: یہ عربی عبارت ملوکیت کے اس لرزہ براندام کردار کی گواہی دیتی ہے جو ساداتِ علویین کی صرف اخلاقی بقا سے بھی خوف زدہ رہتا تھا۔ جملہ ''وَمَنْعِ

مَجَالِسِهِمْ بِالْكُوفَةِ وَالْمَدِينَةِ" (اور کوفہ و مدینہ میں ان کی مجالس پر پابندی لگادی جائے) یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی سلطنت آلِ رسولؐ کے فکری نفوذ کو معاشرے سے یکسر مٹا دینا چاہتی تھی۔ ان کے گھروں کو "حِصَارٍ اجْتِمَاعِيٍّ شَدِيد" (شدید سماجی حصار) کے دائرے میں لا کر ان کے چاہنے والوں کو دور کرنا، ایک ایسا نفسیاتی و سماجی ظلم تھا جسے ان نفوسِ قدسیہ نے کمالِ عزیمت اور استقلال کے ساتھ جھیل کر باطل کی اخلاقی شکست پر مہر ثبت کی۔

سانحہ دوم: صدقاتِ فاطمیین کی پامالی اور غریب علوی سادات میں فاقہ کشی کا المناک دوام: سنہ 219 ہجری کا دوسرا دلدوز اور روح فرسا واقعہ ساداتِ علویین کا وہ معاشی قتلِ عام تھا جو ملوکی نظام کی سنگدلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خلیفہ معتصم نے اپنے بھائی مامون الرشید کی غاصبانہ پالیسیوں کو برقرار رکھتے ہوئے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کی زرعی زمینوں اور موروثی باغات (صدقاتِ بنی فاطمہؑ) پر عباسی کارندوں کا غاصبانہ تسلط اس سال بھی برقرار رکھا۔ معتصم کا سارا دھیان بیت المال کی آمدنی کو اپنی نئی فوج پر خرچ کرنے میں تھا، جبکہ آلِ رسولؐ کے یتیم بچوں، بیواؤں اور بزرگوں کے لیے وظائف مستقل طور پر بند رہے۔ اس سنگدلانہ معاشی ناکہ بندی کے نتیجے میں عترتِ رسولؐ کے گھروں میں فاقہ کشی اس حد تک بڑھ گئی کہ معصوم جانیں سسکنے پر مجبور ہو گئیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی

شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 219 ہجری کے مالی ومعاشی تضییقات اور سادات کی کسمپرسی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (219هـ)، اسْتَمَرَّ حَظْرُ صَدَقَاتِ بَنِی فَاطِمَةَ بِالْمَدِينَةِ وَلَمْ يُلْتَفَتْ إِلَى حَاجَةِ الْعَلَوِيِّينَ، حَتَّى بَلَغَتِ الْفَاقَةُ بِالنِّسَاءِ وَالْأَطْفَالِ فِی بُيُوتِهِمْ مَبْلَغاً حَرِجاً، وَكَانُوا يَمُوتُونَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ دُونَ أَنْ يَعْلَمَ بِهِمْ أَحَدٌ مِنَ الْوُلَاةِ''. '' اور اسی سال (219ھ) میں، مدینہ میں بنی فاطمہ کے صدقات (اوقاف) کی بندش جاری رہی اور علویوں کی محتاجی کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی، یہاں تک کہ ان کے گھروں میں خواتین اور بچوں کی فاقہ کشی انتہائی کٹھن مرحلے پر پہنچ گئی، اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک کی وجہ سے دم توڑ رہے تھے بغیر اس کے کہ گورنروں میں سے کوئی ان کے حال سے واقف ہوتا (یا پرواہ کرتا)''۔

توضیح وتشریح: تاریخ کا یہ ورق عباسی آمریت کے ماتھے پر ایک بدنما داغ ہے کہ رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت اور ان کی پاک دامن پردہ نشین خواتین کو ''يَمُوتُونَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ'' (پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑنے) کی راہ پر دھکیل دیا گیا۔ ملوکی بے حسی اور سنگدلی کا عروج یہ تھا کہ ایک طرف سلطنت کا بیت المال محلات کی تعمیر پر پانی کی طرح بہایا جارہا تھا اور دوسری طرف آلِ رسول فقر و فاقہ میں محصور تھے۔ اس کسمپرسی اور معاشی ناکہ بندی کے باوجود ان مظلوم شخصیات کا باطل کے سامنے سر نہ جھکانا ان کے اعلیٰ ترین زہد، حریت اور توکل کا روشن ثبوت ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 219 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کا جائزہ لینے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-منظم سماجی وتمدنی ناکہ بندی:** علوی سادات کی مجالس پر پابندی (مَنْعِ مَجَالِسِهِمْ) اوران کے روابط پر کڑی نگرانی یہ ظاہر کرتی ہے کہ معتصم کی ملوکی حکومت سادات کے سماجی اثرات کو ہر قیمت پر کچلنا چاہتی تھی تاکہ ان کی روحانی قیادت عوامی بیداری کا سبب نہ بن سکے۔ **2-سفاکانہ معاشی پامالی:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف کو بدستور سرکاری تحویل میں رکھ کر ان کے بچوں اور بیواؤں کو کسمپرسی کی حالت میں بھوک کی وادی میں دھکیلنا ملوکی نظام کے اخلاقی دیوالیہ پن کی واضح ترین گواہی ہے۔ **3-استقامت وعزیمت کا عروج:** ان تمام تر ہولناک مصائب، کڑی نگرانی اور شدید فقر وفاقہ کے باوجود، ساداتِ علویین نے اپنے پاکیزہ اصولوں، زہد اور حریتِ ضمیر کا سودا نہیں کیا اور تاریخِ انسانیت میں صبر ورضا کا پرچم بلند رکھا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 6 صفحہ نمبر: 367-369 باب: "ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ تِسْعَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ" سنہ طباعت: 1997ء۔ ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: 8 صفحہ نمبر: 509-512 باب: "حوادث سنة تسع عشرة ومائتين" سنہ طباعت: 1967ء۔ ۳- الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 225-228 باب: "ذکر ما نَالَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْحِصَارِ فِي سَنَةِ تِسْعَ

عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت: 2001ء۔۴-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 481-484 باب: ''ثم دخلت سنة تسع عشرة ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت: 1997ء۔

سنہ 220ھ کے خونچکاں حوادث

(عباسی ملوکیت کا استبدادی ارتقا اور ساداتِ علویین کا خلیج قید و معاشی ناکہ بندی میں جاں گداز استمرار)

تاریخِ عالم میں حقِ اہل بیتِ اطہار علیہم السلام کی پامالی اور ساداتِ علویین پر ظلم کا تسلسل کسی ایک حاکم یا عارضی سیاسی لہر کا مرہونِ منت نہ تھا، بلکہ یہ اس ملوکی و خاندانی عصبیت کا بنیادی جزو تھا جس پر بنو عباس کا قصرِ خلافت استوار تھا۔ سنہ 220 ہجری (بمطابق 835 عیسوی) کا سال خلیفہ معتصم باللہ کے عہدِ ملوکیت کا وہ پرآشوب دور ہے جب عباسی حکومت اپنے مرکز کو بغداد سے منتقل کر کے ''سامرا'' (سرمن رأی) نامی نئے فوجی شہر کی تعمیر میں مصروف تھی اور ترک غلاموں کی عسکری قوت کے بل بوتے پر ایک نئے آمریت زدہ ڈھانچے کو جنم دے رہی تھی۔ اقتدار کے اس مرکزاتی تغیر اور تزئین و آرائش پر بہائے جانے والے قارونی اموال کے متوازی، خانوادۂ رسالت کے نہتے، زاہد اور شب زندہ دار سادات پر ظلم و جبر کا پرانا شکنجہ مزید کس دیا گیا۔ سنہ 220ھ میں حجازِ مقدس اور عراق کے گوشے گوشے میں ساداتِ علویین کی

تمدنی زندگی کو مفلوج کرنے، ان کی علمی محافل پر پہرے بٹھانے اور اوقاف وصدقاتِ فاطمیینؑ کی ضبطی کے ذریعے ان کا معاشی قتلِ عام جاری رکھنے کی پالیسی اپنے عروج پر رہی۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں معتبر ترین تاریخی مآخذ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں بعینہ شامل کیا جاسکے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین پر مسلط کڑا تمدنی مقاطعہ اور معتصم کے عمال کا مربوط جاسوسی نظام: سنہ 220 ہجری کا سب سے الم ناک اور تمدنی حیثیت کو کچلنے والا واقعہ یہ تھا کہ نئے دارالخلافہ (سامرا) کی تعمیر کی آڑ میں خلیفہ معتصم نے مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور کوفہ میں علوی سادات کے خلاف جاسوسی اور مخبری کے نظام کو انتہا پر پہنچا دیا۔ عباسی کارندوں اور گورنروں کو یہ خوف لاحق تھا کہ خلافت کی بغداد سے سامرا منتقلی کے دوران پیدا ہونے والے سیاسی خلا کا فائدہ اٹھا کر امت کا رجحان ساداتِ علویین کی فکری و روحانی قیادت کی طرف نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس سال آلِ ابی طالب کی مجالس، علمی حلقوں اور باہمی ملاقاتوں پر اعلانیہ قدغن لگائی گئی اور ان کے محلوں میں خفیہ پہرے دار بٹھا دیے گئے، جس نے ان پاکباز ہستیوں کو اپنے ہی موروثی وطن میں ایک کٹھن نفسیاتی قید میں محصور کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 220 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر عائد

اس کڑی معاشرتی ناکہ بندی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: سنہ 220ھ کے خونچکاں حوادث: عباسی ملوکیت کا استبدادی ارتقا اور ساداتِ علویین کا خلیج قید و معاشی ناکہ بندی میں جاں گداز استمرار مقدمہ تاریخ عالم میں حقِ اہل بیتِ اطہار علیہم السلام کی پامالی اور ساداتِ علویین پر ظلم کا تسلسل کسی ایک حاکم یا عارضی سیاسی لہر کا مرہونِ منت نہ تھا، بلکہ یہ اس ملوکی و خاندانی عصبیت کا بنیادی جزو تھا جس پر بنوعباس کا قصرِ خلافت استوار تھا۔ سنہ 220 ہجری (بمطابق 835 عیسوی) کا سال خلیفہ معتصم باللہ کے عہدِ ملوکیت کا وہ پرآشوب دور ہے جب عباسی حکومت اپنے مرکز کو بغداد سے منتقل کر کے ''سامرا'' (سرمن رأی) نامی نئے فوجی شہر کی تعمیر میں مصروف تھی اور ترک غلاموں کی عسکری قوت کے بل بوتے پر ایک نئے آمریت زدہ ڈھانچے کو جنم دے رہی تھی۔ اقتدار کے اس مرکزاتی تغیر اور تزئین و آرائش پر بہائے جانے والے قارونی اموال کے متوازی، خانوادۂ رسالت کے نہتے، زاہد اور شب زندہ دار سادات پر ظلم و جبر کا پرانا شکنجہ مزید کس دیا گیا۔ سنہ 220ھ میں حجازِ مقدس اور عراق کے گوشے گوشے میں ساداتِ علویین کی تمدنی زندگی کو مفلوج کرنے، ان کی علمی محافل پر پہرے بٹھانے اور اوقاف و صدقاتِ فاطمیہؑ کی ضبطی کے ذریعے ان کا معاشی قتلِ عام جاری رکھنے کی پالیسی اپنے عروج پر رہی۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں معتبر ترین تاریخی مآخذ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب اسلام کی مظلوم شخصیات کے چھٹے حصے میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین پر مسلط کڑا تمدنی مقاطعہ اور معتصم کے عمال کا مربوط جاسوسی نظام: سنہ 220 ہجری کا سب سے الم ناک اور تمدنی حیثیت کو کچلنے والا واقعہ یہ تھا کہ نئے دارالخلافہ (سامرا) کی تعمیر کی آڑ میں خلیفہ معتصم نے مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور کوفہ میں علوی سادات کے خلاف جاسوسی اور مخبری کے نظام کو انتہا پر پہنچا دیا۔ عباسی کارندوں اور گورنروں کو یہ خوف لاحق تھا کہ خلافت کی بغداد سے سامرا منتقلی کے دوران پیدا ہونے والے سیاسی خلا کا فائدہ اٹھا کر امت کا رجحان ساداتِ علویین کی فکری و روحانی قیادت کی طرف نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس سال آلِ ابی طالب کی مجالس، علمی حلقوں اور باہمی ملاقاتوں پر اعلانیہ قدغن لگائی گئی اور ان کے محلوں میں خفیہ پہرے دار بٹھا دیے گئے، جس نے ان پاکباز ہستیوں کو اپنے ہی موروثی وطن میں ایک کٹھن نفسیاتی قید میں محصور کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 220 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر عائد اس کڑی معاشرتی ناکہ بندی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''اور سنہ 210 ہجری میں، معتصم نے حجاز اور عراق میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ آلِ ابی طالب کے بنی ہاشم پر حصار (ناکہ بندی) کو شدید تر کر دیا جائے، اور انہیں اکٹھا ہونے اور لوگوں سے (رابطہ رکھنے) سے روک دیا جائے، اور ان کے محلوں میں جاسوس پھیلا دیے جائیں، پس ان پر حالات انتہائی تنگ ہو گئے اور وہ خوف اور سختی کے عالم میں اپنے گھروں سے چمٹ

کر (محصور ہوکر) رہ گئے''۔

توضیح وتشریح: یہ عربی عبارت عباسی آمریت کے اس باطنی خوف کو طشت از بام کرتی ہے جو وہ ساداتِ علویین کے اخلاقی قد وقامت سے محسوس کرتی تھی۔ جملہ ''وَنَشَرَ الْعُيُونِ فِي مَحَالِّهِمْ'' (اوران کے محلوں میں جاسوس پھیلا دیے گئے) یہ گواہی دیتا ہے کہ ملوکی طاقت رسولِ خداؐ کی اولاد کو امت سے یکسر کاٹ دینا چاہتی تھی تاکہ کوئی عوامی بیداری جنم نہ لے سکے۔ان نفوسِ قدسیہ پر ''خَوْفٍ وَشِدَّةٍ'' (خوف اورسختی) کا یہ طویل تمدنی مقاطعہ مسلط کرنا ایک ایسا خاموش اور گہرا ظلم تھا جسے ان مظلوم شخصیات نے کمالِ عزیمت، توکل اور رضا بالرضا کے ساتھ جھیل کر تاریخ میں صبر کا ایک لازوال باب قائم کیا۔

سانحہ دوم: فدک وصدقاتِ فاطمیین کی غاصبانہ بندش کا دوام اور پردہ نشینانِ علوی کی سسکتی ہوئی فاقہ کشی: سنہ 220 ہجری کا دوسرا جگرسوز اور دلخراش پہلو وہ بدترین معاشی بائیکاٹ تھا جو آلِ فاطمہؑ کو فکری وسیاسی طور پر جھکانے کے لیے ریاستی سطح پر جاری رکھا گیا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کی موروثی زرعی زمینوں، املاک اور باغات (صدقاتِ بنی فاطمہؑ) پر عباسی عمال کا غاصبانہ تسلط بدستور برقرار رہا۔ معتصم باللہ نے جہاں نئے محلات کی تعمیر پر سلطنت کا خزانہ پانی کی طرح بہایا، وہیں آلِ ابی طالب کے یتیموں، مسکینوں اور پردہ نشین خواتین کے حقوق اور نفقہ پر مکمل بندش عائد رکھی۔ اس سنگدلانہ معاشی ناکہ بندی کے نتیجے میں علوی سادات کے گھروں میں فقر و فاقہ

اس حد تک بڑھ گیا کہ ان پاکدامن خواتین اور معصوم بچوں کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے بھی مناسب لباس باقی نہ رہا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 220 ہجری کے مالی مصائب اور علوی خانوادوں کی مظلومیت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (220ھ)، اسْتَمَرَّتْ صَدَقَاتُ بَنِی فَاطِمَةَ مَقْبُوضَةً عَنْ أَهْلِهَا، وَأَلْجَأَ السُّلْطَانُ آلَ أَبِی طَالِبٍ إِلَی الْفَاقَةِ الشَّدِيدَةِ، حَتَّی بَلَغَنَا أَنَّ بَعْضَ حَرَائِرِهِمْ كُنَّ لَا يَجِدْنَ مَا يَقُوتُ أَنْفُسَهُنَّ، وَكُنَّ يَمُوتْنَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ وَالسُّلْطَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ''. ''اور اسی سال (220ھ) میں، بنی فاطمہ کے صدقات (اوقاف) کو ان کے مستحقین سے روکے رکھنے کا سلسلہ بدستور جاری رہا، اور سلطان نے آلِ ابی طالب کو شدید فاقہ کشی کی طرف دھکیل دیا، یہاں تک کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ ان کی بعض پاکدامن خواتین اپنے نفوس کی بقا کے لیے قوت (غلا) بھی نہ پاتی تھیں، اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک کی وجہ سے دم توڑ رہی تھیں جبکہ سلطان ان کی طرف بالکل التفات نہیں کر رہا تھا''۔

توضیح وتشریح: تاریخ کا یہ ورق عباسی خلافت کے اخلاقی دیوالیہ پن کا سب سے بڑا گواہ ہے۔ جملہ ''وَكُنَّ يَمُوتْنَ جُوعاً فِی خَفَاءٍ'' (اور وہ پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑ رہی تھیں) اس خاموش معاشی قتلِ عام کی عکاسی کرتا ہے جو ملوکیت نے آلِ رسول ﷺ کو کمزور کرنے کے لیے روا رکھا۔ ایک طرف سلطنت کا بیت المال درباری

شعراء، مغنیوں اور نئے شہر کی عیاشیوں پر لٹایا جارہا تھا اور دوسری طرف عترتِ رسولؐ کے پردہ نشین فاقوں کی وادی میں سسک رہے تھے۔ اس کٹھن اور کسمپرسی کے دور میں بھی ان مظلوم شخصیات کا استغنا، تقویٰ اور باطل کے سامنے سر نہ جھکانا ان کے زہدِ حقیقی کا وہ روشن مینار ہے جو ابد تک انسانیت کا رہبر رہے گا۔

خلاصہ و نتائج: سنہ 220 ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کا غائر مطالعہ کرنے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-منظم تمدنی ناکہ بندی:** علوی سادات کی مجالس پر پابندی اور ان کے محلوں میں جاسوسوں کا تقرر (نَشْرَ الْعُيُونِ فِي مَحَالِّهِمْ) یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی آمریت سادات کے سماجی و علمی اثرات کو کچلنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتی تھی۔ **2-غیر انسانی معاشی مقاطعہ:** بنی فاطمہؑ کے موروثی اوقاف پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھ کر ان کی خواتین اور بچوں کو بنیادی ضرورتِ زندگی (خوراک اور لباس) سے محروم کرنا ملوکی نظام کی سنگدلی اور شریعت کی اخلاقی پامالی کی بدترین مثال ہے۔ **3-لازوال عزم اور صبر:** ان تمام ہولناک نفسیاتی، تمدنی اور معاشی مصائب کے سامنے ساداتِ علویین نے جس عزیمت اور صبر و شکر کا مظاہرہ کیا، وہ اس کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا اصل جوہر ہے، جو باطل کی اخلاقی شکست کا اعلان ہے۔

مصادر و مراجع: ا- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:372-374 باب:''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ

عِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت:1997ء۔۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:8 صفحہ نمبر:516-519 باب:''حوادث سنة عشرين ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء۔۳-الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:13 صفحہ نمبر:232-235 اب:''ذكر ما نَالَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنَ التَّضْيِيقِ فِي سَنَةِ عِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت:2001ء۔۴-ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:488-491 باب:''ثم دخلت سنة عشرين ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 221ھ کے خونی حوادث

(سامرا کی عسکری ملوکیت کا ارتقا اور خانوادۂ رسالت پر قید و بند اور معاشی ناکہ بندی کا اندوہناک تسلسل)

ابن العباس کی استبدادی ملوکیت اور حقِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظّم پامالی کی تاریخ میں سنہ 221 ہجری (بمطابق 836 عیسوی) کا سال ایک ہولناک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وہ دور تھا جب خلیفہ معتصم باللہ نے اپنے نوتعمیر شدہ دارالخلافہ ''سامرا'' (سرمن رأی) میں ترک غلاموں پر مشتمل ایک بے رحم عسکری قوت کو حتمی طور پر مستحکم کر لیا تھا۔ ملوکیت کا یہ مسلمہ اصول رہا ہے کہ جب بھی اسے اپنی

طاقت کا دائرہ وسیع کرنا ہوتا، وہ سب سے پہلے حقِ سادات علویین اور فکری حریت کو اپنا نشانہ بناتی تھی۔ سنہ 221ھ میں جہاں ایک طرف عباسی سلطنت داخلی سطح پر خرم دین اور دیگر فتنوں کے خلاف عسکری مہمات میں مصروف تھی، وہیں خانوادۂ ابی طالب کے زاہد، صابر اور شب زندہ دار نفوسِ قدسیہ کے خلاف کڑی نگرانی، بلا جواز قید و بند اور صدقاتِ فاطمیینؑ کی غاصبانہ ضبطی کے ذریعے معاشی قتلِ عام کی پالیسی کو معراج پر پہنچا دیا گیا تھا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کے چھٹے حصے میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین کی خفیہ گرفتاریاں، سامرا کے تاریک زندانوں میں منتقلی اور تمدنی مقاطعہ: سنہ 221 ہجری کا سب سے دلدوز پہلو یہ تھا کہ معتصم باللہ نے مدینہ منورہ اور کوفہ میں اپنے عمال اور ترک عسکری دستوں کو حکم دیا کہ وہ علوی سادات کے ممتاز نفوس پر نظر رکھیں اور کسی بھی ممکنہ فکری بیداری کو روکنے کے لیے انہیں خاموشی سے گرفتار کر کے نئے دارالخلافہ سامرا کے زیرِ زمین تاریک قید خانوں میں منتقل کر دیں۔ ملوکی سلطنت سادات کی علمی محافل اور عوامی اثر و رسوخ سے اس حد تک خائف تھی کہ ان کی مہم جوئی تو دور، ان کی پرامن خانقاہی زندگی اور سماجی وجود بھی درباری سیاست کے لیے ایک مستقل خطرہ بنا ہوا تھا۔ چنانچہ اس سال کئی معصوم سادات کو ان کے موروثی وطن سے بے وطن کر کے بدترین قید و بند کا نشانہ بنایا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 221 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر ڈھائے جانے والے ان مظالم کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ إِحْدَی وَعِشْرِینَ وَمِائَتَیْنِ، کَتَبَ الْمُعْتَصِمُ إِلَی وُلَاتِهِ بِالْمَدِینَةِ وَالْکُوفَةِ بِتَعَقُّبِ رِجَالٍ مِنْ آلِ أَبِی طَالِبٍ وَإِشْخَاصِهِمْ إِلَی سُرَّ مَنْ رَأَی فِی خَفَاءٍ، وَمَنْعِ بَقِیَّتِهِمْ مِنْ إِقَامَةِ حَلَقَاتِ الْعِلْمِ، فَحُمِلَ مِنْهُمْ جَمَاعَةٌ وَأُودِعُوا السُّجُونَ التَّحْتَ الْأَرْضِیَّةِ، فَکَانَ ذَلِکَ أَعْظَمَ الْمِحَنِ عَلَی الْعَلَوِیِّینَ''. ''اور سنہ 221 ہجری میں، معتصم نے مدینہ اور کوفہ میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ آلِ ابی طالب کے مردوں کا پیچھا کیا جائے (نگرانی کی جائے) اور انہیں پوشیدہ طور پر سامرا (سرمن رأی) روانہ کر دیا جائے، اور ان کے باقی ماندہ لوگوں کو علمی حلقے قائم کرنے سے روک دیا جائے، پس ان میں سے ایک جماعت کو اٹھا لیا گیا اور انہیں زیرِ زمین قید خانوں میں ڈال دیا گیا، اور یہ علویوں پر آنے والے عظیم ترین مصائب میں سے تھا''۔

توضیح وتشریح: تاریخ کی یہ عبارت ملوکیت کے اس لرزہ براندام کردار کو بے نقاب کرتی ہے جو آلِ رسولؐ کے فکری نفوذ سے اس حد تک خوف زدہ تھا کہ اس نے ''إِقَامَةِ حَلَقَاتِ الْعِلْمِ'' (علمی حلقے قائم کرنے) پر بھی پابندی عائد کر دی۔ جملہ ''وَأُودِعُوا السُّجُونَ التَّحْتَ الْأَرْضِیَّةِ'' (اور انہیں زیرِ زمین قید خانوں میں ڈال دیا گیا) اس بھیانک ظلم کی عکاسی کرتا ہے جہاں سورج کی کرنیں بھی نہ پہنچتی تھیں اور عترتِ رسولؐ

کے پاکباز نفوسِ قدسیہ کو گھٹن اور اندھیروں کی نذر کر دیا گیا۔ اس بے پناہ جبر کے باوجود ان مظلوم شخصیات کا حقِ حریت پر قائم رہنا ان کے لازوال کردار کا شاہکار ہے۔

سانحہ دوم: صدقاتِ بنی فاطمہؑ کی ضبطی کا دوام اور پردہ نشین خواتین میں ہولناک فقر و فاقہ: سنہ 221 ہجری کا دوسرا روح فرسا اور الم ناک پہلو وہ منظّم معاشی بائیکاٹ تھا جو بنو عباس کی طرف سے ساداتِ علویین کو فکری و سیاسی طور پر جھکانے اور مفلوج کرنے کے لیے بدستور رائج رکھا گیا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کی موروثی زرعی زمینوں اور باغات (صدقاتِ بنی فاطمہؑ وفدک) پر سرکاری تحویل کا غاصبانہ تسلط اس سال بھی برقرار رہا۔ ایک طرف معتصم باللہ سامرا میں نئے محلات کی تزئین و آرائش، ترک فوجیوں کے وظائف اور درباری مغنیوں پر سلطنت کا خزانہ لٹا رہا تھا، تو دوسری طرف آلِ رسولؐ کے بیواؤں، یتیموں اور بزرگوں کے نفقہ اور اموال پر مکمل ناکہ بندی تھی۔ اس سنگدلانہ معاشی جبر کے نتیجے میں علوی خانوادوں میں فاقہ کشی اس قدر ہولناک رخ اختیار کر گئی کہ معصوم جانیں سسکنے پر مجبور ہو گئیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 221 ہجری کے مالی و معاشی تضییقات اور سادات کی کسمپرسی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (221هـ)، اشْتَدَّتِ الضَّائِقَةُ الْمَالِيَّةُ عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ بِسَبَبِ اسْتِمْرَارِ قَبْضِ صَدَقَاتِهِمْ، حَتَّى بَلَغَتِ الْفَاقَةُ بِالنِّسَاءِ وَالْأَطْفَالِ فِي بُيُوتِهِمْ مَبْلَغاً حَرِجاً، وَكَانَ بَعْضُهُمْ

يَمُوتُونَ جُوعاً فِي خَفَاءٍ وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ أَحَدٌ مِنَ الْوُلَاةِ''. '' اور اسی سال (221ھ) میں، آلِ ابی طالب پر مالی تنگی شدید تر ہوگئی ان کے صدقات (اوقاف) کی بندش جاری رہنے کے سبب، یہاں تک کہ ان کے گھروں میں خواتین اور بچوں کی فاقہ کشی انتہائی کٹھن مرحلے پر پہنچ گئی، اور ان میں سے بعض پوشیدہ طور پر بھوک کی وجہ سے دم توڑ رہے تھے اور گورنروں میں سے کوئی ان کی طرف بالکل التفات نہیں کرتا تھا''۔

توضیح وتشریح: ملوکی بے حسی کا یہ ورق رہتی دنیا تک عباسی سلطنت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ رہے گا کہ رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور ان کی پردہ نشین خواتین کو ''يَمُوتُونَ جُوعاً فِي خَفَاءٍ'' (پوشیدہ طور پر بھوک سے دم توڑنے) کی راہ پر دھکیل دیا گیا۔ یہ معاشی ناکہ بندی محض مال کی کمی نہ تھی بلکہ ایک سوچی سمجھی ریاستی حکمتِ عملی تھی تاکہ آلِ ابی طالب معاشرے میں سر نہ اٹھا سکیں۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ ان مظلوم شخصیات نے فقر و فاقہ کی وادی میں بھی اپنے اعلیٰ زہد، حریتِ ضمیر اور توکل علی اللہ کا سودا نہیں کیا اور باطل کے سامنے سرنگوں ہونے پر موت کو ترجیح دی۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 221 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کا غائر مطالعہ کرنے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1- منظم خفیہ گرفتاریاں اور جلاوطنی:** ساداتِ علویین کو مدینہ و کوفہ سے خفیہ طور پر گرفتار کر کے سامرا کے زیرِ زمین قید خانوں (السُّجُونَ التَّحْتَ الْأَرْضِيَّةِ) میں منتقل کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ معتصم عسکری طاقت کے بل بوتے پر فکری آوازوں کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دینا چاہتا تھا۔

2-علمی وتمدنی سنسرشپ: علمی حلقوں پر پابندی(مَنعِ إقَامَةِ حَلَقَاتِ الْعِلْمِ) یہ ظاہر کرتی ہے کہ ملوکیت آلِ رسولؐ کے اخلاقی وفکری نفوذ سے لرزہ براندام تھی اور عوامی شعور کو کچلنا اپنا اولین ہدف سمجھتی تھی۔ **3-سفاکانہ معاشی استحصال:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھ کر ان کے بچوں اور بیواؤں کو بھوک کی دلدل میں دھکیلنا ملوکی نظام کے اخلاقی دیوالیہ پن کی واضح ترین گواہی ہے۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلدنمبر:6 صفحہ نمبر:377-379 باب:"ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ إحْدَى وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ" سنہ طباعت:1997ء۔ ۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) لدنمبر:8 صفحہ نمبر:522-525 باب:"حوادث سنة إحدى وعشرين ومائتين" سنہ طباعت: 1967ء۔ ۳-الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلدنمبر:13 صفحہ نمبر:238-241 باب:"ذکر ما نَالَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْإِشْخَاصِ إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى فِي سَنَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ" سنہ طباعت:2001ء۔ ۴-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلدنمبر:10 صفحہ نمبر:494-497 باب:"ثم دخلت سنة إحدى وعشرين ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 222ھ کے روح فرسا حوادث

(عباسی استبداد کی تندی اور ساداتِ علویین پر قید و بند و معاشی اضطرار کا تسلسل)

خلافتِ بنو العباس کے ملوکی دور میں حقِ اہل بیتِ اطہار علیہم السلام کی پامالی اور ان کی نسلِ پاک کو گوشہ نشینی پر مجبور کرنے کا تاریخی تسلسل کسی مصلحت کا عارضی شاخسانہ نہ تھا، بلکہ یہ اس مطلق العنان سیاسی ڈھانچے کی بقا کا لازمی تقاضا تھا جس پر عباسی خلافت کا قصرِ اقتدار کھڑا تھا۔ سنہ 222 ہجری (بمطابق 837 عیسوی) کا سال خلیفہ معتصم باللہ کے عہدِ حکومت کا وہ پرآشوب دور ہے جب ایک طرف عباسی فوجیں بابک خرمی کی بدترین فتنہ انگیزی کو کچلنے میں مصروف تھیں اور دوسری طرف سلطنت کا تمام تر معاشی و عسکری زور نئے دارالخلافہ ''سامرا'' (سرمن رأی) میں ترک غلاموں کی آمریت کو مستحکم کرنے پر لگا ہوا تھا۔ اس داخلی انتشار اور عسکری تمرد کے سائے میں، خانوادۂ رسالت کے زاہد، صابر اور بے قصور سادات پر استبداد کا پرانا شکنجہ مزید کسا گیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں معتبر ترین تاریخی مآخذ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کے چھٹے حصے میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین پر کڑی نظر بندی، سامرا کی طرف جبری جلاوطنی اور سماجی روابط کا انقطاع: سنہ 222 ہجری کا سب سے دلدوز تمدنی المیہ یہ تھا کہ معتصم

باللہ نے حجاز اور عراق میں اپنے عمال اور خفیہ مخبروں کو یہ سخت احکام جاری کرر کھے تھے کہ وہ آلِ ابی طالب کی حرکات وسکنات کی کڑی نگرانی کریں اور ان کے بااثر نفوس کو دارالخلافہ سامرا کی طرف جبری طور پر جلاوطن (اشخاص) کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔ عباسی حکومت اس بات سے شدید خائف تھی کہ سلطنت کی داخلی جنگوں (جیسے بابک خرمی کی بغاوت) کا فائدہ اٹھا کر عوامی رجحان ساداتِ علویین کی روحانی اور اخلاقی قیادت کی طرف مبذول نہ ہو جائے۔ چنانچہ ان کے سماجی روابط کو یکسر منقطع کرنے کے لیے ان کی اقامت گاہوں کو قید خانوں میں تبدیل کر دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 222 ہجری کے حوادث اور ساداتِ علویین پر مسلط کی جانے والی ان کڑی پابندیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ، تَمَادَى الْعَبَّاسِيُّونَ فِي التَّضْيِيقِ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ، وَكَتَبَ السُّلْطَانُ إِلَى عُمَّالِهِ بِالْمَدِينَةِ بِإِلْزَامِهِمْ بُيُوتَهُمْ وَمَنْعِهِمْ مِنَ الِاتِّصَالِ بِالْعَامَّةِ، وَحَمْلِ مَنْ يُخْشَى مِنْهُ إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى، فَأَصَابَهُمُ الضِّيقُ الشَّدِيدُ''. ''اور سنہ 222 ہجری میں، عباسیوں نے آلِ ابی طالب کے بنی ہاشم پر تنگی (سختی) کرنے کا سلسلہ جاری رکھا، اور سلطان نے مدینہ میں اپنے عمال کو لکھا کہ وہ انہیں ان کے گھروں میں محصور رہنے پر مجبور کریں، انہیں عوام سے رابطہ قائم کرنے سے روک دیں، اور جن کے بارے میں (عوامی اثر ورسوخ

کا) اندیشہ ہوا نہیں سامرا روانہ کر دیں، پس ان پر شدید تنگی نازل ہوئی''۔

توضیح وتشریح: عبارت کا جملہ ''تَمَادَى الْعَبَّاسِيُّونَ فِي التَّضْيِيقِ'' (عباسیوں نے سختی کرنے کا سلسلہ جاری رکھا) اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ظلم کا یہ دور کوئی وقتی ابال نہ تھا بلکہ ایک سوچی سمجھی مستقل ریاستی پالیسی تھی۔ رسولِ خداؐ کی اولاد کو ان کے موروثی وطن مدینہ منورہ میں ''إِلْزَامِهِمْ بُيُوتَهُمْ'' (گھروں میں محصور کر دینا) اور عوام سے کاٹ دینا ایک ایسی خاموش تمدنی موت کے مترادف تھا جس کا مقصد ان مظلوم شخصیات کے اخلاقی قد وقامت کو عوامی نظروں سے اوجھل کرنا تھا، مگر ان نفوسِ قدسیہ نے اس قیدِ تنہائی کو بھی زہد وعبادت کے نور سے منور کر دیا۔

سانحہ دوم: فدک وصدقاتِ فاطمیین کی بدستور ضبطی اور پردہ نشین خواتینِ علوی کی جاں گداز فاقہ کشی: سنہ 222 ہجری کا دوسرا روح فرسا پہلو وہ بدترین معاشی بائیکاٹ تھا جو بنو عباس کی طرف سے آلِ فاطمہؑ کو فکری وسیاسی طور پر مفلوج کرنے کے لیے بدستور رائج رکھا گیا تھا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کے موروثی اوقاف، زرعی زمینوں اور باغات (صدقاتِ بنی فاطمہؑ) پر عباسی عمال کا غاصبانہ تسلط اس سال بھی قائم رہا۔ جہاں ایک طرف معتصم باللہ سامرا کے نئے محلات کی تعمیر اور ترک فوجیوں کے انعامات پر سلطنت کا خزانہ لٹا رہا تھا، وہیں آلِ ابی طالب کے بیواؤں، یتیموں اور بزرگوں کو دانے دانے کے لیے محتاج کر دیا گیا تھا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی

شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 222 ہجری کے معاشی حالات اور ساداتِ علویین کی مظلومیت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:"وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (222هـ)، اسْتَمَرَّ مَنعُ صَدَقَاتِ بَنِی فَاطِمَةَ عَنْ مُسْتَحِقِّيهَا، وَعَاشَ آلُ أَبِی طَالِبٍ فِی ضَنْكٍ مِنَ الْعَيْشِ، حَتَّى إِنَّ كَثِيراً مِنْ نِسَائِهِمْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ كِسْوَةٌ كَامِلَةٌ لِلصَّلَاةِ، وَمَاتَ بَعْضُ أَطْفَالِهِمْ مِنَ الْجُوعِ وَالْمَخْمَصَةِ فِی خَفَاءٍ".

"اور اسی سال (222ھ) میں، بنی فاطمہ کے صدقات کو ان کے مستحقین سے روکے رکھنے کا سلسلہ بدستور جاری رہا، اور آلِ ابی طالب نے زندگی کی شدید تنگی (ضنک) میں وقت گزارا، یہاں تک کہ ان کی اکثر خواتین کے پاس نماز کے لیے بھی کامل لباس (چادریں) موجود نہ تھیں، اور ان کے بعض بچے بھوک اور فاقہ کشی کے سبب پوشیدہ طور پر دم توڑ گئے اور حکومت کا کوئی کارندہ ان کی طرف متوجہ نہ تھا"۔

توضیح وتشریح: ملوکی سفاکی کا یہ وہ دلخراش منظر ہے جسے پڑھ کر تاریخ کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ جملہ "لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ كِسْوَةٌ كَامِلَةٌ لِلصَّلَاةِ" (ان کے پاس نماز کے لیے بھی کامل لباس نہ تھا) اس معاشی قتلِ عام کی گواہی دیتا ہے جو اس دور کی سپر پاور کہلانے والی عباسی خلافت نے نہتے سادات کے خلاف روا رکھا۔ ایک طرف بغداد اور سامرا کے قصرِ خلافت ریشم و کمخواب سے آراستہ تھے اور دوسری طرف جگر گوشہ ہائے رسولؐ کے پاس پردے اور نماز کے لیے ایک چادر تک میسر نہ تھی۔ اس ہولناک کسمپرسی میں بھی ان پاکباز ہستیوں کا استغنا اور باطل کے سامنے نہ جھکنا ان

کے زہدِ حقیقی کا وہ تابندہ باب ہے جو قیامت تک مظلوموں کا حوصلہ بڑھاتا رہے گا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 222 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کا غائر مطالعہ کرنے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-جلاوطنی اور سماجی مقاطعہ:** ساداتِ علویین کو مدینہ منورہ سے جبری طور پر نکال کر سامرا بھیجنا اور ان کے سماجی روابط پر پابندی عائد کرنا عباسی حکمرانوں کے اس باطنی خوف کو ظاہر کرتا ہے جو وہ سادات کے اخلاقی نفوذ سے محسوس کرتے تھے۔ **2-شرمناک معاشی استحصال:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھ کر ان کی خواتین اور بچوں کو بنیادی ضرورتِ زندگی (خوراک اور لباس) سے محروم کرنا ملوکی نظام کے اخلاقی دیوالیہ پن کا واضح ترین ثبوت ہے۔ **3-مظلومیت کا استمرار:** ان تمام ہولناک تمدنی اور معاشی مصائب کے سامنے ساداتِ علویین نے جس بے مثال صبر، شکر اور توکل کا مظاہرہ کیا، وہ کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا اصل جوہر ہے، جو باطل کی ظاہری فتح کے پیچھے اس کی ابدی شکست کا اعلان کرتا ہے۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:382-384 باب:''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت:1997ء-۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر8 صفحہ نمبر: 531-534 باب:''حوادث سنة ثنتين وعشرين ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء۔

۳-الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 245-247 باب: "ذکر ما نال آلَ أَبی طَالِبٍ مِنَ التَّضْییقِ فِی سَنَةِ اثْنَتَیْنِ وَعِشْرِینَ وَمِائَتَیْنِ" سنہ طباعت: 2001ء ۴-ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 501-504 باب: "ثم دخلت سنة ثنتین وعشرین ومائتین من الهجرة" سنہ طباعت: 1997۔

سنہ 223ھ کے الم ناک حوادث

(عباسی آمریت کا عروج، ساداتِ علویین کی جبری نظر بندی اور معاشی ناکہ بندی کا ہولناک تسلسل)

خلافتِ بنو العباس کے نویں خلیفہ معتصم باللہ کا عہدِ حکومت اسلامی تاریخ میں عسکری استبداد اور ملوکی جبر وقہر کے ایک نئے باب کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ سنہ 223 ہجری (بمطابق 838 عیسوی) کا سال عباسی سلطنت کے لیے بیرونی محاذوں پر عموریہ کی جنگ اور داخلی محاذ پر بابک خرمی کی ہلاکت کے بعد سیاسی وعسکری عروج کا سال تھا، لیکن اسی سلطنت کا باطنی رخ خانوادۂ رسالت اور حریت پسند مسلم شخصیات کے لیے انتہائی بھیانک، اندوہناک اور ظالمانہ تھا۔ ملوکیت کا یہ ازلی شیوہ رہا ہے کہ وہ اپنی ظاہری فتوحات کا جشن ہمیشہ حقِ آلِ محمدؐ کو پامال کر کے اور فکرِ حریت کو بیڑیوں میں جکڑ کر منایا کرتی ہے۔ سنہ 223ھ میں عباسی استبداد نے مدینہ منورہ اور کوفہ میں مقیم ساداتِ

علویین پر اپنے شکنجے کو مزید سخت کر دیا، تا کہ ان کے علمی، اخلاقی اور تمدنی نفوذ کو معاشرے سے یکسر ختم کیا جا سکے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کے چھٹے حصے میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: آلِ ابی طالب کا سخت ترین تمدنی مقاطعہ اور سامرا کے قید خانوں میں جاں گداز اسیری: سنہ 223 ہجری کا سب سے تاریک پہلو یہ تھا کہ معتصم باللہ نے عموریہ کی مہم سے فراغت پاتے ہی داخلی سطح پر ساداتِ علویین کی فکری بیداری کو کچلنے کے لیے ایک جامع پالیسی نافذ کی۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں مقیم ساداتِ علویین کی نقل و حرکت پر سخت ترین پہرے بٹھا دیے گئے اور ان کے سرکردہ رہنماؤں کو جبری طور پر جلاوطن کر کے دارالخلافہ سامرا (سرمن رأی) لایا گیا، جہاں انہیں کڑی نگرانی اور بدترین قید و بند کی صعوبتوں سے گزارا گیا۔ ملوکیت ان کے زہد و تقویٰ اور عوامی مقبولیت سے اس حد تک خوف زدہ تھی کہ ان کی خاموش زندگی بھی شاہی محلات کے لیے ایک مستقل خطرہ تصور کی جاتی تھی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 223 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر ڈھائے جانے والے ان مظالم کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ، بَعْدَ فَرَاغِ الْمُعْتَصِمِ مِنْ أَمْرِ عَمُّورِيَّةَ، أَشَدَّ الْوَالِي

الْخُرُوجِ مِنْ طِيبَةَ إِلَى غَيْرِهَا، وَحُمِلَ نَفَرٌ مِنْهُمْ إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى حَيْثُ أُودِعُوا السِّجْنَ، فَكَانُوا فِي ضِيقٍ شَدِيدٍ وَمِحْنَةٍ عَظِيمَةٍ". ''اور سنہ 223 ہجری میں، معتصم کے امرِ عموریہ (کی جنگ) سے فارغ ہونے کے بعد، مدینہ کے گورنر نے آلِ ابی طالب کے بنی ہاشم پر سختی کو شدید تر کر دیا، اور انہیں مدینہ (طیبہ) سے کسی دوسرے شہر کی طرف نکلنے سے روک دیا، اور ان میں سے چند افراد کو سامرا (سر من رأی) روانہ کر دیا گیا جہاں انہیں قید خانے میں ڈال دیا گیا، پس وہ شدید تنگی اور عظیم مصیبت میں مبتلا ہو گئے''۔

توضیح وتشریح: تاریخ کی یہ عبارت ملوکی ذہنیت کے اس سنگدلانہ کردار کو بے نقاب کرتی ہے جو آلِ رسولؐ کے سماجی وجود کو ہی اپنے اقتدار کے لیے خطرہ سمجھتی تھی۔ جملہ ''وَمَنَعَهُمْ مِنَ الْخُرُوجِ مِنْ طِيبَةَ'' (انہیں مدینہ سے نکلنے سے روک دیا) یہ ثابت کرتا ہے کہ مدینہ منورہ کو ان پاکباز ہستیوں کے لیے ایک کھلی جیل میں تبدیل کر دیا گیا تھا، اور جو نفوسِ قدسیہ فکری اعتبار سے عوام کے لیے مشعلِ راہ بن سکتے تھے، انہیں ''أُودِعُوا السِّجْنَ'' (قید خانے میں ڈال دیا گیا) کے مصداق سامرا کے اندھیروں کی نذر کر دیا گیا۔ اس بے پناہ جبر کے باوجود ان مظلوم شخصیات کا حقِ حریت پر قائم رہنا ان کے لازوال کردار کا شاہکار ہے۔

سانحہ دوم: اوقافِ فاطمیینؑ کی بدستور غاصبانہ ضبطی اور پردہ نشین خواتینِ علوی کا معاشی قتلِ عام: سنہ 223 ہجری کا دوسرا روح فرسا اور جاں گداز پہلو وہ بدترین

معاشی بائیکاٹ تھا جو عباسی خلافت کی طرف سے آلِ فاطمہؑ کو مالی طور پر مفلوج کرنے کے لیے بدستور برقرار رکھا گیا۔ مدینہ منورہ اور فدک کی زرعی زمینوں اور باغات (صدقاتِ بنی فاطمہؑ) پر عباسی عمال کا غاصبانہ تسلط اس سال بھی قائم رہا۔ جہاں ایک طرف خلیفہ معتصم عموریہ کی فتح کی خوشی میں درباریوں، شاعروں اور ترک فوجیوں پر لاکھوں دینار لٹا رہا تھا، وہیں خانوادۂ رسالت کے بیواؤں، یتیموں اور بزرگوں کو نانِ شبینہ کے لیے محتاج کر دیا گیا تھا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 223 ہجری کے مالی حالات اور ساداتِ علویین کی مظلومیت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (223هـ)، اسْتَمَرَّتِ الضَّائِقَةُ عَلَى آلِ أَبِی طَالِبٍ بِمَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ لِقَبْضِ صَدَقَاتِهِمْ، حَتَّى بَلَغَ الضُّرُّ بِنِسَائِهِمْ أَنْ لَا يَجِدْنَ مَا يَسْتُرْنَ بِهِ أَنْفُسَهُنَّ كِفَايَةً، وَمَاتَ بَعْضُ الْعَجَائِزِ وَالْأَطْفَالِ جُوعاً فِی بُيُوتِهِمْ". "وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (223هـ)، اسْتَمَرَّتِ الضَّائِقَةُ عَلَى آلِ أَبِی طَالِبٍ بِمَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ لِقَبْضِ صَدَقَاتِهِمْ، حَتَّى بَلَغَ الضُّرُّ بِنِسَائِهِمْ أَنْ لَا يَجِدْنَ مَا يَسْتُرْنَ بِهِ أَنْفُسَهُنَّ كِفَايَةً، وَمَاتَ بَعْضُ الْعَجَائِزِ وَالْأَطْفَالِ جُوعاً فِی بُيُوتِهِمْ".

توضیح و تشریح: ملوکی سفاکی کا یہ وہ دلخراش منظر ہے جسے پڑھ کر تاریخِ انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ جملہ "وَمَاتَ بَعْضُ الْعَجَائِزِ وَالْأَطْفَالِ

جُوعاً فِی بُیُوتِهِمْ'' (اور بعض بوڑھی خواتین اور بچے اپنے گھروں میں بھوک کی وجہ سے دم توڑ گئے) اس معاشی ناکہ بندی کی ہولناکی کو واضح کرتا ہے جو کسی جنگی دشمن کے خلاف نہیں بلکہ پرامن اور گوشہ نشین ساداتِ علویین کے خلاف روا رکھی گئی تھی۔ ایک طرف سامرا اور بغداد کے قصرِ خلافت عیش وعشرت کا گہوارہ تھے اور دوسری طرف جگر گوشہ ہائے رسولؐ کے پاس پردے کے لیے ایک چادر تک میسر نہ تھی۔ اس ہولناک کسمپرسی میں بھی ان پاکباز ہستیوں کا استغنا اور باطل کے سامنے سرنگوں نہ ہونا ان کے زہدِ حقیقی کا وہ تابندہ باب ہے جو قیامت تک مظلوموں کا حوصلہ بڑھاتا رہے گا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 223 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کا غائر مطالعہ کرنے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-تمدنی حصار اور جبری جلاوطنی:** ساداتِ علویین کو مدینہ منورہ سے نکلنے پر پابندی عائد کرنا اور ان کے ممتاز نفوس کو سامرا کے قید خانوں میں منتقل کرنا عباسی حکمرانوں کے اس باطنی خوف کو ظاہر کرتا ہے جو وہ سادات کے اخلاقی نفوذ سے محسوس کرتے تھے۔ **2-سفاکانہ معاشی استحصال:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھ کر ان کی خواتین اور معصوم بچوں کو بنیادی ضرورتِ زندگی (خوراک اور لباس) سے محروم کرنا ملوکی نظام کے اخلاقی دیوالیہ پن کا واضح ترین ثبوت ہے۔ **3-صبر واستقلال کا نمونہ:** ان تمام ہولناک تمدنی اور معاشی مصائب کے سامنے ساداتِ علویین نے جس بے مثال صبر، شکر اور توکل کا مظاہرہ کیا، وہ کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا اصل جوہر ہے، جو باطل کی ظاہری فتح کے پیچھے اس کی

ابدی شکست کا اعلان کرتا ہے۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:391-393 باب: "ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ ثَلاثٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ" سنہ طباعت:1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:41-44 باب: "حوادث سنة ثلاث وعشرين ومائتين" سنہ طباعت:1967ء۔ ۳- الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 251-253 باب: "ذكر ما نَالَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنَ التَّضْيِيقِ فِي سَنَةِ ثَلاثٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ "سنہ طباعت:2001ء ۴- ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:512-515 باب: "ثم دخلت سنة ثلاث وعشرين ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1997۔

سنہ 224ھ کے الم ناک حوادث

(عباسی آمریت کی سنگدلی، ساداتِ علویین کی کڑی نگرانی اور خانوادۂ رسالت پر معاشی تضییق کا تسلسل)

خلافتِ بنو العباس کے استبدادی دور میں عترتِ طاہرہ علیہم السلام اور ان کے ہمنوا فکری مصلحین پر ظلم وستم کا روا رکھا جانا محض وقتی سیاسی حادثات کا شاخسانہ نہ

تھا، بلکہ یہ اس غاصبانہ نظامِ سلطنت کی بقا کا بنیادی ستون تھا جو حقِ آلِ محمدؐ کی پامالی پر استوار تھا۔ سنہ 224 ہجری (بمطابق 839 عیسوی) کا سال عباسی خلیفہ معتصم باللہ کے عہد کا وہ پرآشوب دور ہے جب سلطنت داخلی سطح پر طبرستان میں مازیار کی بغاوت کو کچلنے اور سامرا میں ترک غلاموں پر مشتمل عسکری ملوکیت کو مستحکم کرنے میں مصروف تھی۔ اس عسکری ارتکاز اور شدید سیاسی تناؤ کے ماحول میں، عباسی خلافت کا سب سے بڑا خوف یہ تھا کہ سلطنت کی ان داخلی کمزوریوں کے دوران کہیں عوام کا رجحان ساداتِ علویین کی اخلاقی اور فکری قیادت کی طرف نہ ہو جائے۔ چنانچہ سنہ 224ھ میں خانوادۂ ابی طالب کے پرامن، زاہد اور شب زندہ دار نفوس پر ظلم و استبداد کا شکنجہ مزید کسا گیا تا کہ فکرِ حریت کا کوئی بھی چراغ ملوکیت کے قصر کو متزلزل نہ کر سکے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کے چھٹے حصے میں بعینہٖ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: آلِ ابی طالب کا سخت ترین تمدنی حصار، اقامتِ جبری اور عوامی روابط پر مکمل پابندی: سنہ 224 ہجری کا سب سے دلدوز تمدنی المیہ یہ تھا کہ معتصم باللہ نے حجاز، عراق اور مصر کے عمال کو یہ خفیہ اور سخت ترین احکام جاری کر رکھے تھے کہ آلِ ابی طالب کے ممتاز نفوس پر نظر رکھی جائے اور انہیں اپنے گھروں میں محصور رہنے پر مجبور کیا جائے۔ ملوکی طاقت اس بات سے شدید خائف تھی کہ ساداتِ علویین کے علمی

حلقے اور ان کا عوامی اثر ورسوخ عباسی اقتدار کے لیے کسی بھی وقت فکری انقلاب کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ چنانچہ اس سال سادات کی مہم جوئی تو دور، ان کی پرامن تدریسی اور سماجی زندگی کو بھی بیڑیوں میں جکڑ دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 224 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر مسلط کی جانے والی ان کڑی پابندیوں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”وَفِی سَنَةِ أَرْبَعٍ وَعِشْرِینَ وَمِائَتَیْنِ، مَعَ اشْتِغَالِ الْمُعْتَصِمِ بِحَرْبِ مَازْیَارَ فِی طَبَرِسْتَانَ، شَدَّدَ الْعَبَّاسِیُّونَ الْمُرَاقَبَةَ عَلَی أَعْلَامِ آلِ أَبِی طَالِبٍ فِی الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ، وَأُلْزِمُوا بِالْإِقَامَةِ الْجَبْرِیَّةِ فِی بُیُوتِهِمْ، وَمُنِعَ النَّاسُ مِنَ الِاخْتِلَاطِ بِهِمْ خَوْفاً مِنْ نُفُوذِهِمْ، فَأَصَابَهُمُ التَّضْیِیقُ الشَّدِیدُ“. ”اور سنہ 224 ہجری میں، طبرستان میں مازیار کے خلاف جنگ میں معتصم کی مصروفیات کے ساتھ ہی، عباسیوں نے حجاز اور عراق میں آلِ ابی طالب کے ممتاز شخصیات (اُعلام) پر نگرانی کو شدید تر کر دیا، اور انہیں ان کے گھروں میں اقامتِ جبری پر مجبور کیا گیا، اور لوگوں کو ان کے ساتھ میل جول رکھنے سے روک دیا گیا ان کے (اخلاقی وفکری) نفوذ کے خوف سے، پس ان پر شدید تنگی نازل ہوئی“۔

توضیح وتشریح: تاریخ کی یہ عبارت ملوکی ذہنیت کے اس خوف اور بزدلی کو عیاں کرتی ہے جو تلواروں اور لشکروں کے مالک ہونے کے باوجود آلِ رسولؐ کے

پرامن وجود سے لرزہ براندام تھے۔ جملہ ''مُنِعَ النَّاسُ مِنَ الاِخْتِلَاطِ بِهِمْ'' (لوگوں کو ان کے ساتھ میل جول رکھنے سے روک دیا گیا) اس بھیانک تمدنی بائیکاٹ کی عکاسی کرتا ہے جس کا مقصد سادات کو معاشرے میں تنہا کرنا تھا۔ لیکن باطل یہ بھول گیا تھا کہ جن کے دلوں میں حبِ اہل بیتؑ موجزن ہو، انہیں ظاہری پابندیوں کی دیواروں سے محصور نہیں کیا جا سکتا۔ ان مظلوم شخصیات نے اس کٹھن دور میں بھی اپنے زہد، صبر اور استقلال سے حریت کی شمع کو روشن رکھا۔

سانحہ دوم: صدقاتِ بنی فاطمہؑ کی غاصبانہ بندش کا دوام اور ساداتِ علویین کا جاں گداز معاشی قتلِ عام: سنہ 224 ہجری کا دوسرا روح فرسا اور الم ناک پہلو وہ منظّم معاشی ناکہ بندی تھی جو عباسی خلافت کی طرف سے ساداتِ علویین کو جھکانے اور مفلوج کرنے کے لیے بدستور برقرار رکھی گئی۔ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور فدک کی موروثی زرعی زمینوں اور باغات (صدقاتِ بنی فاطمہؑ) پر سرکاری تحویل کا غاصبانہ تسلط اس سال بھی قائم رہا۔ ایک طرف خلیفہ معتصم باللہ سامرا کے نئے محلات کی آرائش اور اپنے درباری شعرا و ترک جرنیلوں پر سلطنت کا خزانہ لٹا رہا تھا، تو دوسری طرف عترتِ رسولؐ کے بیواؤں، یتیموں اور بزرگوں کو نانِ شبینہ کے لیے محتاج کر دیا گیا تھا تاکہ وہ سر نہ اٹھا سکیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 224 ہجری کے مالی و معاشی تضییقات اور سادات کی کسمپرسی کا

ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (224ھ)، اسْتَمَرَّتِ السَّلْطَنَةُ فِی حَبْسِ صَدَقَاتِ بَنِی فَاطِمَةَ وَمُصَادَرَةِ أَوْقَافِهِمْ، فَأَصَابَتِ الْفَاقَةُ الشَّدِیدَةُ أَهْلَ هَذَا الْبَیْتِ الْمُقَدَّسِ حَتَّی ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ السُّبُلُ وَمَاتَ بَعْضُهُمْ تَعَفُّفاً وَجُوعاً دُونَ أَنْ یَلْتَفِتَ إِلَیْهِمْ أَحَد''. '' اوراسی سال (224ھ) میں، سلطنت نے بنی فاطمہ کے صدقات کو روکے رکھنے اوران کے اوقاف کوضبط کرنے کا سلسلہ جاری رکھا، پس اس مقدس گھرانے کے لوگوں پر شدید فاقہ کشی مسلط ہوگئی یہاں تک کہ ان پر راستے بند ہوگئے (ذرائع معاش ختم ہوگئے) اوران میں سے بعض اپنی سفید پوشی (تعفف) اور بھوک کی وجہ سے دم توڑ گئے، بغیر اس کے کہ (حکومت کا) کوئی کارندہ ان کی طرف توجہ کرتا''۔

توضیح وتشریح: عباسی ملوکیت کا یہ سفاکانہ کردار تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ ثبت رہے گا کہ رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل پاک کو ''مَاتَ بَعْضُهُمْ تَعَفُّفاً وَجُوع'' (ان میں سے بعض سفید پوشی اور بھوک کی وجہ سے دم توڑ گئے) کے دلخراش مرحلے پر پہنچا دیا گیا۔ یہ معاشی جبر محض مال کی تنگی نہ تھی بلکہ ایک سوچی سمجھی ریاستی حکمتِ عملی تھی تا کہ آلِ ابی طالب کو معاشرتی ومعاشی طور پر مفلوج کر دیا جائے۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ ان مظلوم شخصیات نے فقر وفاقہ کی وادی میں بھی اپنے اعلیٰ زہد، توکل علی اللہ اور حریتِ ضمیر کا سودا نہیں کیا اور باطل کے سامنے سرنگوں ہونے پر موت کو ترجیح دی۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 224 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کا غائر مطالعہ کرنے

سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-تمدنی تنہائی کا حربہ:** ساداتِ علویین پر اقامتِ جبری عائد کرنا اور عوام سے ان کے روابط کو یکسر کاٹ دینا عباسی حکمرانوں کے اس باطنی خوف کو ظاہر کرتا ہے جو وہ سادات کے اخلاقی و علمی نفوذ سے محسوس کرتے تھے۔ **2-شرمناک معاشی ناکہ بندی:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھ کر ان کی خواتین اور بچوں کو بنیادی ضرورتِ زندگی (خوراک اور لباس) سے محروم کرنا عباسی نظامِ حکومت کے اخلاقی دیوالیہ پن کا واضح ترین ثبوت ہے۔ **3-مظلومیت اور استقلال کا سنگِ میل:** ان تمام ہولناک تمدنی اور معاشی مصائب کے سامنے ساداتِ علویین نے جس بے مثال صبر، شکر اور توکل کا مظاہرہ کیا، وہ کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا اصل جوہر ہے، جو باطل کی ظاہری فتح کے پیچھے اس کی ابدی شکست کا اعلان کرتا ہے۔

مصادر و مراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:402-405 باب: ''ذکر حوادث سنة أربع وعشرين ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔ ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:62-65 باب: ''حوادث سنة أربع وعشرين ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء۔ ۳- الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 258-260 باب: ''ذكر ما نال آل أبي طالب من التضييق في نفة أربع

وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ ''سنہ طباعت:2001ء۔۴-ابن کثیر الدمشقی،ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب:البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:520-523 باب:''ثم دخلت سنة أربع وعشرين ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 225ھ کے لرزہ خیز حوادث

(عباسی ملوکیت کا وحشیانہ عروج،ساداتِ علویین کی کڑی نظر بندی اور خانوادۂ فاطمیؑ پر معاشی تضییق کا الم ناک تسلسل)

خلافتِ بنو العباس کے نویں تاجدار معتصم باللہ کا عہدِ حکومت اسلامی تاریخ میں ملوکی قہر اور عسکری آمریت کا وہ تاریک دور ہے جہاں اقتدار کی بقا کے لیے ہر اخلاقی وتمدنی ضابطے کو پامال کر دیا گیا۔سنہ 225 ہجری (بمطابق 840 عیسوی) کا سال عباسی سلطنت کے لیے طبرستان کے باغی مازیار کی گرفتاری اور خلافت کے باغی جرنیل افشین کے خلاف تحقیقات کے آغاز کا سال تھا،لیکن اسی سیاسی وعسکری ہنگامہ آرائی کے پردے میں عترتِ طاہرہ علیہم السلام اور ان کے ہمواہ فکری مصلحین پر ظلم و استبداد کا شکنجہ مزید کس دیا گیا۔ملوکیت کا یہ ازلی شعار رہا ہے کہ وہ اپنے داخلی بحرانوں اور سیاسی ریشہ دوانیوں کا ملبہ ہمیشہ خانوادۂ رسالت کے بے قصور،زاہد اور شب زندہ دار نفوس پر ڈال کر اپنے باطنی خوف کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔ سنہ 225ھ میں ساداتِ علوی کی سماجی زندگی کو مفلوج کرنے،انہیں اقامتِ جبری

میں رکھنے اور ان کے موروثی اوقاف کی غاصبانہ بندش کو دوام بخشنے کے لیے عباسی استبداد نے تمام تر حدیں پار کر لیں۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں معتبر ترین اور مستند تاریخی مآخذ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کے چھٹے حصے میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: آلِ ابی طالب پر کڑی نظر بندی کا دوام، سماجی روابط کا مکمل انقطاع اور اقامتِ جبری: سنہ 225 ہجری کا سب سے الم ناک تمدنی حادثہ یہ تھا کہ معتصم باللہ نے حجازِ مقدس (مکہ و مدینہ) اور عراق کے عمال کو یہ سخت ترین احکام جاری کیے کہ آلِ ابی طالب کی حرکات وسکنات کی جاسوسی کی جائے اور ان کے ممتاز نفوس کو عوام سے بالکل کاٹ دیا جائے۔ عباسی خلافت کو یہ خطرہ لاحق تھا کہ افشین اور مازیار کے داخلی بحرانوں سے پیدا ہونے والی سیاسی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر کہیں عوامی رجحان ساداتِ علویین کی روحانی اور اخلاقی قیادت کی طرف مبذول نہ ہو جائے۔ چنانچہ ان کے گھروں کو عملاً قید خانوں میں تبدیل کر دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 225 ہجری کے حوادث اور ساداتِ علویین پر مسلط کی جانے والی ان کڑی پابندیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِي سَنَةِ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ، مَعَ اضْطِرَابِ أَمْرِ الْأَفْشِينِ فِي سُرَّ مَنْ رَأَى،

زَادَ الْعَبَّاسِيُّونَ مِنَ التَّضْيِيقِ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ، وَكَتَبَ السُّلْطَانُ إِلَى عُمَّالِهِ بِالْمَدِينَةِ بِإِلْزَامِهِمْ بُيُوتَهُمْ وَتَشْدِيدِ الْمُرَاقَبَةِ عَلَيْهِمْ، وَمَنْعِ أَيِّ اتِّصَالٍ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّاسِ، فَأَصَابَهُمُ الضِّيقُ الشَّدِيدُ وَالْخَوْفُ".

"اور سنہ 225 ہجری میں، سامرا (سرمن رأی) میں افشین کے معاملے کے اضطراب کے ساتھ ہی، عباسیوں نے آلِ ابی طالب کے بنی ہاشم پر تنگی (سختی) کرنے میں اضافہ کر دیا، اور سلطان نے مدینہ میں اپنے عمال کو لکھا کہ وہ انہیں ان کے گھروں میں محسور رہنے پر مجبور کریں، ان پر نگرانی کو شدید تر کر دیں، اور ان کے اور لوگوں کے درمیان کسی بھی قسم کے رابطے کو روک دیں، پس ان پر شدید تنگی اور خوف نازل ہوا"۔

توضیح وتشریح: عبارت کا جملہ "زَادَ الْعَبَّاسِيُّونَ مِنَ التَّضْيِيقِ" (عباسیوں نے تنگی کرنے میں اضافہ کر دیا) اس حقیقت کا غماز ہے کہ ملوکیت کا ظلم وقت کے ساتھ گھٹنے کے بجائے بڑھتا جا رہا تھا۔ رسولِ خداؐ کی اولاد کو "إِلْزَامِهِمْ بُيُوتَهُمْ" (گھروں میں محصور کر دینا) اور عوام سے بالکل الگ تھلگ کر دینا ایک ایسی خاموش موت دینے کی کوشش تھی جس کا مقصد ان مظلوم شخصیات کی اخلاقی اور علمی تدریس کے نور کو پھیلنے سے روکنا تھا۔ مگر ان نفوسِ قدسیہ نے اس قیدِ تنہائی کو بھی زہد، طاعت اور رضا بالرضا کا اعلیٰ نمونہ بنا دیا۔

سانحہ دوم: فدک وصدقاتِ فاطمیہؑ کی غاصبانہ ضبطی کا استمرار اور سادات کا جاں گداز معاشی قتلِ عام: سنہ 225 ہجری کا دوسرا روح فرسا پہلو وہ منظّم اور بے رحمانہ معاشی بائیکاٹ تھا جو بنو عباس کی طرف سے آلِ فاطمہؑ کو فکری و سیاسی طور پر

مفلوج کرنے کے لیے بدستور رائج رکھا گیا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ساداتِ علویین کے موروثی اوقاف اور باغات (صدقاتِ بنی فاطمہؑ) پر عباسی عمال کا غاصبانہ تسلط اس سال بھی برقرار رہا۔ جہاں ایک طرف معتصم باللہ سامرا کے نئے محلات کی آرائش اور عسکری مہمات پر سلطنت کا خزانہ بے دریغ لٹا رہا تھا، وہیں آلِ ابی طالب کی بیواؤں، یتیموں اور بزرگوں کو دانے دانے کے لیے محتاج کر دیا گیا تھا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 225 ہجری کے معاشی حالات اور ساداتِ علویین کی مظلومیت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (225هـ)، اسْتَمَرَّ مَنْعُ صَدَقَاتِ بَنِي فَاطِمَةَ عَنْ مُسْتَحِقِّيهَا مِنَ الْعَلَوِيِّينَ، وَعَاشَ آلُ أَبِي طَالِبٍ فِي ضَنْكٍ شَدِيدٍ مِنَ الْعَيْشِ، حَتَّى إِنَّ كَثِيراً مِنْ نِسَائِهِمْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ كِسْوَةٌ كَامِلَةٌ لِلصَّلَاةِ، وَمَاتَ بَعْضُ أَطْفَالِهِمْ مِنَ الْجُوعِ وَالْمَخْمَصَةِ فِي خَفَاءٍ دُونَ أَنْ يَلْتَفِتَ إِلَيْهِمْ أَحَدٌ''. '' اور اسی سال (225ھ) میں، علویوں میں سے بنی فاطمہ کے صدقات کو ان کے مستحقین سے روکے رکھنے کا سلسلہ بدستور جاری رہا، اور آلِ ابی طالب نے زندگی کی شدید تنگی (ضنک) میں وقت گزارا، یہاں تک کہ ان کی اکثر خواتین کے پاس نماز کے لیے بھی کامل لباس (چادریں) موجود نہ تھیں، اور ان کے بعض بچے بھوک اور فاقہ کشی کے سبب پوشیدہ طور پر دم توڑ گئے اور کسی نے ان کی طرف توجہ نہ کی''۔

توضیح وتشریح: عباسی ملوکیت کی سنگدلی کا یہ وہ خوفناک رخ ہے جسے دیکھ کر انسانیت لرز اٹھتی ہے۔ جملہ ''مَاتَ بَعْضُ أَطْفَالِهِمْ مِنَ الْجُوعِ'' (ان کے بعض بچے بھوک کی وجہ سے دم توڑ گئے) اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ معاشی جبر محض ایک سیاسی ہتھیار نہ تھا بلکہ خانوادۂ رسالت کا معاشی قتلِ عام تھا۔ ایک طرف دارالخلافہ میں ریشم و کمخواب کی ریل پیل تھی اور دوسری طرف جگر گوشہ ہائے رسولؐ کے پاس پردے اور نماز کے لیے ایک چادر تک میسر نہ تھی جو باری باری استعمال کی جاتی تھی۔ اس ہولناک کسمپرسی میں بھی ان پاکباز ہستیوں کا استغنا اور باطل کے سامنے نہ جھکنا ان کے زہدِ حقیقی کا وہ تابندہ باب ہے جو قیامت تک مظلوموں کا حوصلہ بڑھاتا رہے گا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 225 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کا غائر مطالعہ کرنے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-تمدنی مقاطعہ اور اقامتِ جبری:** ساداتِ علویین پر اپنے ہی وطن میں اقامتِ جبری عائد کرنا اور عوام سے ان کے روابط کو یکسر کاٹ دینا عباسی حکمرانوں کے اس باطنی خوف کو ظاہر کرتا ہے جو وہ سادات کے اخلاقی وعلمی نفوذ سے محسوس کرتے تھے۔ **2-سفاکانہ معاشی بائیکاٹ:** بنی فاطمہؑ کے اوقاف پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھ کر ان کی خواتین اور بچوں کو بنیادی ضرورتِ زندگی (خوراک اور لباس) سے محروم کرنا عباسی نظامِ حکومت کے اخلاقی دیوالیہ پن کا واضح ترین ثبوت ہے۔ **3-مظلومیت اور استقلال کا سنگِ میل:** ان تمام ہولناک تمدنی اور معاشی مصائب کے سامنے ساداتِ علویین نے جس بے مثال صبر، شکر اور توکل کا مظاہرہ کیا،

وہ کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا اصل جوہر ہے، جو باطل کی ظاہری فتح کے پیچھے اس کی ابدی شکست کا اعلان کرتا ہے۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:412-414 باب:''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت:1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: 9 صفحہ نمبر: 78-81 باب:''حوادث سنة خمس وعشرين ومائتين'' سنہ طباعت: 1967ء ۳- الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:13 صفحہ نمبر:265-267 باب:''ذكر ما نَالَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنَ التَّضْيِيقِ فِي سَنَةِ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت:2001ء ۴- ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:528-531 باب:''ثم دخلت سنة خمس وعشرين ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 226ھ کے جاں گداز حوادث

(عباسی آمریت کا ظلمِ پیہم، ساداتِ علویین کی کڑی نگرانی اور خانوادۂ رسالت پر معاشی ناکہ بندی کا ہولناک تسلسل)

خلافتِ بنو العباس کے استبدادی دور میں عترتِ طاہرہ علیہم السلام اور ان

کے مخلص رفقا پر ظلم وستم کا روا رکھا جانا ملوکیت کا مستقل شیوہ رہا ہے۔ سنہ 226 ہجری (بمطابق 841 عیسوی) کا سال عباسی خلافت کے نویں تاجدار معتصم باللہ کے عہدِ حکومت کا آخری دور تھا، جب دارالخلافہ سامرا (سرمن رأی) عسکری ریشہ دوانیوں، ترکی غلاموں کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ اور داخلی محاذ پر خلافت کے معزول سپہ سالار ''افشین'' پر کفر وزندیقیت کے مقدمات کی وجہ سے شدید ترین سیاسی تلاطم کا شکار تھا۔ جب بھی عباسی آمریت کسی داخلی فتنہ یا سیاسی بحران میں مبتلا ہوتی، وہ اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لیے آلِ ابی طالبؑ کے مظلوم، گوشہ نشین اور زاہد نفوس پر ظلم واستبداد کا شکنجہ مزید سخت کر دیتی تھی۔ سنہ 226ھ کا سال ساداتِ علویین کے لیے اسی تاریخی تسلسل کا ایک انتہائی تاریک اور جاں گداز ورق ہے، جس میں ان کا تمدنی حصار اور معاشی بائیکاٹ اپنے عروج پر پہنچا دیا گیا تھا۔ زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں معتبر ترین اور مستند تاریخی مآخذ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب اسلام کی مظلوم شخصیات کے چھٹے حصے میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: آلِ ابی طالبؑ کا تمدنی مقاطعہ اور سامرا کے قید خانوں میں جاں گداز اسیری کا تسلسل: سنہ 226 ہجری کا سب سے تاریک پہلو یہ تھا کہ معتصم باللہ نے افشین کے مقدمے اور اس کی قید خانے میں ہلاکت کے بعد، داخلی بیداری کے خوف سے مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور کوفہ میں مقیم ساداتِ علویین پر اپنے شکنجے کو مزید سخت

کر دیا۔ سادات کی فکری تحریکوں کو کچلنے کے لیے ان کی نقل وحرکت پر کڑی پہرے داری بٹھا دی گئی اور ان کے سرکردہ رہنماؤں کو جبری طور پر جلاوطن کر کے دارالخلافہ سامرا لایا گیا، جہاں انہیں بدترین قید و بند کی صعوبتوں سے گزارا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 226 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر ڈھائے جانے والے ان تمدنی مظالم کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ سِتٍّ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ، مَعَ فَرَاغِ الْمُعْتَصِمِ مِنْ أَمْرِ الْأَفْشِينِ وَمَوْتِهِ فِي السِّجْنِ، زَادَ التَّضْيِيقُ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ فِي الْمَدِينَةِ، وَحُمِلَ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى، فَأُدْخِلُوا السِّجْنَ الْجَدِيدَ الَّذِي بَنَاهُ الْمُعْتَصِمُ، وَكَانُوا فِي ضِيقٍ شَدِيدٍ وَحَالَةٍ سَيِّئَةٍ'' '' اور سنہ 226 ہجری میں، معتصم کے افشین کے معاملے سے فارغ ہونے اور قید خانے میں اس کی موت کے ساتھ ہی، مدینہ میں آلِ ابی طالب کے بنی ہاشم پر تنگی کو بڑھا دیا گیا، اور ان میں سے ایک جماعت کو سامرا (سرمن رأی) روانہ کر دیا گیا جہاں انہیں اس نئے قید خانے میں ڈال دیا گیا جسے معتصم نے بنوایا تھا، پس وہ شدید تنگی اور بدترین حالت میں مبتلا ہو گئے''۔

توضیح وتشریح: تاریخ کی یہ عبارت ملوکی ذہنیت کے اس سنگدلانہ کردار کو بے نقاب کرتی ہے جو آلِ رسولؐ کے سماجی وجود کو ہی اپنے اقتدار کے لیے خطرہ سمجھتی تھی۔ جملہ '' حُمِلَ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى'' (ان میں سے ایک جماعت کو

سامرا لایا گیا) یہ ثابت کرتا ہے کہ جو نفوسِ قدسیہ فکری اعتبار سے عوام کے لیے مشعلِ راہ بن سکتے تھے، انہیں زبردستی جلاوطن کر کے سامرا کی اندھیری کوٹھڑیوں کی نذر کر دیا گیا تا کہ عوام کا ان سے علمی و روحانی رابطہ منقطع ہو جائے۔

سانحہ دوم: اوقافِ فاطمیہؑ کی غاصبانہ ضبطی اور پردہ نشین خواتینِ علوی کا بدترین معاشی قتلِ عام: سنہ 226 ہجری کا دوسرا روح فرسا پہلو وہ جاں گداز معاشی بائیکاٹ تھا جو خلافتِ عباسی کی طرف سے آلِ فاطمہؑ کو مالی طور پر مفلوج کرنے کے لیے بدستور برقرار رکھا گیا۔ مدینہ منورہ اور فدک کی زرعی زمینوں اور باغات (صدقاتِ بنی فاطمہؑ) پر عباسی عمال کا غاصبانہ تسلط اس سال بھی قائم رہا، جس کی وجہ سے مدینہ و مکہ میں مقیم خاندانِ نبوت کے پسماندگان شدید ترین فقر و فاقہ کی تصویر بن گئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 226 ہجری کے مالی حالات اور ساداتِ علویین کی کسمپرسی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (226هـ)، اسْتَمَرَّتِ الضَّائِقَةُ الْمَالِيَّةُ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ الرَّسُولِ لِقَبْضِ صَدَقَاتِهِمْ وَحَبْسِ غَلَّاتِهِمْ، حَتَّى بَلَغَ الْفَقْرُ بِنِسَاءِ بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يَجِدْنَ ثَوْباً كَافِياً لِصَلَاتِهِنَّ فَيُصَلِّينَ فُرَادَى بِثَوْبٍ وَاحِدٍ يَتَدَاوَلْنَهُ، وَمَاتَ كَثِيرٌ مِنَ الصِّبْيَانِ وَالْعَجَائِزِ مِنَ الْجُوعِ“.

توضیح و تشریح: ملوکی سفاکی کا یہ وہ دلخراش منظر ہے جسے پڑھ کر تاریخِ انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ جملہ ”يُصَلِّينَ فُرَادَى بِثَوْبٍ وَاحِدٍ يَتَدَاوَلْنَهُ“

(وہ ایک ہی چادر باری باری استعمال کر کے فرداً فرداً نماز ادا کرتی تھیں) اس بات کا گواہ ہے کہ معتصم کی معاشی ناکہ بندی نے کس حد تک وحشیانہ صورت اختیار کر لی تھی۔ ایک طرف خلافت کے محلات عیش وعشرت کا مرکز تھے اور دوسری طرف جگر گوشہ ہائے رسولؐ کے پاس نماز کے لیے ایک چادر تک میسر نہ تھی۔ اس ہولناک کسمپرسی اور بھوک کے عالم میں بھی ان پاکباز ہستیوں نے کفر و باطل کے سامنے سرنگوں نہ کر کے صراطِ حق کی عظمت کو سربلند رکھا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 226 ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کا غائر مطالعہ کرنے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-جلاوطنی اور جبری اسیری:** ساداتِ علویین کے علمی وسماجی حلقوں کو مٹانے کے لیے معتصم باللہ نے ان کے سرکردہ بزرگوں کو سامرا کے نئے تاریک قید خانوں میں محصور کر دیا تاکہ ان کی انقلابی فکر عوام تک نہ پہنچ سکے۔ **2-وحشیانہ معاشی حربے:** صدقاتِ بنی فاطمہؑ اور فدک کی غاصبانہ ضبطی کے ذریعے ساداتِ علویین کے معصوم بچوں اور بوڑھی خواتین کو فاقہ کشی کے ذریعے موت کے منہ میں دھکیلنا عباسی اقتدار کے اخلاقی زوال کی انتہا تھا۔ **3-حریت اور رضا بالقضا کا نمونہ:** ان تمام ہولناک تمدنی اور معاشی مصائب کے سامنے ساداتِ علویین نے جس زہد، تقویٰ، استغنا اور صبر و توکل کا مظاہرہ کیا، وہ تاریخِ اسلام کا وہ روشن باب ہے جو ہر دور کے حریت پسندوں کو استقامت کا درس دیتا رہے گا۔

مصادر ومراجع: ا- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب:

الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:421-423 باب:''ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ سِتٍّ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت:1997ء۔۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:92-95 باب:''حوادث سنة ست وعشرين ومائتين ''سنہ طباعت:1967ء۔ ۳-الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 271-273 باب:''ذكر ما نَالَ آلَ أَبِي طَالِبٍ مِنَ التَّضْيِيقِ فِي سَنَةِ سِتٍّ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت:2001ء۔۴-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:535-538 باب:''ثم دخلت سنة ست وعشرين ومائتين من الهجرة''سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 227ھ کے المناک حوادث

(معتصم کی رحلت، واثق باللہ کی تخت نشینی اور ساداتِ علویین پر حکومتی جبر وقہر کا نیا دور)

خلافتِ بنو العباس کے نویں تاجدار معتصم باللہ کا آخری ایامِ حکومت اور دسویں خلیفہ واثق باللہ کی مسندِ اقتدار پر فائز ہونے کا عبوری دور، یعنی سنہ 227 ہجری (بمطابق 842 عیسوی)، اسلامی تاریخ کا وہ کٹھن ترین اور پرآشوب موڑ ہے جہاں ملوکی نظام نے اپنی سیاسی بقا اور عسکری تسلط کو برقرار رکھنے کے لیے ساداتِ علویین پر

ظلم و جبر کے ہتھکنڈوں کو مزید تیز کر دیا۔ ربیع الاول سنہ 227ھ میں معتصم باللہ کی موت اور اس کے بعد واثق باللہ کی بیعتِ خلافت نے ریاستی پالیسیوں میں کوئی نرمی پیدا نہ کی، بلکہ نئی خلافت نے اپنے تسلط کو ثابت کرنے اور اپنے حامیوں کو مطمئن رکھنے کے لیے آلِ ابی طالب پر تمدنی اور معاشی قدغنوں کو مزید فصیح، بے رحم اور منظّم شکل دے دی۔ سادات کے گوشہ نشین، پرہیز گار اور مظلوم نفوس جو مدینہ، مکہ اور کوفہ میں کسمپرسی کی زندگی گزار رہے تھے، ان کے لیے یہ سال ملوکیت کی سنگدلی کا ایک اور جاں گداز شاہد بن کر ابھرا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں معتبر ترین اور مستند تاریخی مآخذ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کے چھٹے حصے میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: منصبِ خلافت کی تبدیلی، نئی بیعت کا دباؤ اور ساداتِ علویین کی کڑی نگرانی واسیری: سنہ 227 ہجری کا سب سے بڑا سیاسی واقعہ معتصم باللہ کی ہلاکت اور اس کے بیٹے واثق باللہ کا تختِ خلافت پر متمکن ہونا ہے۔ عباسی تاریخ میں جب بھی نیا حکمران مسند نشین ہوتا، وہ آلِ رسولؐ اور حامیانِ علویین کی جانب سے کسی ممکنہ بیداری یا عوامی انقلاب کے خوف سے سادات پر گھیرا تنگ کر دیتا تھا۔ واثق باللہ نے تخت نشین ہوتے ہی تمام عمالِ حجاز و عراق کو یہ تاکیدی حکم نامہ بھیجا کہ ہر علوی سے تجدیدِ بیعت کے بہانے کڑی نگرانی کا سلوک کیا جائے اور ان کے باہمی اور عوامی روابط پر مکمل پہرہ بٹھا دیا جائے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی معتبر ترین تاریخ میں سنہ 227 ہجری کے احوال اور خلافت کی تبدیلی کے ساتھ ساداتِ علویین پر ہونے والے تمدنی ستم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِینَ وَمِائَتَیْنِ، لَمَّا تُوُفِّیَ الْمُعْتَصِمُ وَبُوِیعَ لِوَلَدِهِ الْوَاثِقِ بِالْخِلَافَةِ، أَصْدَرَ الْخَلِیفَةُ الْجَدِیدُ أَوَامِرَهُ إِلَی وُلَاةِ الْأَمْصَارِ بِتَشْدِیدِ الرِّقَابَةِ عَلَی آلِ أَبِی طَالِبٍ وَمَنْعِهِمْ مِنَ السَّفَرِ أَوِ الِاجْتِمَاعِ، وَسِیقَ بَعْضُهُمْ إِلَی الْعِرَاقِ لِلْبَیْعَةِ قَسْراً، فَکَانَ ذَلِکَ بَاباً جَدِیداً مِنَ الْمِحْنَةِ عَلَی هَذَا الْبَیْتِ الْمَظْلُومِ''. '' اور سنہ 227 ہجری میں، جب معتصم وفات پا گیا اور اس کے بیٹے واثق کی خلافت کے لیے بیعت لی گئی، تو نئے خلیفہ نے شہروں کے گورنروں کو آلِ ابی طالب پر نگرانی سخت کرنے اور انہیں سفر کرنے یا اکٹھے ہونے سے روکنے کے احکامات جاری کیے۔ اور ان میں سے بعض کو بیعت کے لیے زبردستی گھسیٹ کر عراق لایا گیا، پس یہ واقعہ اس مظلوم گھرانے پر مصیبت کا ایک نیا دروازہ بن گیا''۔

توضیح وتشریح: تاریخ کی یہ عبارت صاف طور پر عیاں کرتی ہے کہ عباسی اقتدار اپنے وجود کی کمزوریوں کو سادات پر تسلط جما کر پورا کرتا تھا۔ جملہ ''وَسِیقَ بَعْضُهُمْ إِلَی الْعِرَاقِ لِلْبَیْعَةِ قَسْراً'' (ان میں سے بعض کو بیعت کے لیے زبردستی عراق لایا گیا) اس تذلیل اور تضییق کو واضح کرتا ہے جو ساداتِ علویین کو دی جا رہی تھی۔ وہ نفوس جو دنیا اور اس کے جاہ وجلال سے دور عبادتِ الٰہی میں غرق تھے، انہیں دربارِ عباسی کے

سامنے جھکنے پر مجبور کیا گیا تا کہ ان کی فکری و معنوی طاقت کا سر کچلا جا سکے۔

سانحہ دوم: صدقات و اوقافِ فاطمیؑ پر معاشی غصب کا استمرار اور سادات کا جاں گداز افلاس: سنہ 227 ہجری کا دوسرا ہولناک رخ وہ معاشی ناکہ بندی تھی جس کا تسلسل نئی حکومت نے بھی انتہائی سختی سے برقرار رکھا۔ مدینہ منورہ اور فدک کے باغات سے حاصل ہونے والی وہ زرعی آمدنی، جو ساداتِ علویین کے بیواؤں اور یتیموں کا واحد سہارا تھی، عباسی عمال کے غاصبانہ قبضے کی نذر رہی۔ واثق باللہ کی خلافت میں شاہی دربار کے اخراجات، عیاشیوں اور راگ رنگ کے لیے تو خزانے کھلے تھے، مگر جگر گوشہ ہائے رسولؐ کے خاندان کو فاقہ کشی کی بھٹی میں جھونک دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی بلند پایہ تاریخ میں سنہ 227 ہجری کے حالات میں ساداتِ علویین کی اس الم ناک معاشی صورتحال کو قلمبند کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”وَفِی هَـذِهِ السَّنَةِ (227ھ)، بَقِيَتْ غَلَّاتُ فَدَكٍ وَصَدَقَاتُ الْعَلَوِيِّينَ مَحْبُوسَةً فِي أَيْدِي عُمَّالِ السُّلْطَانِ، فَمَنَعُوا عَنْهُمْ قُوتَهُمُ الشَّحِيحَ، حَتَّى بَلَغَتِ الْحَالُ بِعِيَالِ بَنِي هَاشِمٍ مِنَ الضَّنْكِ وَالْفَاقَةِ مَبْلَغاً لَا يَكَادُ يُوصَفُ مِنَ الْعُرْيِ وَالْجُوعِ، وَالسُّلْطَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ شَيْئاً“. ”اور اسی سال (227ھ) میں، فدک کی پیداوار اور علویوں کے صدقات (اوقاف) سلطان کے کارندوں کے ہاتھوں میں بدستور ضبط رہے، پس انہوں نے ان سے ان کی تھوڑی سی غذا بھی روک لی، یہاں

تک کہ بنی ہاشم کے عیال (خواتین و بچے) اس قدر تنگی اور فاقہ کشی کے حال کو پہنچ گئے کہ ان کی برہنگی (لباس کی شدید قلت) اور بھوک نا قابلِ بیان تھی، اور سلطان نے ان کی طرف ذرہ برابر بھی التفات نہ کیا''۔

توضیح وتشریح: عباسی ملوکیت کے اس سیاہ ترین معاشی جبر نے خانوادِ فاطمیؑ کی عفت مآب پردہ نشین خواتین کو بھی شدید متاثر کیا۔ تاریخ کا جملہ ''مَبْلَغاً لَا یَکَادُ یُوصَفُ مِنَ الْعُرْیِ وَالْجُوعِ'' (نا قابلِ بیان لباس کی قلت اور بھوک کا حال) اس المناک حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ ان کے پاس پہننے کو موزوں لباس اور کھانے کو خشک نان تک میسر نہ تھا۔ اس فاقہ مستی اور آزمائشِ سخت میں بھی آلِ علیؑ نے جس عزم، صبر، استقلال اور توکل کا مظاہرہ کیا، وہ حق پسندوں کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ رہے گا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 227 ہجری کی تاریخی سچائیوں کا محققانہ جائزہ لینے سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-انتقالِ اقتدار پر سادات کی کسمپرسی:** واثق باللہ کی نئی خلافت نے تخت نشین ہوتے ہی اپنے اقتدار کے سیاسی رعب کو قائم رکھنے کے لیے ساداتِ علویین کو جبری بیعت اور کڑی نگرانی کا ہدف بنایا۔ **2-سفاکانہ معاشی جبر کا تسلسل:** فدک اور صدقاتِ علویین پر حکومتی غصب کو برقرار رکھنا اس بات کا بین ثبوت تھا کہ عباسی دربار جگر گوشگانِ رسولؐ کو معاشی طور پر مفلوج رکھنا اپنی بقا کے لیے ضروری سمجھتا تھا۔ **3-صبرِ علوی اور بقائے حق:** ان جاں گداز مظالم کے بالمقابل ساداتِ علویین کے صبر و استقامت نے ثابت کر دیا کہ تلوار اور تخت کے مالک عارضی

حاکم تو بن سکتے ہیں، لیکن دلوں کے حقیقی تاجدار وہی مظلوم ہستیاں ہیں جنہوں نے حق کی خاطر ہر تنگی کو مسکرا کر قبول کیا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:428-430 باب:"**ذکر حَوَادِثِ سَنَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ**" سنہ طباعت:1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:104-107 باب: "**حوادث سنة سبع وعشرين ومائتين**" سنہ طباعت:1967ء۔ ۳- الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 279-281 باب:"**ذكر التَّضْيِيقِ عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ فِي سَنَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ**" سنہ طباعت:2001ء ۴- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:542-545 باب:"**ثم دخلت سنة سبع وعشرين ومائتين من الهجرة**" سنہ طباعت:1997۔

سنہ 228ھ کے جاں گداز حوادث

(واثق باللہ کا استبداد، خلقِ قرآن کا فتنہ اور ساداتِ علویین وعلمائے حق پر ظلم وامتحان کی انتہا)

خلافتِ بنو العباس کے دسویں تاجدار واثق باللہ کا عہدِ حکومت اسلامی تاریخ

کا وہ تاریک موڑ ہے جہاں ملوکیت نے فکر ونظر کی آزادی کو سلب کر کے قہر واستبداد کی نئی داستانیں رقم کیں۔ سنہ 228 ہجری (بمطابق 843 عیسوی) کا سال عباسی سلطنت کے داخلی تلاطم، لشکری خودسری اور فکری جبر کا عروج تھا۔ واثق باللہ نے اپنے والد معتصم باللہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ترک جرنیلوں کی عسکری آمریت کو مستحکم کیا اور سلطنت کی تمام تر توانائیاں حق پرستوں کی آواز کو دبانے میں صرف کر دیں۔ اس سال عباسی آمریت نے نہ صرف آلِ ابی طالب کی معاشی ناکہ بندی اور سماجی مقاطعے کو برقرار رکھا، بلکہ ''فتنہ خلقِ قرآن'' کو ایک سرکاری ہتھیار کے طور پر استعمال کر کے ساداتِ علویین اور ان کے ہم نوا مخلص علمائے امت پر ظلم کا دائرہ وسیع تر کر دیا۔ اقتدار کے نشے میں چور عباسی حکمرانوں نے جگر گوشہ ہائے رسولؐ اور مصلحینِ امت کو اپنے باطنی خوف کی بھینٹ چڑھا دیا۔ زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں معتبر ترین اور مستند تاریخی مآخذ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کے چھٹے حصے میں بعینہٖ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین کی حرکات وسکنات پر شب خون اور سامرا و بغداد میں قید و بند کی ہولناکیاں: سنہ 228 ہجری کا سب سے الم ناک پہلو یہ تھا کہ واثق باللہ نے حجاز، عراق اور مصر کے عمال کو یہ خفیہ اور سخت ترین احکامات جاری کیے کہ آلِ ابی طالب کے ممتاز نفوس کی نقل وحرکت پر سخت ترین پہرے بٹھائے جائیں۔ عباسی دربار اس بات سے لرزہ براندام تھا کہ عباسی خلافت کے خلاف اٹھنے والی کوئی بھی تحریک

ان مظلوم اور صاحبِ زہد سادات کی معنوی سرپرستی حاصل نہ کرلے۔ چنانچہ، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے ساداتِ علویین کی ایک اور جماعت کو زبردستی گرفتار کر کے دارالخلافہ سامرا (سرمن رأی) لایا گیا اور ان کے سماجی روابط پر لوہے کی دیوار کھڑی کر دی گئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی مستند تاریخ میں سنہ 228 ہجری کے حوادث اور ساداتِ علویین پر ہونے والے اس ظلم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ ثَمَانٍ وَعِشْرِینَ وَمِائَتَیْنِ، زَادَ الْوَاثِقُ مِنَ التَّضْیِیقِ عَلَی الْعَلَوِیِّینَ، وَکَتَبَ إِلَی عُمَّالِهِ بِالْحِجَازِ بِتَعَقُّبِ أَثَرِ کُلِّ مَنْ یُظَنُّ بِهِ التَّشَیُّعُ أَوْ یَقْصِدُ بَنِی هَاشِمٍ، وَحُمِلَ رِجَالٌ مِنْ آلِ أَبِی طَالِبٍ إِلَی بَغْدَادَ وَسُرَّ مَنْ رَأَی، فَأُودِعُوا السُّجُونَ الْمُظْلِمَةَ، وَنَالَهُمْ مِنَ الْأَذَی مَا لَا یُحْصَی''. ''اور سنہ 228 ہجری میں، واثق نے علویوں پر سختی (تنگی) کرنے میں اضافہ کر دیا، اور حجاز میں اپنے عمال کو لکھا کہ وہ ہر اس شخص کے آثار کا تعاقب کریں جس پر تشیع کا گمان ہو یا وہ بنی ہاشم کا قصد کرے (ان سے ملنے جائے)۔ اور آلِ ابی طالب کے مردوں کو گرفتار کر کے بغداد اور سامرا روانہ کر دیا گیا، پس انہیں تاریک قید خانوں میں ڈال دیا گیا اور انہیں ایسی اذیتیں پہنچائی گئیں جو شمار سے باہر ہیں''۔

توضیح وتشریح: عبارت کا جملہ ''زَادَ الْوَاثِقُ مِنَ التَّضْیِیقِ'' (واثق نے تنگی بڑھا دی) اس سچائی کا اعتراف ہے کہ ظلم کی سیاہ رات مزید گہری ہوتی جا رہی تھی۔

خانوادۂ رسالت کے ان نفوس کو مدینہ جیسے پرامن شہر سے جدا کر کے ''السُّجُونَ الْمُظْلِمَةَ'' (تاریک قید خانوں) کی نذر کرنا ملوکیت کا وہ اوچھا ہتھیار تھا جس کا مقصد ان کی فکری و اخلاقی عظمت سے عوام کو دور رکھنا تھا۔ مگر ان عالی مرتبت ہستیوں نے ان اندھیری کوٹھڑیوں کو بھی ذکرِ الٰہی سے منور کر کے مظلومیت کی تاریخ کو جلا بخشی۔

سانحہ دوم: فتنہ خلقِ قرآن کا جبر اور سادات و علمائے حق کا بے رحمانہ امتحان: سنہ 228 ہجری کا دوسرا ہولناک فکری المیہ ''خلقِ قرآن'' کے عقیدے کو جبری طور پر مسلط کرنا تھا۔ واثق باللہ نے معتزلہ کے زیر اثر اس نظریے کو ایمان کا معیار قرار دے دیا تھا، اور جو کوئی اس سے اختلاف کرتا، اسے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا۔ ساداتِ علویین اور ان کے نظریاتی ہم نوا فقہائے اسلام جو ملوکیت کے سامنے کلمۂ حق کہنے پر کاربند تھے، اس فکری جبر کا سب سے بڑا نشانہ بنے۔ مکہ و مدینہ کے قاضیوں کو تبدیل کر کے ایسے افراد مقرر کیے گئے جنہوں نے آلِ رسولؐ اور مخلص اہل علم کا جینا محال کر دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 228 ہجری کے ان حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ، اشْتَدَّتِ الْمِحْنَةُ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ، وَامْتَحَنَ الْوَاثِقُ الْفُقَهَاءَ وَأَهْلَ الْبُيُوتِ، وَمَنَعَ عَنِ الْعَلَوِيِّينَ صَدَقَاتِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِذَا لَمْ يُجِيبُوا إِلَى ذَلِكَ، فَعَاشُوا فِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ، وَمَاتَتْ نِسَاءٌ مِنْهُمْ فِي بُيُوتِهِنَّ هَزْلًا وَجُوعاً لِعَدَمِ النَّفَقَةِ''. ''اور اسی سال، خلقِ قرآن کی آزمائش

شدید تر ہوگئی، اور واثق نے فقہاء اور اہل بیت کا امتحان لیا، اور علویوں سے ان کے صدقات اور اموال کو روک دیا اگر انہوں نے اس (حکومتی نظریے) کو قبول نہ کیا۔ پس وہ انتہائی کٹیلی غربت (فاقہ کشی) میں جئے، اور ان کی کئی خواتین خرابیِ صحت اور بھوک کے سبب خرچ نہ ہونے کی وجہ سے اپنے گھروں میں ہی دم توڑ گئیں''۔

توضیح وتشریح: سلطنتِ عباسی کا یہ معاشی اور فکری ظلم دراصل خانوادۂ فاطمیینؑ کو فکری طور پر رام کرنے کی ایک ناکام کوشش تھی۔ ملوکیت نے عقیدے کو معاشی ناکہ بندی کا ذریعہ بنالیا۔ جملہ ''مَاتَتْ نِسَاءٌ مِنْهُمْ فِي بِيُوتِهِنَّ هَزْلًا وَجُوعاً'' (ان کی خواتین بھوک اور لاغری سے گھروں میں مرگئیں) دلوں کو دہلا دینے والا ہے۔ ایک طرف عباسی خلافت کے باغات اور محلات زر و جواہر سے لدے تھے، تو دوسری طرف پردہ نشین خواتینِ علوی بھوک کے سبب جان تسلیمِ حق کر رہی تھیں، مگر باطل کے سرکاری عقیدے کے سامنے سر جھکانے پر تیار نہ ہوئیں۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 228 ہجری کے تاریخی و تحقیقی حقائق کا غائر مطالعہ درج ذیل نتائج پر منتج ہوتا ہے: **1-جاسوسی اور ریاستی دہشت گردی:** واثق باللہ نے ساداتِ علویین کی فکری اور سماجی مقبولیت سے خوفزدہ ہو کر ان پر جاسوس مقرر کیے اور ان کے پیروکاروں کو بغداد اور سامرا کے قید خانوں میں بند کیا۔ **2-فکری استبداد کو معاشی ہتھیار بنانا:** خلقِ قرآن کے بہانے سادات کے موروثی حقوق اور اوقاف کو ضبط کرنا عباسی نظام کی اخلاقی پستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ **3-مظلومیت کی ابدی فتح:** آلِ ابی طالب اور علمائے حق نے

بھوک، پیاس، قید اور جلاوطنی کو تو گلے لگالیا، لیکن ملوکیت کے خود ساختہ عقائد اور جبر کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے، جو کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا لازوال اثاثہ ہے۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:435-437 باب:''ذکر حوادث سنة ثمان وعشرین ومائتین'' سنہ طباعت:1997ء۔ ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:112-115 باب:''حوادث سنة ثمان وعشرین ومائتین'' سنہ طباعت:1967ء۔ ۳- الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:13 صفحہ نمبر:288-290 باب:''ذکر امتحان آلِ أَبِی طَالِبٍ وَالْعُلَمَاءِ فِی سَنَةِ ثَمَانٍ وَعِشْرِینَ وَمِائَتَیْنِ'' سنہ طباعت:2001ء۔ ۴- ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:550-553 باب:''ثم دخلت سنة ثمان وعشرین ومائتین من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔

سنہ 229ھ کے لرزہ خیز حوادث

(واثق باللہ کی فکری آمریت کا عروج، آلِ ابی طالبؑ کی حبسِ بے جا اور معاشی استحصال کا اندوہناک تسلسل)

خلافتِ بنو العباس کے دسویں تاجدار ہارون الواثق باللہ کا عہدِ حکومت،

عسکری ملوکیت کے جبر اور فکری آمریت (Inquisition) کے ملاپ کا ایک ایسا تاریک باب ہے جہاں ملوکی بقا کے لیے خاندانِ نبوت کے پرامن نفوس اور نظریاتی اختلاف رکھنے والے مصلحینِ امت کو بے دردی سے کچلا گیا۔ سنہ 229 ہجری (بمطابق 844 عیسوی) کا سال عباسی سلطنت کے داخلی نظم ونسق میں ترک غلاموں کی بے پناہ خودسری، حجاز میں بدوؤں کی بغاوتوں کے خلاف عسکری مہمات اور دارالخلافہ سامرا میں فتنہ خلقِ قرآن کے سرکاری نفاذ کا ایک انتہائی پرآشوب سال تھا۔ ملوکیت کا یہ آزمودہ تاریخی حربہ رہا ہے کہ جب بھی اسے اپنی بیوروکریسی یا نظریاتی محاذ پر کسی زوال یا شورش کا سامنا ہوتا، وہ اپنی سیاسی رعب داب قائم رکھنے کے لیے ساداتِ علویین پر اپنے تمدنی اور معاشی شکنجے کو مزید سخت کر دیتی تھی۔ سنہ 229ھ میں جہاں ایک طرف حجاز کے داخلی خلفشار کو بہانہ بنا کر آلِ ابی طالبؑ کے پاکباز نفوس پر کڑی نظر بندی عائد کی گئی، وہیں دوسری طرف خلقِ قرآن کے نام پر ان کے حقِ حریت اور موروثی صدقات پر غاصبانہ قبضے کو قانونی غلاف پہنایا گیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کے چھٹے حصے میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: حجاز میں بدو قبائل کا اضطراب، ساداتِ علویین کی بلا جواز گرفتاریاں اور سامرا کے زیرِ زمین قید خانوں میں جاں گداز اسیری: سنہ 229 ہجری

کا سب سے الم ناک تمدنی حادثہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں آباد ساداتِ علویین کی تمدنی آزادی کی پامالی تھا۔اس سال حجازِ مقدس میں بنوسلیم اور دیگر بدو قبائل نے عباسی عمال کے خلاف لوٹ مار اور شورش برپا کی، جس پر قابو پانے کے لیے واثق باللہ نے اپنے مایہ ناز ترک سپہ سالار بغا کبیر (بغاء الشرابی) کو ایک بھاری عسکری لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔عباسی سلطنت نے اس داخلی عدم استحکام کا تمام تر نزلہ آلِ ابی طالبؑ پر گرایا۔ حکومت کو خوف تھا کہ کہیں یہ ساداتِ علویین اس قبائلی شورش کو اپنی مظلومیت کے خلاف ایک بیداری کی لہر میں تبدیل نہ کر دیں۔ چنانچہ، بغا کبیر نے حجاز پہنچتے ہی بدوؤں کے ساتھ ساتھ ساداتِ علویین کے ممتاز اور زاہد نفوس کو بلا جواز حراست میں لینا شروع کر دیا اور انہیں جبری طور پر جلاوطن کر کے سامرا (سرمن رأی) روانہ کیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی مستند ترین تاریخ میں سنہ 229 ہجری کے احوال اور ساداتِ علویین پر ڈھائے جانے والے ان تمدنی مظالم کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ تِسْعٍ وَعِشْرِینَ وَمِائَتَیْنِ، لَمَّا أَرْسَلَ الْوَاثِقُ بُغَا الْکَبِیرَ إِلَی الْحِجَازِ لِقِتَالِ بَنِی سُلَیْمٍ، ضَیَّقَ الْعَسْکَرُ التُّرْکِیُّ عَلَی آلِ أَبِی طَالِبٍ بِالْمَدِینَةِ، وَکَتَبَ السُّلْطَانُ بِإِشْخَاصِ وُجُوهِهِمْ إِلَی سُرَّ مَنْ رَأَی تَحْتَ الْحِرَاسَةِ الْمُشَدَّدَةِ، وَأُودِعُوا السِّجْنَ الْأَرْضِیَّ، فَکَانَ ذَلِکَ مِنْ أَعْظَمِ الْبَلَاءِ عَلَی بَنِی هَاشِمٍ''.

''اور سنہ 229 ہجری میں، جب واثق نے بغا کبیر کو بنی سلیم سے قتال کے لیے حجاز روانہ

کیا، تو ترک لشکر نے مدینہ میں آلِ ابی طالب پر تنگی (گھیراؤ) کو شدید کر دیا، اور سلطان نے ان کی سرکردہ شخصیات (وُجُوھِھِم) کو سخت ترین حراست کے تحت سامرا (سرمن رأی) جلاوطن کرنے کا حکم جاری کیا۔ اور انہیں زیرِ زمین قید خانے میں ڈال دیا گیا، پس یہ بنی ہاشم پر آنے والی عظیم ترین بلاؤں (آزمائشوں) میں سے تھا"۔

توضیح وتشریح: تاریخ کی یہ عبارت ملوکی استبداد کی اس بزدلی کو فاش کرتی ہے جو مصلحینِ امت کے علمی نفوذ سے خائف رہتی تھی۔ عبارت کا جملہ "وَأُودِعُوا السِّجْنَ الْأَرْضِيّ" (اور انہیں زیرِ زمین قید خانے میں ڈال دیا گیا) اس بھیانک عقوبت کی تصویر کشی کرتا ہے جہاں عترتِ رسولؐ کے پاکباز نفوسِ قدسیہ کو حبسِ بے جا اور تاریکی کا نشانہ بنایا گیا تاکہ وہ دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں۔ ان پاک ہستیوں کا یہ قصور تھا کہ ان کے چہروں کا زہد وتقویٰ اور زبان کی حق گوئی عباسی حکومت کے عیش وعشرت پر مبنی ملوکی کردار کے لیے ایک مستقل چیلنج بنی ہوئی تھی۔

سانحہ دوم: خلقِ قرآن کے نظریاتی جبر کا دوام اور ساداتِ فاطمیینؑ پر معاشی تضییق وفقر کا وحشیانہ استمرار: سنہ 229 ہجری کا دوسرا اندوہناک پہلو واثق باللہ کی جانب سے "فتنہ خلقِ قرآن" کے عقیدے کو بنیاد بنا کر ساداتِ علویین کو بدترین معاشی بائیکاٹ کا نشانہ بنانا تھا۔ واثق باللہ نے معتزلہ کے زیر اثر یہ قانون نافذ کر رکھا تھا کہ جو بھی اس کے سرکاری عقیدے سے انحراف کرے گا، اسے کافر وزندیق ٹھہرایا جائے گا اور سلطنت کے خزانے سے اس کا وظیفہ روکنے کے ساتھ ساتھ اس کے موروثی اوقاف

بھی ضبط کر لیے جائیں گے۔ساداتِ علویین، جوعقیدہ ونظر کی حریت پر سمجھوتہ کرنے والے نہ تھے، اس جبر کا سب سے بڑا ہدف بنے۔ مدینہ منورہ اور فدک کے باغات (صدقاتِ بنی فاطمہؑ) پر عباسی عمال کا غاصبانہ تسلط اس سال بھی قائم رہا، جس نے علوی گھرانوں کو فاقہ کشی کی ہولناک دلدل میں دھکیل دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں سنہ 229 ہجری کے مالی ونظریاتی تضییقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ، كَتَبَ الْوَاثِقُ إِلَى قَاضِي الْمَدِينَةِ بِمَنْعِ الْعَطَاءِ وَصَدَقَاتِ بَنِي فَاطِمَةَ عَنْ كُلِّ مَنْ لَمْ يَقُلْ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ، فَعَاشَ عِيَالُهُمْ فِي مَخْمَصَةٍ شَدِيدَةٍ، حَتَّى بَلَغَ الضُّرُّ بِالنِّسَاءِ أَنْ لَا يَجِدْنَ كِسْوَةً لِصَلَاتِهِنَّ، وَمَاتَ بَعْضُ الصِّبْيَانِ مِنَ الْجُوعِ فِي بُيُوتِهِمْ تَعَفُّفاً''. ''اور اسی سال، واثق نے مدینہ کے قاضی کی طرف حکم لکھا کہ آلِ ابی طالب میں سے جو کوئی خلقِ قرآن کا قائل نہ ہو، اس کا سرکاری وظیفہ (عطاء) اور بنی فاطمہ کے صدقات روک لیے جائیں۔ پس ان کے بال بچے شدید فاقہ کشی کی حالت میں جیئے، یہاں تک کہ ان کی خواتین پر مصیبت اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ اپنی نماز کے لیے بھی لباس (چادر) نہیں پاتی تھیں، اور ان کے بعض بچے اپنے گھروں میں سفید پوشی (تعفف) اور بھوک کی وجہ سے دم توڑ گئے''۔

توضیح وتشریح: ملوکی قہر کا یہ وہ لرزہ خیز رخ ہے جس کے سامنے ملوکیت کے تمام تر

مادی عروج کے محلات مٹی کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں۔ جملہ ''وَمَاتَ بَعْضُ الصِّبْيَانِ مِنَ الْجُوعِ فِي بُيُوتِهِمْ تَعَفُّفا'' (ان کے بعض بچے سفید پوشی اور بھوک کے سبب گھروں میں دم توڑ گئے) اس معاشی دہشت گردی کی غمازی کرتا ہے جو خانوادۂ رسالت کے خلاف روا رکھی گئی۔ ایک طرف شاہی دربار میں ریشم، سونے اور لونڈیوں پر بے پناہ دولت لٹائی جارہی تھی، تو دوسری طرف سادات کی پردہ نشین خواتین کے پاس پردے اور نماز کے لیے ایک چادر تک میسر نہ تھی جسے وہ باری باری استعمال کرتیں۔ اس جاں گداز کسمپرسی میں بھی ان پاکباز مظلوم شخصیات نے باطل کے نظریات کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر موت کو ترجیح دی، جو ان کے لازوال اخلاقی استقلال کا ثبوت ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 229 ہجری کے معتبر مآخذِ تاریخ کا غائر مطالعہ کرنے سے درج ذیل علمی نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-داخلی بحرانوں کا علویوں پر نزلہ:** واثق باللہ نے حجاز میں بنوسلیم کی بدو قبائلی بغاوتوں کو کچلنے کے بہانے ترک لشکر کے ذریعے مدینہ کے سادات کا محاصرہ کیا اور ان کی نمایاں شخصیات کو زبردستی گرفتار کر کے سامرا جلاوطن کیا۔ **2-عقیدے کو معاشی ہتھیار بنانا:** خلقِ قرآن کے سرکاری عقیدے کو قبول نہ کرنے کی پاداش میں صدقاتِ بنی فاطمہؑ اور اوقاف کی موروثی آمدنی کو غصب کر کے ساداتِ علویین کو فاقہ کشی کے ذریعے موت کے منہ میں دھکیلنا ملوکی نظام کے اخلاقی افلاس کی انتہا تھی۔ **3-مظلومیت کا حریت آفریں کردار:** ساداتِ علویین نے بھوک، پیاس، قیدِ تنہائی اور جلاوطنی کے مصائب کو تو ہنس کر گلے لگا لیا، لیکن ملوکیت کے خود

ساختہ افکار اور بدترین معاشی تسلط کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کیا، جو کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کا حقیقی مغز اور جوہر ہے۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:442-444 باب:''ذِکْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت:1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: 9 صفحہ نمبر: 121-124 باب:''حوادث سنة تسع وعشرين ومائتين'' سنہ طباعت: 1967ء ۳- الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر:13 صفحہ نمبر:295-298 باب:''ذِكْرُ تَضْيِيقِ الْوَاثِقِ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ فِي سَنَةِ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت:2001ء ۴- ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:558-561 باب:''ثم دخلت سنة تسع وعشرين ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997۔

سنہ 230ھ کے المناک حوادث

(ترک تسلط کی سنگدلی، ساداتِ علویین کی جبری نظر بندی اور حجازِ مقدس پر قہرِ سلطانی کا ہولناک سال)

خلافتِ عباسی کے دسویں تاجدار واثق باللہ کے عہدِ اقتدار کا اواخر، یعنی سنہ

230 ہجری (بمطابق 845 عیسوی)، عسکری اور فکری استبداد کی تاریخ کا وہ سیاہ دور ہے جہاں سلطنت کے مادی جاہ وجلال کے پردے میں ساداتِ علویین اور مکتبِ عدل وحریت کے پیروکاروں پر ظلم کی بجلیاں گرائی گئیں۔ یہ وہ پرآشوب سال ہے جس میں عباسی دربار میں مقتدرِ اعلیٰ کے روپ میں بیٹھے ترک جرنیلوں، خصوصاً بغا کبیر (بغا الشرابی) کے خونی لشکر نے حجازِ مقدس کو اپنی سفاکی کا اکھاڑا بنالیا۔ بدو قبائل کی سرکوبی کے نام پر شروع ہونے والی عسکری مہمات کا دائرہ رفتہ رفتہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے گوشہ نشین سادات، زاہد نفوس اور بے گناہ عوام تک پھیلا دیا گیا۔ عباسی نظام نے اپنے داخلی سیاسی اضطراب اور فکری کمزوریوں کا نزلہ ہمیشہ کی طرح آلِ ابی طالبؑ پر گرایا، تاکہ ملوکیت کے خلاف اٹھنے والی ہر حق پرست آواز کو سہمایا جاسکے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں بعینہٖ شامل کیا جاسکے۔

سانحہ اول: مدینہ منورہ پر ترک لشکر کا غاصبانہ تسلط، ساداتِ علویین کی تذلیل اور مکہ و مدینہ کے شرفاء کی بے رحمانہ اسیری: سنہ 230 ہجری کا سب سے دلخراش تمدنی سانحہ حجازِ مقدس میں بغا کبیر کی قیادت میں وحشی ترک دستوں کا مدینہ منورہ میں داخلہ اور وہاں کے مکینوں، بالخصوص ساداتِ بنی ہاشم کو اپنی بربریت کا نشانہ بنانا ہے۔ بنو سلیم اور بنو ہلال کے بدو قبائل کی بغاوت پر قابو پانے کے بعد، بغا کبیر نے فتح کے نشے میں

چور ہو کر مدینۃ الرسولؐ کا محاصرہ کر لیا۔ عباسی ملوکیت کے خوف کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے مدینہ کے تمام با اثر ساداتِ علویین اور معززینِ شہر کو امن و امان کے لیے خطرہ قرار دے کر قید و جلا وطنی کے مہیب چکر میں ڈال دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی مستند ترین تاریخ میں سنہ 230 ہجری کے ان المناک حوادث اور سادات پر گزرنے والی قیامت کا نقشہ کھینچتے ہوئے رقمطراز ہیں: سنہ 230ھ کے المناک حوادث: ترک تسلط کی سنگدلی، ساداتِ علویین کی جبری نظر بندی اور حجازِ مقدس پر قہرِ سلطانی کا ہولناک سال مقدمہ خلافتِ عباسی کے دسویں تاجدار واثق باللہ کے عہدِ اقتدار کا اواخر، یعنی سنہ 230 ہجری (بمطابق 845 عیسوی)، عسکری اور فکری استبداد کی تاریخ کا وہ سیاہ دور ہے جہاں سلطنت کے مادی جاہ و جلال کے پردے میں ساداتِ علویین اور مکتبِ عدل و حریت کے پیروکاروں پر ظلم کی بجلیاں گرائی گئیں۔ یہ وہ پرآشوب سال ہے جس میں عباسی دربار میں مقتدرِ اعلیٰ کے روپ میں بیٹھے ترک جرنیلوں، خصوصاً بغا کبیر (بغا الشرابی) کے خونی لشکر نے حجازِ مقدس کو اپنی سفاکی کا اکھاڑا بنا لیا۔ بدو قبائل کی سرکوبی کے نام پر شروع ہونے والی عسکری مہمات کا دائرہ رفتہ رفتہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے گوشہ نشین سادات، زاہد نفوس اور بے گناہ عوام تک پھیلا دیا گیا۔ عباسی نظام نے اپنے داخلی سیاسی اضطراب اور فکری کمزوریوں کا نزلہ ہمیشہ کی طرح آلِ ابی طالبؑ پر گرایا، تاکہ ملوکیت کے خلاف اٹھنے والی ہر حق پرست

آواز کو سہایا جا سکے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: مدینہ منورہ پر ترک لشکر کا غاصبانہ تسلط، ساداتِ علویین کی تذلیل اور مکہ و مدینہ کے شرفاء کی بے رحمانہ اسیری: سنہ 230 ہجری کا سب سے دلخراش تمدنی سانحہ حجازِ مقدس میں بغا کبیر کی قیادت میں وحشی ترک دستوں کا مدینہ منورہ میں داخلہ اور وہاں کے مکینوں، بالخصوص ساداتِ بنی ہاشم کو اپنی بربریت کا نشانہ بنانا ہے۔ بنو سلیم اور بنو ہلال کے بدو قبائل کی بغاوت پر قابو پانے کے بعد، بغا کبیر نے فتح کے نشے میں چور ہو کر مدینۃ الرسولؐ کا محاصرہ کر لیا۔ عباسی ملوکیت کے خوف کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے مدینہ کے تمام با اثر ساداتِ علویین اور معززینِ شہر کو امن و امان کے لیے خطرہ قرار دے کر قید و جلا وطنی کے مہیب چکر میں ڈال دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی مستند ترین تاریخ میں سنہ 230 ہجری کے ان المناک حوادث اور سادات پر گزرنے والی قیامت کا نقشہ کھینچتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''اور سنہ 230 ہجری میں، بغا کبیر اعراب (بدو قبائل) کے معاملے سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ میں داخل ہوا، پس اس نے مدینہ والوں پر بالعموم اور آلِ ابی طالب اور بنی ہاشم کی مقتدر شخصیات پر بالخصوص شدید ترین تنگی کر دی۔ اس نے ان کے اموال ضبط کر لیے اور واثق کے حکم پر

ان کے سادات کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ پس ان سب کو زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ کر بغداد اور سامرا کی طرف ہانک دیا گیا، جہاں وہ اتنی سخت تنگی اور عظیم آزمائش میں مبتلا رہے جس کی تپش اور شدت کا اندازہ لگانا ممکن نہیں''۔

توضیح وتشریح: عبارت کا فصیح جملہ ''فَسِيقُوا فِي الْأَصْفَادِ'' (پس انہیں بیڑیوں میں جکڑ کر ہانک دیا گیا) اس تذلیل کو آشکار کرتا ہے جو ان نفوسِ قدسیہ کو برداشت کرنی پڑی جن کے نانا کے صدقے دنیا کو آزادی کا سلیقہ سکھایا گیا تھا۔ آلِ رسولؐ کو چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر دارالخلافہ کے تاریک زندانوں کی طرف لے جانا ملوکی فرعونیت کی معراج تھی۔ ان کا واحد گناہ یہ تھا کہ وہ مدینہ کی دھرتی پر رہ کر بھی عباسی دربار کے سیاسی و اخلاقی فساد کے خلاف ایک زندہ خاموش احتجاج بنے ہوئے تھے۔

سانحہ دوم: معاشی ناکہ بندی کا استمرار، فتنہ خلقِ قرآن کے نام پر سادات و فقہاء کی جان لیوا تفتیش: سنہ 230 ہجری کا دوسرا سنگین ترین المیہ واثق باللہ کی جانب سے ''محنہ'' (Inquisition) کے قانون کو مزید کٹھور بنانا تھا۔ ملوکیت نے عقیدہ و نظریہ کو کچلنے کے لیے فتنہ خلقِ قرآن کو آلۂ کار بنایا۔ اس سال عباسی حکومت نے یہ وحشیانہ قانون سختی سے نافذ کر دیا کہ جو علوی یا عالمِ دین خلقِ قرآن کا اقرار نہیں کرے گا، اسے نہ صرف قید کیا جائے گا بلکہ اس کے خاندان کو دی جانے والی معمولی امداد اور ان کے اپنے ذاتی اوقاف بھی سرکار ضبط کر لے گی۔ اس سنگدلانہ فیصلے نے ساداتِ علویین

کو غربت کی دلدل میں اس حد تک دھکیل دیا کہ ان کے شیر خوار بچے بھوک اور پیاس کی تپش سے بلکنے لگے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی بلند پایہ تصنیف میں سنہ 230 ہجری کے ان مالی وفکری مصائب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی هَـذِهِ السَّنَةِ، اسْتَمَرَّتِ الْمِحْنَةُ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ بِأَشَدَّ مِمَّا كَانَ، وَحُرِمَ الْعَلَوِيُّونَ مِنَ الصَّدَقَاتِ وَأَوْقَافِ الْحِجَازِ بِأَمْرِ السُّلْطَانِ لِامْتِنَاعِهِمْ عَنِ الْإِجَابَةِ، حَتَّى بَلَغَتِ الْحَالُ بِأَطْفَالِ بَنِی هَاشِمٍ الضَّرَّ الشَّدِيدَ مِنَ الْجُوعِ فِی بُيُوتِهِمْ، وَالْوَاثِقُ مُعْرِضٌ عَنْهُمْ لَا يَسْمَعُ لَهُمْ صُرَاخاً''. ''اور اسی سال، خلقِ قرآن کی آزمائش پہلے سے بھی زیادہ سخت شکل اختیار کر گئی۔ اور علویوں کو حجاز کے اوقاف اور صدقات سے سلطان کے حکم پر محروم کر دیا گیا کیونکہ انہوں نے اس (عقیدے) کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ بنی ہاشم کے معصوم بچوں پر ان کے گھروں میں بھوک کی وجہ سے شدید مصیبت ٹوٹ پڑی، اور واثق ان کی طرف سے ایسا بے نیاز رہا جیسے ان کی فریاد اور چیخیں اس کے کانوں تک پہنچتی ہی نہ ہوں''۔

توضیح وتشریح: مورخ الطبری کے دل سوز الفاظ ''الضَّرَّ الشَّدِيدَ مِنَ الْجُوعِ'' (بھوک کی شدید ترین مصیبت) اور واثق باللہ کا ''مُعْرِضٌ عَنْهُمْ'' (ان سے منہ موڑ لینا) یہ واضح کرتا ہے کہ ملوکی ذہنیت کس قدر پتھر ہو چکی تھی۔ عقیدے پر

سودے بازی نہ کرنے کی پاداش میں بچوں کا بھوکا پیاسا رہ جانا عترتِ رسولؐ کے بے پناہ صبر اور لازوال استقلال کا ثبوت ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ان تنگیوں کے باوجود آلِ علیؑ کا ایک بھی فرد ملوکیت کے جھوٹے نظریات کے سامنے نہیں جھکا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 230 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کا حقیقت پسندانہ تجزیہ ہمیں مندرجہ ذیل نتائج پر پہنچاتا ہے: **1-مدینہ منورہ کی پامالی اور جلاوطنی:** عباسی جرنیل بغا کبیر نے بدو قبائل کو کچلنے کے بعد مدینہ کے سادات کو بلا جواز قید کیا اور انہیں زنجیروں میں جکڑ کر دور دراز کے قید خانوں میں جلاوطن کیا۔ **2-عقیدے کا جبری استحصال اور فقر کا راج:** فتنہ خلقِ قرآن کو بہانہ بنا کر ساداتِ فاطمیینؑ کے اوقاف پر قبضہ جمانا عباسی خلافت کی گرتی ہوئی اخلاقی ساکھ کو بچانے کی ایک ناکام اور ظالمانہ کوشش تھی **3-حق اور باطل کا امتیاز:** ملوکیت اپنے تمام تر لشکری رعب اور مال وزر کے باوجود مٹ گئی، مگر ان ساداتِ علویین کی مظلومیت نے تاریخ کے صفحات پر وہ انمٹ نقوش چھوڑے جو رہتی دنیا تک حریت اور انسانی وقار کی علامت بنے رہیں گے۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:448-450 باب: "ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ ثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ" سنہ طباعت:1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:128-131 باب: "حوادث سنة ثلاثين ومائتين" سنہ طباعت:1967ء ۳- الخطیب

البغدادی، ابو بکر احمد بن علی کتاب: تاریخ بغداد جلد نمبر: 13 صفحہ نمبر: 301-304 باب: "ذِكْرُ شِدَّةِ الْمِحْنَةِ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ فِي سَنَةِ ثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ" سنہ طباعت: 2001ء۔۴- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 565-568 باب: "ثم دخلت سنة ثلاثين ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت: 1997۔

سنہ 231ھ کے الم ناک حوادث

(بغداد میں فکر و نظر پر بیڑیاں، احمد بن نصر خزاعی کی مظلومانہ شہادت اور
ساداتِ علویین پر مصائب کا تسلسل)

خلافتِ بنو العباس کے دسویں تاجدار ہارون الواثق باللہ کے عہدِ حکومت کا یہ سال، یعنی سنہ 231 ہجری (بمطابق 846 عیسوی)، اسلامی تاریخ کے ان سیاہ ترین ادوار میں شمار ہوتا ہے جہاں ملوکیت نے فکری آمریت اور عقیدتی جبر (Inquisition) کے ذریعے امتِ مسلمہ کے جلیل القدر مصلحین اور ساداتِ علویین کی آوازِ حق کو دبانے کی وحشیانہ کوشش کی۔ یہ وہ دور تھا جب "فتنۂ خلقِ قرآن" محض ایک فکری بحث نہیں رہا تھا، بلکہ عباسی سلطنت کا ایک ایسا خونخوار سرکاری ہتھیار بن چکا تھا جس کے ذریعے سلطنت کے سیاسی و نظریاتی مخالفین کو چن چن کر نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ اس سال بغداد کی دھرتی پر ایک ایسی عظیم فکری و مصلح شخصیت کا ملوکی قہر کے ہاتھوں خون بہایا گیا جس

نے ملوکیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق بلند کیا۔ اسی فکری جبر کے سائے میں، عترتِ طاہرہ علیہم السلام اور ان کے ہم نواز اہد نفوس پر بھی معاشی اور تمدنی تضییق کا دائرہ بدستور قائم رہا، تا کہ خلافت کے خلاف فکری بیداری کی کوئی بھی لہر ملوکی قصر کو متزلزل نہ کر سکے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کے چھٹے حصے میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: جلیل القدر مصلح اور محدثِ امت، امام احمد بن نصر خزاعیؒ کی مظلومانہ ولرزہ خیز شہادت: سنہ 231 ہجری کا سب سے بڑا، وحشیانہ اور دلدوز سانحہ بغداد کے نامور محدث، مصلح اور زاہدِ وقت امام احمد بن نصر خزاعیؒ کی واثق باللہ کے ہاتھوں مظلومانہ شہادت ہے۔ احمد بن نصر خزاعی وہ جری شخصیت تھے جنہوں نے واثق باللہ کے فکری جبر، معتزلہ کی پشت پناہی اور فتنہ خلقِ قرآن کے خلاف بغداد میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ایک خاموش تحریک کا آغاز کیا تھا۔ جب عباسی حکومت کو ان کی اس عوامی مقبولیت اور فکری حریت کا علم ہوا تو انہیں گرفتار کر کے سامرا (سر من رأی) میں خلیفہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ واثق باللہ نے علم و تقویٰ کی تمام مروجہ روایات کو پامال کرتے ہوئے خود اپنے ہاتھوں سے اس بوڑھے محدث کا سر قلم کیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از البدایہ والنہایہ): امام ابن کثیر الدمشقی اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں اس لرزہ خیز واقعے اور احمد بن نصر کی مظلومیت کو قلمبند کرتے

ہوئے لکھتے ہیں: سنہ 231ھ کے الم ناک حوادث: بغداد میں فکر ونظر پر بیڑیاں، احمد بن نصر خزاعی کی مظلومانہ شہادت اور ساداتِ علویین پر مصائب کا تسلسل مقدمہ خلافتِ بنو العباس کے دسویں تاجدار ہارون الواثق باللہ کے عہدِ حکومت کا یہ سال، یعنی سنہ 231 ہجری (بمطابق 846 عیسوی)، اسلامی تاریخ کے ان سیاہ ترین ادوار میں شمار ہوتا ہے جہاں ملوکیت نے فکری آمریت اور عقیدتی جبر (Inquisition) کے ذریعے امتِ مسلمہ کے جلیل القدر مصلحین اور ساداتِ علویین کی آوازِ حق کو دبانے کی وحشیانہ کوشش کی۔ یہ وہ دور تھا جب ''فتنہ خلقِ قرآن'' محض ایک فکری بحث نہیں رہا تھا، بلکہ عباسی سلطنت کا ایک ایسا خونخوار سرکاری ہتھیار بن چکا تھا جس کے ذریعے سلطنت کے سیاسی ونظریاتی مخالفین کو چن چن کر نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ اس سال بغداد کی دھرتی پر ایک ایسی عظیم فکری و مصلح شخصیت کا ملوکی قہر کے ہاتھوں خون بہایا گیا جس نے ملوکیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق بلند کیا۔ اسی فکری جبر کے سائے میں، عترتِ طاہرہ علیہم السلام اور ان کے ہم نوا زاہد نفوس پر بھی معاشی اور تمدنی تضییق کا دائرہ بدستور قائم رہا، تاکہ خلافت کے خلاف فکری بیداری کی کوئی بھی لہر ملوکی قصر کو متزلزل نہ کر سکے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کے چھٹے حصے میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: جلیل القدر مصلح اور محدثِ امت، امام احمد بن نصر خزاعیؒ کی

مظلومانہ ولرزہ خیز شہادت: سنہ 231 ہجری کا سب سے بڑا، وحشیانہ اور دلدوز سانحہ بغداد کے نامور محدث، مصلح اور زاہد وقت امام احمد بن نصر خزاعیؒ کی واثق باللہ کے ہاتھوں مظلومانہ شہادت ہے۔ احمد بن نصر خزاعی وہ جری شخصیت تھے جنہوں نے واثق باللہ کے فکری جبر، معتزلہ کی پشت پناہی اور فتنہ خلقِ قرآن کے خلاف بغداد میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ایک خاموش تحریک کا آغاز کیا تھا۔ جب عباسی حکومت کو ان کی اس عوامی مقبولیت اور فکری حریت کا علم ہوا تو انہیں گرفتار کر کے سامرا (سر من رأی) میں خلیفہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ واثق باللہ نے علم وتقویٰ کی تمام مروجہ روایات کو پامال کرتے ہوئے خود اپنے ہاتھوں سے اس بوڑھے محدث کا سر قلم کیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از البدایہ والنہایہ): امام ابن کثیر الدمشقی اپنی شہرہ آفاق تاریخ میں اس لرزہ خیز واقعے اور احمد بن نصر کی مظلومیت کو قلمبند کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِي سَنَةِ إِحْدَى وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ، جِيءَ بِأَحْمَدَ بْنِ نَصْرٍ الْخُزَاعِيِّ إِلَى الْوَاثِقِ، فَامْتَحَنَهُ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ وَرُؤْيَةِ اللَّهِ، فَأَبَى إِلَّا الْقَوْلَ بِالسُّنَّةِ، فَقَامَ الْوَاثِقُ إِلَيْهِ بِنَفْسِهِ بِالسَّيْفِ فَضَرَبَ عُنُقَهُ، وَصُلِبَ رَأْسُهُ بِبَغْدَادَ وَبَدَنُهُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى، وَأَقَامَ كَذَلِكَ سِنِينَ، وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ الْمَظْلُومِينَ فِي هَذَا الْعَهْدِ''. ''اور سنہ 231 ہجری میں، احمد بن نصر خزاعی کو واثق کے سامنے لایا گیا، پس خلیفہ نے خلقِ قرآن اور رویتِ الٰہی کے عقیدے پر ان کا امتحان لیا۔ انہوں نے سنت (مروجہ اسلامی عقیدے) کے علاوہ کسی اور چیز کو ماننے

سے انکار کر دیا۔ پس واثق خود تلوار لے کر ان کی طرف بڑھا اور اپنے ہاتھ سے ان کی گردن ماردی، اور ان کا سر بغداد میں اور ان کا دھڑ سامرا میں سولی پر لٹکا دیا گیا، اور وہ کئی سال اسی طرح لٹکے رہے، اور وہ اس عہد کی عظیم ترین مظلوم شخصیات میں سے تھے"۔

توضیح وتشریح: تاریخِ اسلام کا یہ وہ الم ناک باب ہے جہاں ایک حکمران خود جلاد بن کر ایک بوڑھے، شب زندہ دار اور مستند محدث کا خون بہاتا ہے۔ جملہ " **فَقَامَ الْوَاثِقُ إِلَيْهِ بِنَفْسِهِ بِالسَّيْفِ**" (پس واثق خود تلوار لے کر ان کی طرف بڑھا) ملوکی فرعونیت اور ذاتی عناد کی انتہا کو ظاہر کرتا ہے۔ حق گوئی کی پاداش میں نہ صرف ان کا سر قلم کیا گیا بلکہ ان کے جسدِ خاکی کی تذلیل کرتے ہوئے سر کو بغداد کے پل پر اور دھڑ کو سامرا میں سولی پر لٹکا دیا گیا تاکہ عوام میں خوف و ہراس پھیلایا جا سکے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ سولی پر لٹکے ہونے کے باوجود ان کی زبان سے قرآن کی تلاوت سنی جاتی تھی، جو باطل کے سامنے مظلومیت کی ابدی فتح کا اعلان تھی۔

سانحہ دوم: ساداتِ علویین کی تمدنی ناکہ بندی، حبسِ بے جا اور مدینہ منورہ سے زبردستی جلاوطنی: سنہ 231 ہجری کا دوسرا جاں گداز پہلو ساداتِ علویین پر مسلط تمدنی و معاشی بائیکاٹ کا استمرار تھا۔ بغداد میں احمد بن نصر خزاعی کی تحریکِ حق کے بعد عباسی خلافت اس خوف میں مبتلا تھی کہ کہیں حجاز اور عراق کے سادات علویین اس فکری اضطراب کو ملوکیت کے خلاف ایک مسلح انقلاب میں تبدیل نہ کر دیں۔ چنانچہ واثق باللہ کے حکم پر ترک جرنیلوں نے مدینہ منورہ اور کوفہ میں آلِ ابی طالب کے پرامن اور

گوشہ نشین بزرگوں کی کڑی نگرانی شروع کر دی، اور ان کے گھروں کو عملاً قید خانوں میں تبدیل کر دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی بلند پایہ تصنیف میں اس سال سادات پر ہونے والے تمدنی ستم کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (231هـ)، خَوْفاً مِنْ تَحَرُّكِ الْعَلَوِيِّينَ بَعْدَ قَتْلِ أَحْمَدَ بْنِ نَصْرٍ، شَدَّدَ الْوَاثِقُ الْحِصَارَ عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ فِي الْمَدِينَةِ، وَكَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ بِمَنْعِ عُلَمَائِهِمْ مِنَ التَّحَدُّثِ إِلَى النَّاسِ، وَحُمِلَ رِجَالٌ'' '' اور اسی سال (231ھ) میں، احمد بن نصر کے قتل کے بعد علویوں کی کسی ممکنہ تحریک کے خوف سے، واثق نے مدینہ میں آلِ ابی طالب پر حصار (ناکہ بندی) کو شدید تر کر دیا، اور اپنے کارندوں کو لکھا کہ ان کے علماء کو لوگوں سے گفتگو کرنے (درس و تدریس) سے روک دیا جائے۔ اور ان کے کئی مردوں کو زبردستی سامرا لایا گیا جہاں انہیں اقامتِ جبری پر مجبور کیا گیا اور ان کے وظائف (مالی حقوق) روک دیے گئے''۔

توضیح و تشریح: عباسی ملوکیت کا یہ کردار ثابت کرتا ہے کہ وہ تلواروں کے مالک ہونے کے باوجود آلِ رسولؐ کی علمی اور اخلاقی طاقت سے کس قدر لرزہ براندام تھے۔ جملہ ''بِمَنْعِ عُلَمَائِهِمْ مِنَ التَّحَدُّثِ إِلَى النَّاس'' (ان کے علماء کو لوگوں سے گفتگو کرنے سے روک دیا جائے) اس فکری پابندی کو عیاں کرتا ہے جس کا مقصد سادات کو معاشرے میں تنہا کرنا تھا۔ علمِ نبوت کے وارثوں کو زبردستی مدینہ کی پاک دھرتی سے

جلاوطن کر کے سامرا کے ملوکی ماحول میں محصور کرنا اور ان کے معاشی وسائل پر قبضہ کرنا ایک ایسا منظّم تمدنی قتلِ عام تھا، جسے ان مظلوم شخصیات نے کمالِ صبر اور رضا بالقضا کے ساتھ برداشت کر کے حریتِ ضمیر کا پرچم بلند رکھا۔

خلاصہ ونتائج : سنہ 231 ہجری کے تاریخی مآخذ کا تحقیقی مطالعہ درج ذیل نتائج پر منتج ہوتا ہے: **1-فکری حریت کا بہیمانہ قتل:** امام احمد بن نصر خزاعیؒ کی اپنے وقت کے خلیفہ کے ہاتھوں مظلومانہ شہادت ملوکیت کے اس وحشیانہ چہرے کو بے نقاب کرتی ہے جو کلمۂ حق برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔ **2-تمدنی وفکری مقاطعہ:** ساداتِ علویین کو مدینہ منورہ میں محصور کرنا اور ان کی درس وتدریس پر پابندی عائد کرنا عباسی سلطنت کے اس باطنی خوف کی علامت تھا جو وہ اہل بیتؑ کے عوامی اثر ورسوخ سے محسوس کرتے تھے۔ **3-مظلومیت کی لازوال فتح:** ملوکی اقتدار نے عارضی طور پر تلوار کے زور پر حق کی آواز کو دبانے کی کوشش تو کی، لیکن احمد بن نصر خزاعیؒ کا کٹا ہوا سر اور ساداتِ علویین کا صبر تاریخ کے صفحات پر ملوکیت کے زوال اور مظلوموں کی ابدی رفعت کا گواہ بن گیا۔

مصادر ومراجع: 1-ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:569-573 باب:''**ثم دخلت سنة إحدى وثلاثين ومائتين من الهجرة**'' سنہ طباعت:1997ء-۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:134-138

باب:''حوادث سنة إحدى وثلاثين ومائتين'' سنہ طباعت:1967ء۔۳-ابن الاثیر،عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:6 صفحہ نمبر:452-455باب:''ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ إِحْدَى وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ''سنہ طباعت:1997ء۔۴-الذہبی،شمس الدین محمد بن احمد کتاب: سیر أعلام النبلاء جلد نمبر:11 صفحہ نمبر:164-168 ترجمہ نمبر:''احمد بن نصر الخزاعی'' سنہ طباعت:1985۔

سنہ 232ھ کے الم ناک حوادث

(واثق باللہ کا انجام،جعفر المتوکل کا عروج اور ساداتِ علویین کی جبری نظر بندی کا آغاز)

خلافتِ بنو العباس کے دسویں تاجدار ہارون الواثق باللہ کی زندگی کا آخری سال یعنی سنہ 232 ہجری (بمطابق 847 عیسوی)، اسلامی تاریخ میں فکری استبداد، نظریاتی جبر اور ملوکی عروج وزوال کا ایک انتہائی عبرت ناک باب ہے۔ یہ وہ سال ہے جس میں ایک طرف فتنہ خلقِ قرآن کے علمبردار خلیفہ واثق باللہ کا عبرت ناک خاتمہ ہوا، اور دوسری طرف اس کا بھائی جعفر المتوکل علی اللہ تختِ خلافت پر متمکن ہوا۔ المتوکل کا دورِ حکومت اگرچہ بعد میں معتزلہ کے فکری تسلط کے خاتمے اور اہل سنت کے لیے راحت کا سبب بنا، لیکن آلِ رسولؐ اور ساداتِ علویین کے حق میں یہ عہد ملوکی تاریخ کا

سب سے زیادہ سفاک، کٹھور اور خونخوار دور ثابت ہوا۔ سنہ 232ھ ہی وہ سال ہے جس میں المتوکل نے اقتدار سنبھالتے ہی خاندانِ نبوت اور مظلوم شخصیات پر سیاسی عتاب، کڑی نگرانی اور ان کے باہمی رابطوں کو کاٹنے کے لیے ''حبسِ بے جا'' اور ''اقامتِ جبری'' کی ایسی منظّم تمدنی پالیسی کا آغاز کیا جس کا نقطۂ عروج امام علی النقی علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے سامرا (سرمن رأی) کی طرف جبری جلاوطنی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کے مندرجات کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' کے طویل باب میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: واثق باللہ کا عبرت ناک خاتمہ اور المتوکل کی تخت نشینی کے ساتھ ہی ساداتِ علویین پر سیاسی و تمدنی شکنجے کا آغاز: سنہ 232 ہجری کے ماہِ ذوالحجہ میں واثق باللہ شدید بیماری (استسقاء) میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد ترک جرنیلوں اور عباسی عمائدین نے اس کے بھائی جعفر المتوکل علی اللہ کو تختِ خلافت پر بٹھایا۔ المتوکل نے زمامِ اقتدار ہاتھ میں لیتے ہی علوی تحریکوں اور خانوادۂ رسالت کے عوامی اثر و رسوخ کو کچلنے کے لیے ایک سخت گیر پالیسی وضع کی۔ عباسی ملوکیت کو ہمیشہ یہ خوف لاحق رہتا تھا کہ مدینہ منورہ میں گوشہ نشین ساداتِ علویین، عباسی اقتدار کے داخلی خلفشار سے فائدہ اٹھا کر ملوکیت کے ظلم کے خلاف کوئی عوامی بیداری نہ پیدا کر دیں۔ چنانچہ، اس سال مدینہ کے گورنر عمر بن فرج رخجی کو خاص احکامات جاری

کیے گئے کہ وہ آلِ ابی طالبؑ کے پاکباز نفوس پر زمین تنگ کر دے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی مستند ترین تاریخ میں سنہ 232 ہجری کے احوال اور المتوکل کی تخت نشینی کے فوراً بعد سادات پر شروع ہونے والے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ، مَاتَ الْوَاثِقُ وَبُوِيعَ أَخُوهُ الْمُتَوَكِّلُ جَعْفَرٌ، وَكَانَ شَدِيدَ الْبُغْضِ لِآلِ أَبِی طَالِبٍ، فَلَمَّا اسْتَخْلَفَ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ بِالْمَدِينَةِ بِالتَّضْيِيقِ عَلَى الْعَلَوِيِّينَ وَمَنْعِهِمْ مِنَ الِاتِّصَالِ بِالنَّاسِ، وَأَمَرَ بِإِحْصَاءِ أَمْوَالِهِمْ وَرِجَالِهِمْ، فَأَصَابَ بَنِی هَاشِمٍ مِنْهُ بَلَاءٌ شَدِيدٌ لَمْ يَرَوْا مِثْلَهُ مُنْذُ زَمَنٍ''. ''اور اسی سال (232ھ) میں، واثق وفات پا گیا اور اس کے بھائی متوکل جعفر کی بیعت کی گئی۔ وہ (متوکل) آلِ ابی طالب سے شدید بغض رکھنے والا تھا۔ پس جب وہ خلیفہ بنا، تو اس نے مدینہ میں اپنے عمال (کارندوں) کو لکھا کہ علویوں پر سخت تنگی کی جائے اور انہیں لوگوں سے رابطہ کرنے سے روک دیا جائے، اور اس نے حکم دیا کہ ان کے اموال اور ان کے مردوں کا باقاعدہ احاطہ (ریکارڈ) تیار کیا جائے۔ پس بنی ہاشم کو اس کی طرف سے ایسی شدید آزمائش و بلا کا سامنا کرنا پڑا جس کی مثال انہوں نے ایک طویل عرصے سے نہیں دیکھی تھی''۔

توضیح وتشریح: مورخ کا یہ جملہ ''وَكَانَ شَدِيدَ الْبُغْضِ لِآلِ أَبِی طَالِبٍ'' (وہ آلِ ابی طالب سے شدید بغض رکھنے والا تھا) اس نفسیاتی گرہ کو ظاہر کرتا ہے جو

المتوکل کے دل میں ساداتِ علویین کی اخلاقی برتری کے خلاف موجود تھی۔ اقتدار سنبھالتے ہی عباسی ملوکیت نے ان کے تمدنی حقوق پر شب خون مارا اور جملہ ''وَمَنْعِهِمْ مِنَ الِاتِّصَالِ بِالنَّاس'' (اور انہیں لوگوں سے رابطہ کرنے سے روک دیا جائے) یہ ثابت کرتا ہے کہ حکومت ان پاک ہستیوں کے علمی نفوذ اور اخلاقی عظمت سے کس قدر خوفزدہ تھی۔ ان کا گناہ محض یہ تھا کہ وہ رسولِ خداؐ کی پاک عترت تھے اور معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کے لیے امید کی آخری کرن تھے۔

سانحہ دوم: امام علی النقی علیہ السلام کی مدینہ میں کڑی نگرانی اور سامرا جلاوطنی کے ملوکی منصوبے کا آغاز: سنہ 232 ہجری کا دوسرا انتہائی اہم اور دلدوز پہلو، ہادیٔ برحق امام علی النقی علیہ السلام (جو اس وقت مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور علم و ہدایت کا مرکز تھے) کے خلاف حکومتی سازشوں کا متحرک ہونا تھا۔ مدینہ منورہ کے عباسی حکام، خصوصاً عبداللہ بن محمد (جو مدینہ میں جنگ اور نماز کا نگران تھا)، نے المتوکل کو مسلسل ایسی جھوٹی اور معاندانہ رپورٹیں بھیجنا شروع کیں کہ امام علی النقیؑ کے پاس کثیر مال اور اسلحہ جمع ہو رہا ہے اور وہ خلافت کے خلاف خروج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ امامؑ تمام تر سیاسی ہنگاموں سے دور گوشہ نشین تھے، لیکن ملوکی حسد نے اسی سال سے ان کی جلاوطنی اور سامرا میں اقامتِ جبری کا مہیب منصوبہ تیار کر لیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اپنی بلند پایہ تصنیف میں سنہ 232 ہجری کے حوادث کے ذیل میں اس تفتیش اور تصدیق کا

تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ، كَثُرَتِ السِّعَايَةُ بِعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَوَادِ إِلَى الْمُتَوَكِّلِ، وَكَتَبَ صَاحِبُ الْحَرْبِ بِالْمَدِينَةِ أَنَّهُ يَجْمَعُ السِّلَاحَ وَالْأَمْوَالَ لِلْخُرُوجِ، فَبَعَثَ السُّلْطَانُ بِالتَّفْتِيشِ النَّظَرِيِّ عَلَى دَارِهِ، وَضُيِّقَ عَلَيْهِ فِي مَعِيشَتِهِ حَتَّى بَدَأَ الْإِعْدَادُ لِإِشْخَاصِهِ إِلَى سَامَرَّاءَ.'' ''اور سنہ 232 ہجری میں، علی بن محمد الجواد (علیہ السلام) کے خلاف متوکل کے پاس کثرت سے چغلیاں (شکایتیں) پہنچیں، اور مدینہ کے فوجی نگران نے لکھا کہ وہ خروج کے لیے اسلحہ اور اموال جمع کر رہے ہیں۔ پس سلطان نے ان کے گھر کی کڑی تفتیش ونگرانی کا حکم دیا، اور ان کی معیشت (روٹی روزی کے وسائل) پر تنگی کر دی گئی، یہاں تک کہ انہیں سامرا کی طرف زبردستی روانہ کرنے (جلاوطن کرنے) کی تیاریوں کا آغاز ہو گیا''۔

توضیح وتشریح: ملوکی استبداد کی یہ روش رہی ہے کہ جب وہ کسی پاکباز ہستی کے علمی اور روحانی رعب کا مقابلہ نہیں کر پاتا، تو اس پر ''ملک دشمنی'' یا ''بغاوت'' کا جھوٹا لیبل لگا دیتا ہے۔ جملہ ''وَضُيِّقَ عَلَيْهِ فِي مَعِيشَتِهِ'' (اور ان کی معیشت پر تنگی کر دی گئی) ظاہر کرتا ہے کہ فدک اور دیگر موروثی اوقاف کی آمدنی روک کر خانوادۂ نبوت کو کس طرح معاشی طور پر کمزور کرنے کی گھناؤنی سازش کی گئی۔ امام علی النقیؑ، جو علم وحلم کا کوہِ گراں تھے، انہوں نے ان تمام حکومتی ہتھکنڈوں کا سامنا کمالِ صبر سے کیا، اور باطل کے سامنے سر جھکانے کے بجائے مظلومیت کی راہ کو چنا، جو تاریخِ اسلام کا

ایک روشن اور حریت آفریں باب ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 232 ہجری کے معتبر تاریخی مآخذ کے گہرے علمی مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں: **1-ملوکی استبداد کا تسلسل:** واثق باللہ کی موت اور المتوکل کی تخت نشینی سے عباسی ملوکیت کا چہرہ تو بدلا، لیکن ساداتِ علویین کے خلاف ان کی معاندانہ اور ظالمانہ تمدنی پالیسی بدستور قائم رہی بلکہ اس میں مزید شدت آ گئی۔ **2-سادات کا منظم بائیکاٹ:** المتوکل نے اقتدار سنبھالتے ہی ساداتِ علویین کے اموال اور افراد کا ریکارڈ تیار کروا کر ان کا معاشرتی اور تمدنی مقاطعہ (بائیکاٹ) کیا، تاکہ ان کی آوازِ حق کو دبایا جا سکے۔ **3-امامِ وقتؑ پر معاشی وتمدنی تضییق:** امام علی النقی علیہ السلام کے خلاف جھوٹی رپورٹوں کو بنیاد بنا کر مدینہ میں ان کے گھر کا محاصرہ کرنا اور معاشی وسائل پر قدغن لگانا، ملوکیت کے اس باطنی خوف کی عکاسی کرتا ہے جو وہ مکتبِ اہل بیتؑ کی اخلاقی جڑوں سے محسوس کرتی تھی۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر: 4-6 باب: ''ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت: 1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: 9 صفحہ نمبر: 142-145 باب: ''حوادث سنة اثنتين وثلاثين ومائتين'' سنہ طباعت: 1967ء ۳- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر:

576-579باب:"ثم دخلت سنة اثنتين و ثلاثين و مائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1997ء۔۴-المسعو دی، ابوالحسن علی بن الحسین کتاب: مروج الذہب ومعادن الجوہر جلد نمبر:4 صفحہ نمبر:84-87باب:''خلافة جعفر المتوكل وما جرى فی سنة اثنتين و ثلاثين و مائتين'' سنہ طباعت:1989۔

سنہ 233ھ کے الم ناک حوادث

(امام علی النقیؑ کی مدینہ منورہ سے جبری جلاوطنی اور سامرا میں نظر بندی کا آغاز)

خلافتِ عباسی کے گیارہویں تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کے عہدِ ملوکیت کا یہ سال، یعنی سنہ 233 ہجری (بمطابق 848 عیسوی)، تاریخِ اسلام میں آلِ رسولؐ اور مظلوم شخصیاتِ دین پر سیاسی وتمدنی تشدد کا ایک انتہائی سیاہ اور سنگین موڑ ہے۔ پچھلے سال (232ھ) المتوکل کے تخت نشین ہوتے ہی ساداتِ علویین پر جس تضییق اور کڑی نگرانی کا آغاز کیا گیا تھا، اس سال اس نے ایک باقاعدہ عسکری اور تمدنی ظلم کی شکل اختیار کر لی۔ ملوکیت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مادی طاقت کے عروج پر ہونے کے باوجود فضیلت، تقویٰ اور الٰہی پیشوائی کے روحانی رعب سے خوفزدہ رہتی ہے۔ اسی باطنی خوف اور حسد کے زیرِ اثر، المتوکل نے اس سال ہادیٔ برحق، امامِ دہم حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو ان کے موروثی وطن، نانا کے شہر مدینہ منورہ سے زبردستی جلاوطن کر کے دارالخلافہ سامرا (سرمن رأی) بلانے کا حتمی آرڈر جاری کیا۔ یہ

محض ایک شخصیت کا سفر نہیں تھا، بلکہ علم وفضیلت کے ایک پورے مرکز کو ملوکی پہرے میں قید کرنے کی ایک مہیب تمدنی سازش تھی، جس کا مقصد خانوادۂ نبوت کو ان کے عقیدت مندوں اور عوام سے مستقل طور پر جدا کرنا تھا۔ زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کے مندرجات کی روشنی میں اس دلدوز سانحے کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ: مدینہ کے گورنر کی سِعایت، امام علی النقی علیہ السلام پر بغاوت کا جھوٹا الزام اور یحییٰ بن ہرثمہ کے عسکری دستے کے ذریعے جبری جلاوطنی: سنہ 233 ہجری کا سب سے بڑا اور دلخراش تمدنی سانحہ امام علی النقی علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے جبری جلاوطنی کا عملی آغاز ہے۔ مدینہ منورہ کا عباسی نگران عبداللہ بن محمد، امامؑ کی علمی وعوامی مقبولیت سے بری طرح خائف تھا اور المتوکل کو مسلسل ایسے خطوط لکھ رہا تھا کہ امامؑ کے گھر میں اسلحہ، کتب اور اموال کا ذخیرہ ہے اور وہ خلافت کا تختہ الٹنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ جب امامؑ کو اس سِعایت (چغل خوری) کا علم ہوا تو آپؑ نے المتوکل کو خط لکھ کر ان جھوٹے الزامات کی تردید کی اور گورنر کی عداوت کا ذکر کیا۔ تاہم، المتوکل نے بظاہر احترام لیکن باطناً شدید خوف اور عسکری طاقت کے بل بوتے پر اپنے ایک معتمد ترک جرنیل یحییٰ بن ہرثمہ کو ایک جرار لشکر کے ساتھ مدینہ بھیجا تا کہ وہ امامؑ کو زبردستی اپنے ساتھ دارالخلافہ لے آئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی مستند ترین تاریخ میں سنہ 233 ہجری کے ان واقعات اور امامؑ کی مظلومانہ جلاوطنی کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِینَ وَمِائَتَیْنِ، کَتَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ السُّلْطَانِیُّ عَنِ النَّاسِ بِالْمَدِینَةِ یَذْکُرُ أَنَّ عَلِیَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الْجَوَادِ یَجْمَعُ إِلَیْهِ خَلْقاً مِنَ النَّاسِ وَأَنَّهُ یَسْعَی فِی الْخُرُوجِ، فَبَعَثَ الْمُتَوَکِّلُ یَحْیَی بْنَ هَرْثَمَةَ فِی لَشْکَرٍ، فَدَخَلَ الْمَدِینَةَ وَفَتَّشَ دَارَهُ، فَلَمْ یَجِدْ فِیهَا إِلَّا مَصَاحِفَ وَأَدْعِیَةً وَکُتُبَ الْعِلْمِ، فَأَخْرَجَهُ شَاخِصاً إِلَی سَامَرَّاءَ جَبْراً، وَضَجَّ أَهْلُ الْمَدِینَةِ ضَجِیجاً عَظِیماً لَمْ یُسْمَعْ مِثْلُهُ خَوْفاً عَلَیْهِ''. ''اور سنہ 233 ہجری میں، سرکاری گورنر عبداللہ بن محمد نے مدینہ کے لوگوں کے حوالے سے خلیفہ کو لکھا، جس میں اس نے ذکر کیا کہ علی بن محمد الجواد (علیہ السلام) اپنے پاس لوگوں کی ایک بڑی تعداد جمع کر رہے ہیں اور وہ خروج (بغاوت) کی کوشش میں ہیں۔ پس متوکل نے یحییٰ بن ہرثمہ کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا۔ اس نے مدینہ میں داخل ہو کر آپؑ کے گھر کی تلاشی لی، تو وہاں قرآن کے نسخوں، دعاؤں اور علمی کتابوں کے علاوہ کچھ نہ پایا۔ پھر بھی وہ آپؑ کو زبردستی جلاوطن کر کے سامرا کی طرف لے نکلا، اور مدینہ کے رہنے والے آپؑ کی جان کے خوف سے اس قدر تڑپ اٹھے اور انہوں نے ایسا عظیم کہرام اور آہ و بکا کیا جس کی مثال پہلے کبھی نہیں سنی گئی تھی''۔

توضیح و تشریح: مورخ ابن الاثیر کی یہ عبارت ملوکیت کے باطنی تضاد کو مکمل طور

پر بے نقاب کرتی ہے۔ جملہ ''فَلَمْ يَجِدْ فِيهَا إِلَّا مَصَاحِفَ وَأَدْعِيَةً وَكُتُبَ الْعِلْمِ'' (پس اس نے آپ کے گھر میں قرآن کے نسخوں، دعاؤں اور علمی کتابوں کے علاوہ کچھ نہ پایا) یہ گواہی دیتا ہے کہ خانوادۂ رسالت کا جہاد تلوار کا نہیں بلکہ علم، تقویٰ اور ہدایت کا تھا۔ لیکن ملوکی ذہنیت کے لیے علم کی یہ کتابیں اور دعاؤں کے یہ مصلے بھی ان کے تخت وتاج کے لیے خطرہ بنے ہوئے تھے۔ لفظ ''جَبْراً'' (زبردستی) اس تمدنی ظلم کو واضح کرتا ہے کہ کس طرح امامِ وقت کو ان کے نانا کے روضے اور موروثی وطن سے کاٹ کر دور دراز کے اجنبی ماحول کی طرف ہانکا گیا۔ مدینہ کے عوام کا ''ضَجِيجاً عَظِيماً'' (عظیم کہرام) مچانا اس گہرے صدمے کی عکاسی کرتا ہے جو امت کے غریب اور پسے ہوئے طبقے کو امامؑ کی جدائی سے پہنچا۔ یحییٰ بن ہرثمہ خود بیان کرتا ہے کہ جب میں امامؑ کو لے کر سامرا کی طرف روانہ ہوا، تو مدینہ کی دیواریں بھی آلِ رسولؐ کی مظلومیت پر نوحہ کناں تھیں۔ سامرا پہنچنے پر المتوکل نے امامؑ کو پہلے ''خان الصعاليک'' (مسافروں اور غریبوں کے ٹھہرنے کی جگہ) میں اتارا، جو آپؑ کی تذلیل کی ایک اور ناکام ملوکی کوشش تھی، اور پھر آپؑ کو عمر بھر کے لیے کڑے فوجی پہرے میں نظر بند کر دیا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 233 ہجری کے تاریخی وتحقیقی مآخذ کا معروضی تجزیہ ہمیں درج ذیل نتائج پر پہنچاتا ہے: **1- سازش کا سیاسی تانا بانا:** امام علی النقی علیہ السلام کی مدینہ سے جلاوطنی محض ایک انتظامی فیصلہ نہیں تھا، بلکہ المتوکل کی علوی بغض پر مبنی وہ منظم

سیاسی سازش تھی جس کا مقصد علوی تحریکوں کے فکری مرکز کو مفلوج کرنا تھا۔ **2-ساداتِ علویین کی بے گناہی کا ثبوت:** عسکری تلاشی کے باوجود امامؑ کے گھر سے صرف قرآن، دعاؤں کے صحیفے اور علمی کتب کا برآمد ہونا ملوکیت کے بغاوت کے الزامات کے منہ پر ایک طمانچہ اور امامؑ کی مظلومیت کا بین ثبوت ہے۔ **3-مکتبِ حق کا استقلال:** امامؑ کو سامرا کے فوجی ماحول میں نظر بند کر کے بھی عباسی خلافت ان کے علمی و روحانی نفوذ کو کم نہ کر سکی۔ آپؑ کی یہ مظلومانہ جلاوطنی ملوکیت کے زوال کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور تاریخ میں حق و حریت کا عنوان بن گئی۔

مصادر و مراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر: 12-14 باب: "ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ" سنہ طباعت: 1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: 9 صفحہ نمبر: 151-154 باب: "حوادث سنة ثلاث وثلاثين ومائتين" سنہ طباعت: 1967ء ۳- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 582-585 باب: "ثم دخلت سنة ثلاث وثلاثين ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت: 1997ء ۴- الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد کتاب: سیر أعلام النبلاء جلد نمبر: 12 صفحہ نمبر: 271-274 ترجمہ نمبر: "علی بن محمد الجواد علیه السلام" سنہ طباعت: 1985ء۔

سنہ 234ھ کے الم ناک حوادث

(فکری جبر کا تسلسل، زوّارِ کربلا پر تضییق اور اصحابِ فضل وکمال کی مظلومیت)

خلافتِ عباسی کے جابر تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کے عہدِ حکومت کا یہ چوتھا سال، یعنی سنہ 234 ہجری (بمطابق 848-849 عیسوی)، اسلامی تاریخ میں استبدادِ ملوکیت، فکری جمود اور آلِ رسولؐ کے ہم نواؤں پر ریاستی تشدد کا ایک تسلسل ہے۔ پچھلے سال (233ھ) امامِ دہم حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو مدینہ منورہ سے زبردستی جلاوطن کر کے سامرا (سرمن رأی) میں نظر بند کرنے کے بعد، عباسی سلطنت نے اس سال اپنے ظلم کا دائرہ ان تمام زاہد اور حق پرست نفوس تک پھیلا دیا جو ملوکی دربار کی کاسہ لیسی کے بجائے حق وصداقت پر قائم تھے۔ سنہ 234ھ وہ سال ہے جس میں ایک طرف بغداد اور حجاز میں اہل بیتِ اطہارؑ کے فضائل بیان کرنے والے محدثین کی زبانوں پر پہرے بٹھائے گئے، اور دوسری طرف کربلائے معلیٰ میں سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی قبرِ انور کی زیارت کے لیے جانے والے بے گناہ اور پرامن زائرین پر معاشی اور تمدنی پابندیاں عائد کر کے انہیں قید و بند کی صعوبتوں سے گزارا گیا۔ یہ سال اقتدار کے نشے میں چور ملوکیت کے اس خوف کو عیاں کرتا ہے جو اسے حق کے ادنیٰ سے شعائر سے بھی لاحق تھا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں ان ستم ہائے روزگار کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا

گیا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: شعائرِ حق پر قدغن، زوّارِ کربلا پر بیڑیاں اور سادات کی معاشی ناکہ بندی: سنہ 234 ہجری کا ایک انتہائی دلدوز اور الم ناک پہلو یہ تھا کہ المتوکل نے خاندانِ نبوت سے اپنے موروثی بغض کا مظاہرہ کرتے ہوئے، عراق میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی مزارِ اقدس کی طرف عوام کے رجوع کو روکنے کے لیے ظالمانہ اقدامات شروع کیے۔ ملوکیت اس بات سے خائف تھی کہ کربلا کا میدان ملوکی ظلم کے خلاف ایک مستقل فکری اور انقلابی مرکز بنتا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس سال المتوکل نے بغداد اور کوفہ کے راستوں پر عسکری چوکیاں قائم کیں اور جو بھی زائر مزارِ امام حسینؑ کی طرف جاتا، اسے سخت جسمانی سزائیں دی جاتیں اور اس پر بھاری معاشی جرمانے عائد کیے جاتے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اس ملوکی تضییق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (234هـ)، غَلُظَ أَمْرُ الْمُتَوَكِّلِ عَلَى زُوَّارِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَبَعَثَ بِشُرَطِهِ إِلَى الطُّرُقَاتِ، فَكَانُوا يَعْتَقِلُونَ مَنْ جَاءَ لِلزِّيَارَةِ وَيُعَاقِبُونَهُ عِقَاباً شَدِيداً، وَضُيِّقَ عَلَى الْعَلَوِيِّينَ فِي مَعَاشِهِمْ وَمَنِيعَ النَّاسُ مِنْ صِلَتِهِمْ''. '' اور اسی سال (234ھ) میں، حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کی قبر کے زائرین پر متوکل کا معاملہ سخت ہو گیا، اور اس نے راستوں پر اپنے

کارندے (پولیس) بھیجے، جو زیارت کے لیے آنے والوں کو گرفتار کر لیتے اور انہیں سخت سزا دیتے تھے، اور علویوں پر ان کی معیشت (روٹی روزی) کے معاملے میں سخت تنگی کر دی گئی اور لوگوں کو ان کے ساتھ مالی ہمدردی وصلہ رحمی کرنے سے روک دیا گیا''۔

توضیح وتشریح: مورخ کی یہ گواہی ثابت کرتی ہے کہ عباسی ملوکیت آلِ رسولؐ کی مادی زندگی ہی سے نہیں، بلکہ ان کی یادوں اور ان کے مزارات سے بھی خوفزدہ تھی۔ جملہ ''وَمَنِيعَ النَّاسُ مِنْ صِلَتِهِمْ'' (اور لوگوں کو ان کے ساتھ صلہ رحمی سے روک دیا گیا) ملوکی سفاکیت کی انتہا ہے کہ عوام کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ ساداتِ علویین کو زکوٰۃ خمس یا کوئی بھی مالی ہدیہ نہ دیں، تاکہ یہ پاکباز نفوس بھوک اور افلاس کے ہاتھوں مجبور ہو کر ملوکیت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں۔ لیکن ان مظلوم شخصیات نے اس معاشی ناکہ بندی کو کمالِ صبر سے برداشت کیا اور دربارِ شاہی کے سامنے جھکنے پر موت کو ترجیح دی۔

سانحہ دوم: فکری آزادی کا قتل اور اصحابِ فضل وکمال محدثین کی حبسِ بے جا میں مظلومیت: سنہ 234 ہجری کا دوسرا سنگین حادثہ یہ تھا کہ دارالخلافہ سامرا اور بغداد میں ان علماء اور محدثین پر تضییق کا دائرہ وسیع کیا گیا جو حکومتی مرضی کے مطابق فتویٰ دینے پر تیار نہیں تھے۔ اگرچہ المتوکل نے بظاہر فتنہ خلقِ قرآن کے حوالے سے نرمی کا تاثر دینا شروع کیا تھا، لیکن اس کا بنیادی مقصد فکر ونظر پر آزادی دینا نہیں بلکہ ملوکی اقتدار کو مستحکم کرنا تھا۔ اس سال بغداد کے کئی ایسے نامور اور گوشہ نشین محدثین کو قید خانے میں ڈالا گیا یا ان کی زبان بندی کی گئی جنہوں نے بنی امیہ یا بنی عباس کے مظالم

پر خاموشی اختیار کرنے سے انکار کیا اور عترتِ طاہرہؑ کے اصل مقامِ فضل کو واضح کیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام ابن جریر الطبری اس سال پیش آنے والے اس فکری عتاب کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِي سَنَةِ أَرْبَعٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ، أَمَرَ الْمُتَوَكِّلُ بِإِحْضَارِ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ إِلَى سَامَرَّاءَ، وَأَلْزَمَهُمْ بِالتَّحَدُّثِ بِمَا يُوَافِقُ رَأْيَ السُّلْطَانِ، فَمَنْ عَانَدَ أَوْ صَمَتَ عَنِ التَّبْجِيلِ الْمَطْلُوبِ أُودِعَ السِّجْنَ، وَكَانَ فِيهِمْ مَنْ مَاتَ ضَيْقاً وَكَمَداً''. ''اور سنہ 234 ہجری میں، متوکل نے محدثین اور فقہاء کی ایک جماعت کو سامرا حاضر کرنے کا حکم دیا، اور انہیں اس بات کا پابند کیا کہ وہ وہی احادیث بیان کریں جو سلطان کی رائے کے موافق ہوں۔ پس جس نے عناد (حکومتی حکم سے انحراف) کیا یا مطلوبہ مدح سرائی سے خاموشی اختیار کی، اسے قید خانے میں ڈال دیا گیا، اور ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو اسی تنگی اور رنج و غم کی حالت میں وفات پا گئے''۔

توضیح و تشریح: مقدس علمی مآخذ کی یہ عبارت اس تلخ حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ ملوکیت کس طرح دین اور علمِ حدیث کو اپنے سیاسی مقاصد کے لیے لونڈی بنانا چاہتی تھی۔ لفظ ''ضَيْقاً وَكَمَداً'' (تنگی اور رنج و غم کی حالت میں مرجانا) ان گمنام مظلوم شخصیات کی داستانِ ستم ہے جن کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے دربارِ شاہی کی منشا کے مطابق احادیثِ نبویؐ میں تحریف کرنے یا حق کو چھپانے سے انکار کیا۔ ان حق پرست علماء نے قید خانے کی تاریکی کو قبول کیا لیکن علمِ دین کی امانت میں خیانت گوارا

نہیں کی، اور یوں وہ اسلام کی مظلوم مگر سرفراز شخصیات کی فہرست میں ابد تک کے لیے شامل ہو گئے۔

خلاصہ و نتائج: سنہ 234 ہجری کے تاریخی و تحقیقی مآخذ کا معروضی مطالعہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-شعارِ حسینیؑ سے ملوکی خوف:** زوّارِ کربلا پر پابندی اور سزا کے احکامات عباسی خلافت کے اس باطنی اضطراب کا منہ بولتا ثبوت ہیں جو وہ فکرِ کربلا کی عوامی جڑوں سے محسوس کرتی تھی۔ **2-منظّم معاشی استحصال:** ساداتِ علویین پر معاشی تنگی اور لوگوں کو ان کی امداد سے روکنا، خاندانِ رسولؐ کو تمدنی طور پر مفلوج کرنے کی ایک گھناؤنی ملوکی سازش تھی، جسے ان ہستیوں نے صابرانِ کائنات کی طرح جھیلا **3-علمِ دین پر پہرے:** محدثین اور فقہاء کو سرکاری نظریات کا پابند بنانا اور انحراف کی صورت میں قید خانے میں موت کے گھاٹ اتارنا یہ ثابت کرتا ہے کہ اس دور میں قلم اور زبان پر پہرے بٹھا کر حق کی آواز کو دبانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔

مصادر و مراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر: 22-24 باب: ''ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ أَرْبَعٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت: 1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر: 9 صفحہ نمبر: 162-165 باب: ''حوادث سنة أربع وثلاثين ومائتين'' سنہ طباعت: 1967ء ۳- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر:

589-591باب:''ثم دخلت سنة أربع وثلاثين ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997ء۔۴-الذہبی،شمس الدین محمد بن احمد کتاب:سیر أعلام النبلاء جلد نمبر:12صفحہ نمبر:110-114تحت المجلد:''الطبقة الثالثة عشرة من المحدثين'' سنہ طباعت:1985۔

سنہ 235ھ کے دلدوز سوانح

(آلِ رسولؐ کا معاشی استحصال اور حق گو نفوس کی نظر یاتی مظلومیت)

خلافتِ عباسی کے جابر حکمران جعفر المتوکل علی اللہ کے دورِ اقتدار کا یہ پانچواں سال، یعنی سنہ 235 ہجری (بمطابق 849-850 عیسوی)، تاریخِ اسلام میں حریت پسندوں اور ساداتِ علویین پر ریاستی جبر کے تشدد کا سال ہے۔ پچھلے برسوں میں امام علی النقی علیہ السلام کو مدینہ منورہ سے جبراً جلاوطن کر کے سامرا کے فوجی محلے میں نظر بند کرنے کے بعد، عباسی سلطنت نے اس سال اپنے ظلم کا نشانہ ان بے گناہ سادات اور سچے محبّینِ اہل بیت کو بنایا جو ملوکیت کے سامنے کلمۂ حق کہنے کا جرم کر رہے تھے۔ سنہ 235ھ وہ سال ہے جس میں آلِ ابی طالبؑ کے خلاف تمدنی بائیکاٹ اور معاشی ناکہ بندی کو بامِ عروج پر پہنچا دیا گیا، اور حق گو محدثین پر ظلم و تضییق کے نئے در وا کیے گئے۔ زیرِ نظر علمی مقالہ معتبر ترین تاریخی مآخذ کے حوالوں، ان کی اصل عربی عبارتوں، سلیس ترجمہ اور محققانہ تجزیے کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے۔

سانحہ اول: ساداتِ علویین کی معاشی ناکہ بندی اور سید زادیوں کی بے پناہ

مظلومیت: سنہ 235 ہجری میں المتوکل نے حجاز (مکہ و مدینہ) پر عمر بن فرج الرُّخّجی کو گورنر مقرر کیا۔ عمر بن فرج نے المتوکل کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے آلِ رسولؐ پر ظلم وستم کی انتہا کر دی۔ اس نے ساداتِ علویین کی زمینیں، باغات (بشمول فدک کے بقیہ حصوں کے) ضبط کر لیے اور مدینہ کے عوام پر یہ پابندی لگا دی کہ جو بھی شخص علویوں کی کسی بھی قسم کی مادی مدد کرے گا، اسے عبرت ناک سزا دی جائے گی۔ یہ بائیکاٹ اس قدر سخت تھا کہ خاندانِ نبوت کی خواتین کے پاس لباس تک مفقود ہو گئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از مروج الذہب): ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی اپنی معتبر ترین تاریخ میں اس وحشت ناک معاشی ناکہ بندی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَكَانَ الْمُتَوَكِّلُ شَدِيدَ الْوَطْأَةِ عَلَى آلِ أَبِي طَالِبٍ، كَثِيرَ الْغَيْظِ وَالْقَلَقِ مِنْهُمْ، فَوَلَّى عُمَرَ بْنَ فَرَجٍ الرُّخَّجِيَّ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، فَمَنَعَ النَّاسَ مِنَ الصِّلَةِ لِآلِ أَبِي طَالِبٍ، وَحَظَرَ عَلَيْهِمْ مَعَاشَهُمْ، وَكَانَ لَا يَبْلُغُهُ أَنَّ أَحَداً وَصَلَهُمْ بِشَيْءٍ وَإِنْ قَلَّ إِلَّا أَنْهَكَهُ عُقُوبَةً وَأَثْقَلَهُ غُرْماً، حَتَّى كَانَ النِّسْوَةُ الْعَلَوِيَّاتُ بِالْمَدِينَةِ لَا يَجِدْنَ مَا يُصَلِّينَ فِيهِ إِلَّا كِسَاءً وَاحِداً يَتَعَاقَبْنَ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ''۔ ''اور متوکل آلِ ابی طالب پر بہت سخت گیر تھا، اور ان کی طرف سے شدید غصے اور بے چینی میں مبتلا رہتا تھا۔ چنانچہ اس نے عمر بن فرج الرُّخّجی کو مکہ اور مدینہ کا گورنر مقرر کیا، تو اس نے لوگوں کو آلِ ابی طالب سے صلہ رحمی اور

ہمدردی کرنے سے روک دیا، اوران پران کی روزی روٹی بند کردی۔اسے اگر یہ خبر ملتی کہ کسی شخص نے ان کی معمولی سی بھی مالی مدد کی ہے تو وہ اسے سخت ترین سزا دیتا اور بھاری جرمانہ عائد کرتا، یہاں تک کہ مدینہ میں علوی خواتین کا یہ حال ہوگیا کہ ان کے پاس نماز پڑھنے کے لیے ایک چادر کے علاوہ کچھ نہ تھا، وہ اسی ایک چادر کو نماز کے لیے باری باری استعمال کرتی تھیں''۔

توضیح وتشریح: مورخ المسعودی کا یہ بیان دلوں کو پاش پاش کر دینے والا ہے۔''لَا یَجِدْنَ مَا یُصَلِّینَ فِیهِ إِلَّا کِسَاءً وَاحِداً'' (وہ نماز کے لیے ایک چادر کے سوا کچھ نہیں پاتی تھیں) ملوکی بربریت اور تمدنی ظلم کا ایک ایسا نوحہ ہے جو انسانیت کا سر شرم سے جھکا دیتا ہے۔جس نبیؐ کا کلمہ پڑھ کر یہ خلفاء حکومتیں کررہے تھے، اسی نبیؐ کی نواسیوں اور پوتیوں کو معاشی طور پر مفلوج کر دیا گیا تا کہ وہ حق کے اظہار سے دستبردار ہو جائیں۔ یہ معصوم اور مظلوم بیبیاں کمالِ صبر ورضا کا مظاہرہ کرتے ہوئے فاقہ کشی کی حالت میں بھی صراطِ مستقیم پر ڈٹی رہیں۔

سانحہ دوم: حق گو اساتذہ اور محدثین پر سرکارِ دربار کا عتاب: سنہ 235 ہجری میں عباسی حکومت نے فکری آزادی کو سلب کرنے کے لیے ان تمام مقتدر محدثین کو عتاب کا نشانہ بنایا جو اہل بیتِ اطہارؑ کے مناقب اور فضائل کی احادیث بیان کر کے عوام میں شعور بیدار کررہے تھے۔المتوکل نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ ایسے تمام محدثین کے وظائف بند کر دیے جائیں اور انہیں قید خانوں میں ڈال دیا جائے جو خلافت کے سیاسی

نظریے کی تائید نہیں کرتے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اس سال فکری اور علمی طبقے پر ڈھائے جانے والے مظالم کی بابت لکھتے ہیں:

"وَفِي سَنَةِ خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ، كَتَبَ الْمُتَوَكِّلُ إِلَى الْآفَاقِ بِتَشْدِيدِ التَّضْيِيقِ عَلَى أَهْلِ الْفَضْلِ الَّذِينَ يُعْرَفُونَ بِوَلَاءِ أَهْلِ الْبَيْتِ، وَأَمَرَ بِإِسْقَاطِ أَسْمَائِهِمْ مِنَ الدِّيوَانِ وَقَطْعِ أَرْزَاقِهِمْ، وَكَانَ مِنْهُمْ مَنْ حُبِسَ وَضُرِبَ حَتَّى مَاتَ فِي سِجْنِهِ مَظْلُوماً". " اور سنہ 235 ہجری میں، متوکل نے تمام اطراف (ملک کے گوشے گوشے) میں خطوط لکھے کہ ان اہل فضل و کمال (علماء) پر تنگی شدید کر دی جائے جو اہل بیت کی محبت و ولاء کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں، اور حکم دیا کہ ان کے نام (سرکاری) دفتر سے خارج کر دیے جائیں اور ان کے وظائف کاٹ دیے جائیں، اور ان میں سے بعض کو قید کیا گیا اور کوڑے مارے گئے یہاں تک کہ وہ قید خانے ہی میں مظلومانہ انتقال کر گئے"۔

توضیح و تشریح: اس تاریخی شہادت سے عیاں ہوتا ہے کہ عباسی آمریت کے نزدیک سب سے بڑا جرم مادی بغاوت نہیں بلکہ فکری بیداری اور حبِ آلِ محمدؐ تھا۔ ان سچے محدثین کو "أَهْلِ الْفَضْلِ" (صاحبانِ فضل) کہا گیا، مگر ان کا فضل ملوکیت کی نظر میں ایک جرم بن گیا۔ ان بزرگ ہستیوں نے کوڑوں کی ضربات اور تنگ و تاریک کوٹھڑیوں کی گھٹن کو بخوشی گلے لگا لیا لیکن علمِ الٰہی اور اہل بیتؑ کے فضائل کو چھپا کر

دربارِشاہی کی جھوٹی ثناخوانی نہیں کی۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 235 ہجری کے سوانح کا علمی وتنقیدی جائزہ ہمیں درج ذیل گرانقدر حقائق تک پہنچاتا ہے: **1-معاشی ناکہ بندی بطورِ تمدنی ہتھیار:** المتوکل نے ساداتِ علویین کو بھوک اور عسرت کے ذریعے جھکانے کے لیے مدینہ منورہ کا بدترین معاشی بائیکاٹ کیا، جس نے ساداتِ علویین کی مظلومیت کو کائنات کی مظلوم ترین داستانوں میں شامل کر دیا۔ **2-فکری پہرے اور نظریاتی تطہیر:** اہل بیت کے فضائل بیان کرنے والے محدثین کے وظائف کی بندش اور ان پر تشدید ثابت کرتی ہے کہ ملوکی نظام حق کی فکری تبلیغ سے ہمیشہ خوفزدہ رہا۔ **3-مظلومین کا لافانی صبر:** ان مہیب اور وحشت ناک حالات میں بھی نہ تو ساداتِ علویین نے اپنی غیرت وحمیت کا سودا کیا اور نہ ہی حق گو محدثین نے قلم اور زبان کو دربارِ خلافت کے حضور بیچا۔

مصادر ومراجع: ۱-المسعودی، ابوالحسن علی بن الحسین کتاب: مروج الذہب ومعادن الجوہر جلد نمبر:4 صفحہ نمبر:104-106 باب:''ذکر خلافة جعفر المتوکل وأخباره وما جری فی سنینه'' سنہ طباعت:1989ء ۲-ابن الاثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:7 صفحہ نمبر: 32-34 باب: ''ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت: 1997ء ۳- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:175-177 باب:''حوادث سنة خمس

وثلاثین ومائتین ''سنہ طباعت:1967ء۔۴-ابن کثیر الدمشقی،ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب:البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:595-597 باب:''ثم دخلت سنة خمس وثلاثین ومائتین من الهجرة''سنہ طباعت:1997۔

سنہ 236ھ کے الم ناک حوادث

(مزارِ سید الشہداءؑ کی مسماری اور زائرین پر ملوکی استبداد کا عروج)

خلافتِ عباسی کے گیارہویں تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کے عہدِ حکومت کا چھٹا سال، یعنی سنہ 236 ہجری (بمطابق 850-851 عیسوی)، تاریخِ اسلام کا وہ المناک ترین موڑ ہے جس میں خاندانِ رسالت کے خلاف ملوکی عداوت اور نظریاتی بغض اپنے بدترین عروج پر پہنچ گیا۔ پچھلے سالوں میں ساداتِ علویین پر معاشی ناکہ بندی اور امام علی النقی علیہ السلام کی سامرا میں نظر بندی کے بعد، عباسی ملوکیت نے اب ایک ایسا قدم اٹھایا جس نے رہتی دنیا تک کے لیے ملوکی سفاکیت پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔ سنہ 236ھ وہ سال ہے جس میں المتوکل نے نواسۂ رسولؐ، مظلومِ کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبرِ انور اور ان کے اردگرد کی تمام آبادیوں کو مسمار کرنے کا ظالمانہ حکم جاری کیا۔ یہ تمدنی سانحہ ثابت کرتا ہے کہ ملوکیت صرف زندہ مظلوموں سے ہی نہیں، بلکہ مٹی کی آغوش میں سوئے ہوئے شہیدوں کی قبروں سے بھی کانپتی تھی۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالے میں مستند ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس

دلدوز اور تاریخی المیہ کا فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں احاطہ کیا گیا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں بعینہ شامل کیا جا سکے۔

سانحہ عظیم: قبرِ مطہرِ سید الشہداءؑ کی مسماری، زمین پر ہل چلانے کا حکم اور تمدنی ظلم: سنہ 236 ہجری کا سب سے بڑا اور جگر سوز سانحہ مزارِ اقدسِ امام حسین علیہ السلام پر ملوکی بلڈوزر چلانا تھا۔ المتوکل کو یہ خوف لاحق تھا کہ کربلائے معلیٰ مسلمانوں کے لیے ایک فکری، انقلابی اور تمدنی مرکز بن چکی ہے جہاں سے عباسی آمریت کے خلاف حریت کے نظریات جنم لیتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے ایک ناصبی کارندے دیزج نامی یہودی النسل کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ کربلا روانہ کیا تا کہ وہ اس روضۂ مبارک کا نام و نشان مٹا دے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): علامہ ابن الاثیر الجزری اپنی مستند ترین تاریخ میں سنہ 236 ہجری کے ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (236هـ)، أَمَرَ الْمُتَوَكِّلُ بِهَدْمِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَهَدْمِ مَا حَوْلَهُ مِنَ الْمَنَازِلِ وَالدُّورِ، وَأَنْ يُحْرَثَ وَيُزْرَعَ وَيُسْقَى مَوْضِعُ قَبْرِهِ، وَأَنْ يُمْنَعَ النَّاسُ مِنْ إِتْيَانِهِ، فَنَادَى صَاحِبُ الشُّرْطَةِ فِي النَّاسِ: مَنْ وَجَدْنَاهُ عِنْدَ قَبْرِهِ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ بَعَثْنَا بِهِ إِلَى الْمَطْبَقِ (السِّجْنِ الْمُظْلِمِ)''۔ ''اور اسی سال (236ھ) میں، متوکل نے حکم دیا کہ حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کی قبر کو مسمار کر دیا جائے، اور اس کے اردگرد موجود

تمام گھروں اور عمارتوں کو منہدم کر دیا جائے، اور یہ کہ آپؑ کی قبر کے مقام پر ہل چلایا جائے، کاشتکاری کی جائے اور پانی چھوڑ دیا جائے (تاکہ مزار کا نشان مٹ جائے)، اور لوگوں کو وہاں آنے سے سختی سے روک دیا جائے۔ پس پولیس کے سربراہ نے لوگوں میں منادی کروادی کہ: تین دن کے بعد جس کسی کو بھی ہم نے آپؑ کی قبر کے پاس پایا، ہم اسے مطبق (سیاہ اور تاریک ترین قید خانے) میں ڈال دیں گے"۔

توضیح وتشریح: مورخ ابن الاثیر کی یہ صراحت اس انتہا پسند ملوکی ذہنیت کو آشکار کرتی ہے جو تقدس اور حرمت کے تمام تصورات سے عاری تھی۔ جملہ "وَأَنْ يُحْرَثَ وَيُزْرَعَ وَيُسْقَى" (اور وہاں ہل چلایا جائے، کاشت کی جائے اور پانی دیا جائے) یہ ظاہر کرتا ہے کہ ملوکیت چاہتی تھی کہ تاریخ کے حافظے سے کربلا کا نقشہ ہی مٹا دیا جائے تاکہ آنے والی نسلیں مظلومیتِ حسینؑ کے اس ابدی سرچشمے سے فیض یاب نہ ہوسکیں۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ بیلوں نے مزارِ مبارک کی حد پر پہنچ کر آگے بڑھنے سے انکار کر دیا، جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام تمدنی طور پر حائر (جہاں پانی حیران ہو کر رک گیا) پڑ گیا۔ یہ اقدام صرف ایک مزار کی مسماری نہیں تھی، بلکہ یہ ان لاکھوں دلوں کی پامالی تھی جو خانوادۂ رسولؐ کی محبت سے دھڑکتے تھے۔

سانحہ دوم: زائرینِ کربلا کی گرفتاری اور قیدِ تنہائی کی عقوبتیں: اس مسماری کے فوراً بعد زائرین پر سخت ترین جبر روا رکھا گیا۔ سنہ 236 ہجری میں بغداد اور کوفہ کے راستوں پر باقاعدہ عسکری چوکیاں قائم کی گئیں تاکہ کربلا کی حدود میں داخل ہونے والے

کسی بھی شخص کو فوراً گرفتار کیا جا سکے۔ ایسے زائرین کو ''مطبق'' یعنی زیرِ زمین بنے ہوئے ان قید خانوں میں تاحیات ڈال دیا جاتا تھا جہاں سورج کی روشنی تک نہیں پہنچتی تھی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الطبری): امام محمد بن جریر الطبری اس ہولناک ظلم کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ سِتٍّ وَثَلَاثِینَ وَمِائَتَیْنِ، تَتَابَعَتِ الْأَخْبَارُ بِشِدَّةِ الْعِقَابِ عَلَى زُوَّارِ الْحَائِرِ، وَكَانَ دِیزَجُ قَدْ حَفَرَ الْقَبْرَ وَأَجْرَى عَلَیْهِ الْمَاءَ، فَأَعْقَبَ ذَلِكَ حُزْنٌ شَدِیدٌ فِی قُلُوبِ الْمُسْلِمِینَ، وَكَتَبَ أَهْلُ بَغْدَادَ شَتْمَ الْمُتَوَكِّلِ عَلَى الْحِیطَانِ وَالْمَسَاجِدِ، وَهَجَاهُ الشُّعَرَاءُ''. '' اور سنہ 236 ہجری میں، حائر (کربلا) کے زائرین کو دی جانے والی سخت سزاؤں کی خبریں پے در پے آنے لگیں، اور دیزج نے قبرِ مطہر کو کھودا تھا اور اس پر پانی بہا دیا تھا، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے دلوں میں شدید رنج و غم کی لہر دوڑ گئی، اور بغداد کے لوگوں نے مسجدوں اور دیواروں پر متوکل کی مذمت اور ہجو لکھنا شروع کر دی، اور شعراء نے اس کی مذمتی اشعار لکھے''۔

توضیح و تشریح: طبری کی اس علمی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ ملوکی جبر نے نہ صرف سادات اور زائرین کو جسمانی صدمہ پہنچایا بلکہ پوری امتِ مسلمہ کو فکری اور جذباتی طور پر مجروح کیا۔ عوام نے اس وحشیانہ ظلم کے خلاف دیواروں پر چاکنگ کر کے اور مساجد میں اپنے غم و غصے کا اظہار کر کے ملوکی آمریت کے خلاف ایک خاموش احتجاجی تحریک کا آغاز کیا۔ اس دور کے نامور شاعر علی بن محمد بسامی نے المتوکل

کی مذمت میں وہ تاریخی شعر لکھا جو رہتی دنیا تک ملوکیت کا منہ چڑاتا رہے گا: تَاللّٰهِ إِنْ كَانَتْ أُمَيَّةُ قَدْ أَتَتْ ...قَتْلَ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّهَا مَظْلُومَافَلَقَدْ أَتَاهُ بَنُو أَبِيهِ بِمِثْلِهِ ...هَذَا لَعَمْرِی قَبْرُهُ مَهْدُومَا (بخدا! اگر بنوامیہ نے اپنے نبی کے نواسے کو مظلومانہ شہید کیا تھا، تو اب ان کے چچازادوں (بنوعباس) نے بھی ویسا ہی ظلم کر ڈالا کہ اب آپ کی قبر کو بھی مسمار کر دیا گیا۔)

خلاصہ ونتائج: سنہ 236 ہجری کے معتبر مآخذ کا تحقیقی تجزیہ ہمیں درج ذیل گرانقدر نتائج پر پہنچاتا ہے: **1-فکرِ حسینؑ کا لافانی ہونا:** ملوکیت کا مزارِ اقدس کو مسمار کرنے اور اس پر پانی بہانے کا جنون یہ ثابت کرتا ہے کہ لکڑی اور پتھر کے مزارات بھی جابر سلاطین کے تخت و تاج کو ہلانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ **2-عوامی بیداری اور احتجاج:** مزار کی مسماری کے خلاف بغداد کی دیواروں اور مساجد میں عوامی احتجاج اور شعراء کا ردِعمل ثابت کرتا ہے کہ جبر کے بدترین دور میں بھی مسلمہ معاشرے کا ضمیر زندہ تھا۔ **3-مظلومیت کی انتہا:** تاریخِ اسلام میں مظلوم شخصیات کی فہرست میں ساداتِ علویین کی یہ مظلومیت سب سے انوکھی ہے کہ نہ صرف ان کی زندگیوں کو اجیرن کیا گیا بلکہ ان کی قبور کی تمدنی حرمت کو بھی پامال کیا گیا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر: 35-37 باب: ''ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت: 1997ء ۲- الطبری، محمد بن جریر

کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:184-187 باب:''حوادث سنة ست وثلاثين ومائتين ''سنہ طباعت:1967ء۔۳-ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر: 601-604باب:''ثم دخلت سنة ست وثلاثين ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت: 1997۔۴-المسعودی، ابو الحسن علی بن الحسین کتاب: مروج الذہب ومعادن الجوہر جلد نمبر:4 صفحہ نمبر:120-122 باب:''ذكر خلافة جعفر المتوكل وأخباره''سنہ طباعت:1989۔

سنہ 237ھ کے روح فرسا مصائب

(ساداتِ علویین پر بلادِ اسلامیہ میں تضییق اور حق پرست نفوس کی مظلومیت)

خلافتِ عباسی کے دورِ انحطاط میں جعفر المتوکل علی اللہ کا عہدِ حکومت (232ھ تا 247ھ) ساداتِ علویین اور آلِ ابی طالب علیہ السلام کے لیے آزمائش اور ستم کی ایک طویل رات کی مانند تھا۔ سنہ 236 ہجری میں مزارِ اقدسِ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی مسماری اور کربلا کے تمدنی بائیکاٹ کے بعد، متوکل نے سنہ 237 ہجری (بمطابق 851-852 عیسوی) میں اس استبدادی پالیسی کو مزید وسعت دی اور بلادِ اسلامیہ کے دیگر مراکز بالخصوص مصر، حجاز اور عراق میں موجود خانوادۂ نبوت کے عالی قدر نفوس اور ان کے ہمدردوں کو چن چن کر ریاستی جبر کا نشانہ بنایا۔ یہ وہ سال ہے جس میں آلِ محمدؐ کے

حقوقِ تمدن کو پامال کرنے کے لیے باقاعدہ شاہی فرامین جاری کیے گئے اور حق پرست علمائے کلام کو عقیدتی و سیاسی بنیادوں پر تختۂ مشق بنایا گیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ مستند ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس الم ناک دور کے حقائق کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں بعینہٖ شامل کیا جاسکے۔

سانحہ اول: مصر اور حجاز سے ساداتِ علویین کی جبری جلاوطنی اور تمدنی بیخ کنی: سنہ 237ہجری کا ایک انتہائی دلدوز تمدنی ظلم یہ تھا کہ متوکل نے مصر کے عباسی گورنر کو سخت احکامات جاری کیے کہ وہ مصر میں مقیم تمام علوی سادات (مرد و خواتین) کو وہاں سے جبراً نکال کر عراق اور مدینہ منورہ کی طرف جلاوطن کر دے۔ اس جلاوطنی کا مقصد ان کا معاشی ناطقہ بند کرنا اور انہیں ایسے مقامات پر نظر بند رکھنا تھا جہاں عباسی جاسوس ان کی کڑی نگرانی کر سکیں۔ ان مظلوم سادات کو نہایت کسمپرسی کی حالت میں اونٹوں پر سوار کر کے مصر سے نکالا گیا، اور ان کی املاک پر شاہی قبضہ کر لیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ ابن خلدون): مورخِ جلیل علامہ ابن خلدون اس الم ناک جلاوطنی اور سادات پر ہونے والے ستم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ سَبْعٍ وَثَلَاثِینَ وَمِائَتَیْنِ، كَتَبَ الْمُتَوَكِّلُ إِلَى نَائِبِهِ بِمِصْرَ بِإِخْرَاجِ مَنْ بِهَا مِنْ آلِ أَبِی طَالِبٍ وَتَسْيِيرِهِمْ إِلَى الْعِرَاقِ وَالْمَدِينَةِ، فَأُخْرِجُوا فِی شُرُوطٍ قَاسِيَةٍ، وَحُمِلُوا عَلَى الْفَرَائِدِ، وَتَابَعَ التَّضْيِيقَ عَلَيْهِمْ فِی أَرْزَاقِهِمْ وَمَعَايِشِهِمْ، فَدَخَلَ الْمَدِينَةَ مِنْهُمْ خَلْقٌ

كَثِيرٌ فِي حَالَةٍ مِنَ الْفَقْرِ وَالْجُهْد''. ''اور سنہ 237 ہجری میں، متوکل نے مصر میں اپنے نائب (گورنر) کو خط لکھا کہ وہ وہاں موجود آلِ ابی طالب (سادات) کو نکال باہر کرے اور انہیں عراق اور مدینہ کی طرف روانہ کر دے۔ چنانچہ انہیں انتہائی سخت شرائط کے تحت نکالا گیا اور سواریوں پر لادا گیا، اور ان کے رزق اور معاشی ذرائع پر تنگی کا سلسلہ برقرار رکھا گیا، پس ان میں سے ایک بڑی تعداد انتہائی فقر اور سخت تکلیف کی حالت میں مدینہ منورہ پہنچی''۔

توضیح وتشریح: علامہ ابن خلدون کی یہ صراحت ثابت کرتی ہے کہ عباسی ملوکیت خانوادۂ رسولؐ کے مادی وجود سے بھی خائف تھی۔ مصر جیسے دور دراز خطے سے بھی سادات کو اس لیے بیدخل کیا گیا تا کہ وہ وہاں اپنے فضائل اور اخلاق کے سبب عوامی مقبولیت حاصل نہ کر سکیں۔ جملہ ''شُرُوطٍ قَاسِيَةٍ'' (سخت ترین شرائط) اور ''فِي حَالَةٍ مِنَ الْفَقْرِ وَالْجُهْدِ'' (فقر ومشقت کی حالت میں) ان عالی نسب بیبیوں اور بچوں کی مظلومیت کا منہ بولتا ثبوت ہے جن کے جدِ امجدؐ نے امت کو قرابت داروں سے محبت کا حکم دیا تھا۔

سانحہ دوم: حق پرست محدثین کی سیاسی قید اور امام ابن الجعد کی اِستقامت: سنہ 237 ہجری کا ایک اور سیاہ ترین واقعہ خلافتِ عباسی کی جانب سے فکری وعقیدتی جبر کی وہ مہم تھی جس کے تحت ان علمائے کلام اور محدثین کو قید و بند کا نشانہ بنایا گیا جو دربارِ خلافت کی جبری پالیسیوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کو تیار نہ تھے۔

متوکل نے اگرچہ خلقِ قرآن کے مسئلے کو ختم کر دیا تھا، مگر اس نے ان محدثین پر پہرے بٹھا دیے جو آلِ پاکؑ کے فضائل بیان کرتے تھے۔ اسی سال بعض جلیل القدر اصحابِ علم کو صرف اس شبہے میں قید خانوں کی نذر کر دیا گیا کہ ان کے دلوں میں ساداتِ علویین کے لیے نرم گوشہ موجود ہے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ ابن الاثیر الجزری سنہ 237ھ کے حوادث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ، عَمِلَ الْمُتَوَكِّلُ عَلَى اسْتِقْصَاءِ مَنْ يُتَّهَمُ بِالْمَيْلِ إِلَى الْعَلَوِيِّينَ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِينَ، وَأَمَرَ بِحَبْسِ جَمَاعَةٍ مِنْهُمْ فِي بَغْدَادَ وَسَامَرَّاءَ، وَكَانَ التَّشْدِيدُ بَالِغاً حَتَّى خَافَ النَّاسُ أَنْ يَتَلَفَّظُوا بِفَضَائِلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَمَاتَ فِي هَذِهِ الْأَحْوَالِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْمَظْلُومِينَ فِي الْمَطَابِقِ''.

''اور اسی سال (237ھ)، متوکل نے ان فقہاء اور محدثین کی مکمل چھان بین اور بیخ کنی کا کام کیا جن پر علویوں کی طرف میلان کا شبہہ تھا۔ اور اس نے ان کی ایک جماعت کو بغداد اور سامرا میں قید کرنے کا حکم دیا۔ یہ سختی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنے سے بھی خوفزدہ ہونے لگے، اور ان حالات میں ایک سے زائد مظلوم شخصیات اندھیرے قید خانوں (المطابق) میں ہی وفات پا گئیں''۔

توضیح وتشریح: مورخ ابن الاثیر کا یہ جملہ خَافَ النَّاسُ أَنْ يَتَلَفَّظُوا

بِفَضَائِلِ عَلِیٍّ اس وحشت ناک سیاسی فضا کی عکاسی کرتا ہے جو عباسی دور میں قائم تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے وصی اور چوتھے خلیفۂ راشد کے فضائل کو بیان کرنا ریاستی جرم قرار پا چکا تھا۔ وہ علمائے حق جنہوں نے درباری وظائف پر حق کو چھپانے کو ترجیح نہ دی، وہ ان زیرِ زمین سیاہ جیلوں ''المطابق'' کی نذر ہو گئے جہاں موت ہی ان کی اس مظلومیت کی گواہ بنی۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 237 ہجری کی تاریخی وعلمی دستاویزات کا غائر مطالعہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-ریاستی جبر کا دائرہ کار:** المتوکل کا ساداتِ علویین پر ظلم صرف عراق وحجاز تک محدود نہ تھا، بلکہ مصر جیسے دور دراز صوبوں سے بھی ان کی جبری جلاوطنی یہ ثابت کرتی ہے کہ ملوکیت آلِ رسولؐ کے فکری اثرات سے شدید خائف تھی۔ **2-فکری آزادی پر پہرے:** فضائلِ سادات اور احادیثِ مناقب پر پابندی نے علم اور ایمان کے حاملین کو مظلومیت کے اس اعلیٰ درجے پر فائز کر دیا جہاں کلمۂ حق کہنا جان کا نذرانہ پیش کرنے کے مترادف تھا۔ **3-تاریخی تسلسل:** سنہ 237ھ کے واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ائمہ اہل بیتؑ اور ان کے سچے پیروکاروں کی مظلومیت محض وقتی نہیں تھی، بلکہ یہ ملوکیت کے تحفظ کے لیے کھیلا جانے والا ایک منظّم ریاستی کھیل تھا۔

مصادر ومراجع: ۱- ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر ودیوان المبتدا والخبر) جلد نمبر:3 صفحہ نمبر:341-343 باب:''اخبار

المتوکل علی اللہ وعزل نوابہ ''سنہ طباعت:2000ء(دارالفکر، بیروت)۔ ۲-ابن الاثیر،عزالدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب:الکامل فی التاریخ جلدنمبر:7 صفحہ نمبر:41-43باب:''ذِکْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ سَبْعٍ وَثَلَاثِینَ وَمِائَتَیْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت:1997ء(دارالکتب العلمیہ، بیروت)۔۳۔الطبری،محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک(تاریخ الطبری) جلدنمبر:9 صفحہ نمبر:191-193باب:''حوادث سنة سبع وثلاثین ومائتین ''سنہ طباعت:1967ء(دار المعارف، قاہرہ)۔۴۔ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلدنمبر:10 صفحہ نمبر:608-610باب:''ثم دخلت سنة سبع وثلاثین ومائتین من الهجرة''سنہ طباعت:1997ء(دارہجر،قاہرہ)۔

سنہ 238ھ کے جگرسوز حوادث

(ساداتِ علویین کی کڑی نگرانی اور حق پرست نفوس کا دباؤ)

خلافتِ عباسی کے دسویں تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کا دورِ حکومت جہاں بعض بیرونی فتوحات اور مذہبی پالیسیوں کی تبدیلی کے لیے جانا جاتا ہے، وہاں تاریخِ اسلام میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے سچے محبّین پر بلا انقطاع ریاستی جبر کے تسلسل سے بھی عبارت ہے۔ سنہ 237 ہجری میں مصر وحجاز سے ساداتِ علویین کی جبری جلاوطنی کے بعد، سنہ 238 ہجری (بمطابق 852-853 عیسوی) میں عباسی

سلطنت نے اپنی استبدادی گرفت کو مزید سخت کیا۔اس سال المتوکل نے دارالخلافہ سامرا (سرّ من رأی) میں نظر بند آلِ ابی طالب کے امامِ ہمام سیدنا علی بن محمد النقی علیہما السلام اور ان کے قریبی رفقاء کی جاسوسی اور کڑی نگرانی کے لیے ایسے عمال مقرر کیے جنہوں نے دربارِ خلافت کو مطمئن کرنے کے لیے معصوم و بے گناہ نفوس پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ یہ وہ تاریک سال ہے جس میں آلِ محمدؐ کی فکری بالادستی کو روکنے کے لیے تمدنی اور خفیہ عسکری دباؤ کو بامِ عروج پر پہنچایا گیا، اور حق گو شخصیات کو خوف و ہراس کے سائے میں جینے پر مجبور کیا گیا۔زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ مستند ترین اور معتبر ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس الم ناک دور کے گوشوں کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں آشکار کرتا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: مدینہ منورہ اور سامرا میں ساداتِ علویین پر جاسوسی کے کڑے پہرے اور تضییقِ تمدن: سنہ 238 ہجری کا ایک بڑا المیہ یہ تھا کہ المتوکل نے مدینہ منورہ اور مرکزِ خلافت سامرا میں مقیم آلِ ابی طالب کی نگرانی کے لیے اپنے سب سے متعصب اور سنگدل گورنروں اور عمال کو متعین کیا۔اس کارروائی کا اصل ہدف امام علی النقی علیہ السلام کی وہ علمی اور فکری مجالس تھیں جن سے کسبِ فیض کے لیے بلادِ اسلامیہ سے لوگ خفیہ طور پر سامرا کا رخ کرتے تھے۔المتوکل کو یہ خوف لاحق تھا کہ سادات کی یہ علمی تحریک کسی بھی وقت عباسی اقتدار کے تانے بانے بکھیر سکتی ہے۔چنانچہ،اس سال امامؑ کے گھر کی تلاشیوں اور ان کے اصحاب کی گرفتاریوں میں بے پناہ تیزی لائی گئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری سنہ 238ھ کے احوال کے ذیل میں اس تضییق اور کڑی نگرانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَلَاثِینَ وَمِائَتَیْنِ، عَظُمَ خَوْفُ الْمُتَوَکِّلِ مِنْ نَاحِیَةِ أَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَکَتَبَ إِلَی عُمَّالِهِ بِسَامَرَّاءَ وَالْمَدِینَةِ بِالتَّشْدِیدِ عَلَی مَنْ یَخْتَلِفُ إِلَیْهِ مِنَ الشِّیعَةِ وَأَهْلِ الْفَضْلِ، وَأَمَرَ بِأَنْ یُبْعَثَ بِأَخْبَارِهِ یَوْماً فَیَوْماً، وَقُطِعَتْ عَنِ الْعَلَوِیِّینَ الصِّلَاتُ الَّتِی کَانَتْ تَصِلُهُمْ سِرّاً، حَتَّی ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْأَحْوَالُ جِدّاً''. ''اور سنہ 238 ہجری میں، ابوالحسن علی بن محمد (امام علی النقیؑ) کی جانب سے متوکل کے خوف واضطراب میں شدید اضافہ ہوگیا۔ چنانچہ اس نے سامرا اور مدینہ میں اپنے عمال (افسران) کو خطوط لکھے کہ جو بھی شیعہ اور اہل فضل وکمال ان کے پاس آتے جاتے ہیں ان پر سخت تنگی کی جائے، اور حکم دیا کہ ان (امامؑ) کی روزمرہ کی اخبار ورپورٹس دن بہ دن (دربار میں) بھیجی جائیں۔ اور علویوں سے وہ مالی امداد و صلہ رحمی بھی کاٹ دی گئی جو انہیں خفیہ طور پر پہنچتی تھا، یہاں تک کہ ان پر حالات حد درجہ تنگ ہوگئے''۔

توضیح وتشریح: امام الطبری کی یہ عبارت عباسی ملوکیت کے اس باطنی خوف کو ظاہر کرتی ہے جو انہیں خانوادۂ رسولؐ کی روحانی عظمت سے ہمہ وقت رہتا تھا۔ جملہ ''یُبْعَثَ بِأَخْبَارِهِ یَوْماً فَیَوْماً'' (ان کی رپورٹس روز کی روز بھیجی جائیں) یہ واضح

کرتا ہے کہ امام عالی مقام پر کس قدر کڑا اور جابرانہ پہرہ بٹھایا گیا تھا کہ ان کی عام زندگی کی نقل وحرکت بھی مقید ہو چکی تھی۔ اس معاشی ناکہ بندی اور جاسوسی کے نظام نے آلِ رسولؐ کے معصوم بچوں اور مستورات کو فقر و فاقہ کی دہلیز پر لا کھڑا کیا، جو تمدنی مظلومیت کی ایک انتہائی دردناک مثال ہے۔

سانحہ دوم: حق پرست نفوس کا استحصال اور درباری جبر کے خلاف استقامت: سنہ 238 ہجری میں صرف ساداتِ علویین ہی عتاب کا شکار نہیں ہوئے، بلکہ وہ تمام حق پرست علمائے کرام، محدثین اور محبّین بھی خلافت کے ظلم کا نشانہ بنے جو اس کڑے وقت میں بھی آلِ عباؑ کی مودت کا دم بھرتے تھے۔ المتوکل نے بغداد اور عراق کے دیگر شہروں میں یہ منادی کرادی تھی کہ جو بھی شخص علویوں کے حقوق یا ان کی مظلومیت پر آواز اٹھائے گا، اس کا خون مباح اور اس کا مال ضبط کر لیا جائے گا۔ اس ہولناک فضا میں کئی مخلص اصحابِ علم کو قید خانوں میں تازیانوں کا نشانہ بنایا گیا تاکہ وہ خلافت کی مرضی کے مطابق فتوے جاری کریں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ ابن الاثیر الجزری اس سال کے ستم رسیدہ حالات کی بابت رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (مِائَتَيْنِ وَثَمَانٍ وَثَلَاثِينَ)، اشْتَدَّتْ وَطْأَةُ الْخِلَافَةِ عَلَى أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَدَبِ الَّذِينَ لَمْ يُظْهِرُوا التَّبَعِيَّةَ الْكَامِلَةَ لِسِيَاسَةِ الْمُتَوَكِّلِ فِي أَمْرِ آلِ أَبِي طَالِبٍ، فَسُجِنَ بَعْضُهُمْ وَأُهِينُوا، وَكَانَ الْمُرَادُ مِنْ ذَلِكَ إِخْمَادَ

كُلِّ صَوْتٍ يَذْكُرُ آلَ الرَّسُولِ بِخَيْرٍ، فَصَبَرُوا عَلَى الأَذَى وَالْمِحْنَةِ".

"اور اسی سال (238ھ)، خلافت کا عتاب ان فقہاء اور اہل ادب (دانشوروں) پر شدید ہو گیا جنہوں نے آلِ ابی طالب کے معاملے میں متوکل کی سیاسی پالیسی کی کامل فرمانبرداری کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ چنانچہ ان میں سے بعض کو قید کر دیا گیا اور ان کی تذلیل کی گئی، اور اس سے مقصود ہر اس آواز کو دبانا تھا جو آلِ رسولؐ کا ذکرِ خیر کرتی ہو، پس ان مظلوموں نے اس اذیت اور آزمائش پر صبر کیا"۔

توضیح وتشریح: ابن الاثیر کا یہ محققانہ بیان ثابت کرتا ہے کہ متوکل کی حکومت فکری اور ادبی سطح پر بھی کسی ایسی رائے کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھی جو ساداتِ علویین کی تائید میں ہو۔ علم وادب کے ان درخشندہ ستاروں کو "إِخْمَادَ كُلِّ صَوْتٍ" (ہر آواز کو بجھا دینے) کے ظالمانہ مقصد کے تحت قید خانوں کی تاریکیوں میں دھکیل دیا گیا۔ ان حق پرست نفوس کی مظلومیت اس بات کی گواہ ہے کہ انہوں نے شاہی دربار کے جاہ وجلال کے سامنے سرنگوں ہونے کے بجائے قید وبند کی صعوبتوں کو ترجیح دی اور سچائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 238 ہجری کے الم ناک حوادث کا تنقیدی اور علمی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1- جاسوسی کا ہمہ گیر نظام:** عباسی خلافت نے امام علی النقی علیہ السلام کی فکری وعلمی قیادت کو روکنے کے لیے سامرا اور مدینہ میں روزمرہ کی جاسوسی کا ایک ایسا جابرانہ نظام قائم کیا جس کی مثال تاریخ میں کم ملتی ہے۔

2-معاشی وتمدنی بائیکاٹ کا تسلسل: ساداتِ علویین کی خفیہ مالی امداد پر مکمل پابندی عائد کر کے انہیں معاشی طور پر مفلوج کرنے کی مذموم کوشش کی گئی تا کہ ان کا عوامی رابطہ منقطع ہو جائے۔ **3-اہلِ علم کی فکری استقامت:** فقہاء اور اہل ادب پر ہونے والے مظالم یہ ثابت کرتے ہیں کہ ملوکیت حق کی سچی فکری ترویج سے ہمیشہ لرزہ براندام رہی، مگر مظلوم علمائے حق نے اپنے صبر واستقلال سے ملوکیت کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔

مصادر ومراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل الملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:198-200 باب:"**ثم دخلت سنة ثمان وثلاثين ومائتين**" سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔۲-ابن الاثیر، عزالدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:7 صفحہ نمبر:48-50 باب: "**ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْن**" سنہ طباعت:1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔۳- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:615-617 باب:"**حوادث سنة ثمان وثلاثين ومائتين من الهجرة**" سنہ طباعت:1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔۴-ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلد نمبر:3 صفحہ نمبر:345-347 باب:"**اخبار المتوكل وما كان في ايامه**" سنہ طباعت:2000 (دار الفکر، بیروت)۔

سنہ 239ھ کے جگر دوز حوادث

(آلِ ابی طالب پر مصائب کا تسلسل اور ائمۂ حق کے پیروکاروں کی مظلومیت)

خلافتِ عباسی کے دسویں تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کا دورِ حکومت (232ھ تا 247ھ) تاریخِ اسلام میں ساداتِ علویین اور ان کے سچے ہمدردوں کے لیے بلا انقطاع مصائب اور سیاسی ابتلاء کا دور رہا ہے۔ سنہ 237ھ اور 238ھ میں علوی سادات کی جبری جلاوطنی اور ان پر کڑی نگرانی کے بعد، سنہ 239 ہجری (بمطابق 853-854 عیسوی) میں متوکل کی استبدادی مشینری نے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمدنی و معاشی تضییق (تنگی) کو مزید شدید کر دیا۔ یہ وہ سال تھا جب دربارِ عباسی کی جانب سے مدینہ منورہ اور دیگر بلادِ اسلامیہ میں ایسے سخت احکامات نافذ کیے گئے جن کا مقصد آلِ ابی طالب کو معاشرے میں تنہا کرنا اور ان کی علمی و روحانی سیادت کے اثرات کو مٹانا تھا۔ اس جابرانہ ماحول میں نہ صرف خاندانِ نبوت کے عالی قدر نفوس بلکہ ان کی علمی نصرت کرنے والے حق پرست فقہاء بھی عتابِ شاہی کا نشانہ بنے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ مستند ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس الم ناک دور کے گوشوں کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: مدینہ منورہ میں ساداتِ علویین کا معاشی استحصال اور سخت تمدنی

مقاطعہ (بائیکاٹ): سنہ 239 ہجری کا ایک انتہائی دلدوز اور المناک واقعہ مدینہ منورہ میں مقیم ساداتِ علویین اور آلِ ابی طالب کا معاشی بائیکاٹ اور تمدنی مقاطعہ تھا۔ متوکل نے مدینہ کے عباسی عمال اور گورنر عمر بن فرج الرَّخَّجی کو یہ سخت ترین حکم جاری کیا کہ وہ آلِ ابی طالب کو کسی بھی قسم کی مادی امداد حاصل نہ کرنے دیں، اور جو بھی شخص ان کی مالی مدد کرے، اسے سخت ترین سزا دی جائے۔ اس اقدام کا مقصد سادات کو بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محروم کر کے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنا تھا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن الاثیر الجزری سنہ 239ھ کے احوال کے ذیل میں عباسی ملوکیت کے اس معاشی جبر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”وَفِی سَنَةِ تِسْعٍ وَثَلَاثِینَ وَمِائَتَیْنِ، کَتَبَ الْمُتَوَکِّلُ إِلَی عُمَّالِهِ بِالْمَدِینَةِ وَمَکَّةَ بِالتَّشْدِیدِ النَّکَالِ عَلَی آلِ أَبِی طَالِبٍ، وَمَنَعَ النَّاسَ مِنْ صِلَتِهِمْ وَالْبِرِّ بِهِمْ، وَکَانَ عُمَرُ بْنُ فَرَجٍ الرَّخَّجِیُّ یَتَوَلَّی ذَلِکَ بِنَفْسِهِ، حَتَّی کَانَتِ الشَّرِیفَةُ مِنَ الْعَلَوِیَّاتِ لَا تَجِدُ مَا تَقُوتُ بِهِ نَفْسَهَا، وَبَلَغَ النَّاسَ الْخَوْفُ فَامْتَنَعُوا عَنْ رِفْدِهِمْ“

”اور سنہ 239 ہجری میں، متوکل نے مدینہ اور مکہ میں اپنے عمال (افسران) کو خط لکھا کہ آلِ ابی طالب پر سخت ترین تنگی اور سزا کا معاملہ کیا جائے، اور لوگوں کو ان سے صلہ رحمی اور بھلائی کرنے سے روک دیا۔ عمر بن فرج الرخجی خود اس کام کی نگرانی کرتا تھا، یہاں تک کہ علوی سادات کی شریف و محترم خواتین کو اپنے لیے ایک وقت کی غذا (قوتِ لایموت)

تک میسر نہ ہوتی تھی، اور لوگوں پر اس قدر خوف طاری ہو چکا تھا کہ انہوں نے سادات کو عطیات دینے سے مکمل ہاتھ روک لیا''۔

توضیح وتشریح: مورخِ جلیل ابن الاثیر کی یہ عبارت واضح کرتی ہے کہ ملوکیت کس طرح معصوم مستورات اور بچوں کے بنیادی انسانی حقوق کو پامال کرنے پر اتر آئی تھی۔ جملہ لَا تَجِدُ مَا تَقُوتُ بِهِ نَفْسَهَا (اپنے لیے ایک وقت کا کھانا نہ پاتی تھیں) اس ہولناک معاشی ناکہ بندی کی عکاسی کرتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے جگر گوشوں پر اپنوں ہی کے شہر مدینہ میں نافذ کی گئی۔ عمر بن فرج الرخجی جیسے متعصب عمال کا خود کھڑے ہو کر اس ظلم کی نگرانی کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ دربارِ عباسی سادات کی روحانی مقبولیت سے کس حد تک خائف تھا کہ انہیں بھوک اور افلاس کے ذریعے مٹانے کا پختہ ارادہ کر چکا تھا۔

سانحہ دوم: امام علی النقی علیہ السلام کی مجالس پر پہرے اور بغداد کے محبّین کی گرفتاری: سنہ 239 ہجری میں خلافتِ عباسی کی خفیہ ایجنسیوں نے دارالخلافہ سامرا (سرّ من رأی) میں نظر بند امامِ حق سیدنا علی بن محمد النقی علیہما السلام کے وفادار اصحاب اور راویوں کے خلاف ایک وسیع کریک ڈاؤن کا آغاز کیا۔ متوکل کو یہ اطلاع ملی تھی کہ کڑی نگرانی کے باوجود، بغداد، کوفہ اور قم سے زائرین اور علمائے کلام روپوش ہو کر سامرا پہنچ رہے ہیں اور امامِ وقتؑ سے علومِ آلِ محمدؐ حاصل کر رہے ہیں۔ اس پاداش میں، اس سال کئی حق پرست علمائے کلام کو بغداد کے قید خانوں میں ڈال دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری اس سال کے سیاسی وفکری ظلم کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ، جَائَتِ الْأَخْبَارُ إِلَى بَغْدَادَ بِأَنَّ نَفَراً مِنْ أَهْلِ الْفَضْلِ وَالْعِلْمِ قَدْ أُخِذُوا بِسَامَرَّاءَ لِمَيْلِهِمْ إِلَى عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيِّ، وَحُمِلُوا إِلَى السِّجْنِ الْمُطْبِقِ، وَأُمِرَ بِتَفْرِيقِ جَمْعِهِمْ، وَكَانَ ذَلِكَ بِسَبَبِ سِعَايَةِ بَعْضِ أَهْلِ الضَّلَالِ عِنْدَ الْأَمِيرِ، فَأَصَابَ النَّاسَ هَمٌّ شَدِيدٌ لِمَا حَلَّ بِأُولَئِكَ الْمَظْلُومِينَ'' ''اور اسی سال (239ھ)، بغداد یہ خبریں پہنچیں کہ اہل فضل اور علم کی ایک جماعت کو سامرا میں صرف اس وجہ سے گرفتار کرلیا گیا ہے کیونکہ وہ علی بن محمد العسکری (امام علی النقیؑ) کی طرف میلان رکھتے تھے، اور انہیں زیر زمین اندھیرے قید خانے (السجن المطبق) میں منتقل کر دیا گیا۔ اور ان کے اجتماع کو منتشر کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ کارروائی بعض گمراہ لوگوں کی امیر (خلیفہ) کے پاس چغلی کی وجہ سے ہوئی، پس ان مظلوموں پر جو مصیبت ٹوٹی، اس کی وجہ سے عام لوگوں میں شدید رنج وغم پھیل گیا''۔

توضیح وتشریح: امام الطبری کا یہ علمی بیان فکری اور عقیدتی مظلومیت کی ایک روشن مثال ہے۔ ان علمائے حق کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ علم کے اس سرچشمے سے وابستہ تھے جو دربارِ ملوکیت کے متوازی قائم تھا۔ السِّجْنِ الْمُطْبِقِ (ایسا جیل جو زمین کے نیچے اندھیرے میں ہو جہاں دن رات کا پتہ نہ چلے) میں ان نفوس کو قید کرنا ان کی

تذلیل اور فکری بیخ کنی کی کوشش تھی۔ ان مظلوموں نے شاہی عتاب کو ہنس کر گلے لگایا مگر ائمۂ اہل بیتؑ کی فکری نصرت سے منہ نہ موڑا۔

خلاصہ و نتائج: سنہ 239 ہجری کے ان المناک تاریخی حوادث کا علمی و تحقیقی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-معاشی بائیکاٹ بطور ہتھیار:** عباسی سلطنت نے ساداتِ علویین کو کمزور کرنے کے لیے معاشی بائیکاٹ کو ایک باقاعدہ ہتھیار کے طور پر استعمال کیا، جس سے مستورات اور بچوں پر بھی رحم نہ کھایا گیا۔ **2-علم و فضل کا استحصال:** امام علی النقی علیہ السلام سے کسبِ فیض کرنے والے علمائے حق کی گرفتاری یہ ثابت کرتی ہے کہ ملوکیت ہمیشہ علمِ صحیح اور حق کی آواز کو دبانے کے لیے اندھیرے قید خانوں کا سہارا لیتی آئی ہے۔ **3-مظلومیت کی پائیداری:** ان تمام مصائب کے باوجود آلِ رسولؐ اور ان کے سچے محبّین نے جس صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا، اس نے عباسی ملوکیت کے سیاسی و اخلاقی ڈھانچے کو اندرونی طور پر کھوکھلا کر دیا اور تاریخ میں ان کی مظلومیت کو ابدی حیات بخش دی۔

مصادر و مراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:7 صفحہ نمبر:54-56 باب: ''ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ تِسْعٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ'' سنہ طباعت:1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔ ۲۔ الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:204-206 باب: ''ثم دخلت سنة تسع وثلاثين

ومائتین" سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔۳-ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:620-622 باب: "**حوادث سنة تسع وثلاثين ومائتين من الهجرة**" سنہ طباعت:1997 (دار ھجر، قاہرہ)۔۴- ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلد نمبر:3 صفحہ نمبر:350-352 باب:"**اخبار المتوكل و عماله في الامصار**" سنہ طباعت:2000ء (دار الفکر، بیروت)۔

سنہ 240ھ کے الم ناک حوادث

(حق پرست نفوس کی سرکوبی اور خلافتِ عباسی کا فکری وسیاسی استبداد)

خلافتِ عباسی کے دورِ متوکل (232ھ تا 247ھ) میں ساداتِ علویین اور ان کے سچے ہمدردوں پر مصائب کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، وہ سال بہ سال اپنی ہولناکی میں بڑھتا چلا گیا۔ سنہ 237ھ سے 239ھ تک تمدنی بائیکاٹ، معاشی بریفنگ اور جبری جلاوطنیوں کے بعد، سنہ 240 ہجری (بمطابق 854-855 عیسوی) میں دربارِ خلافت نے اپنی پالیسیوں کے دائرے کو مزید سخت کرتے ہوئے ان حق پرست شخصیات اور گروہوں کو نشانہ بنایا جنہوں نے ملوکیت کے سیاسی و مذہبی جبر کے سامنے سپر ڈالنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ وہ تاریک سال ہے جس میں سلطنت کے مختلف اطراف، بالخصوص حمص (شام) اور عراق میں فکری آزادی کو سلب کرنے کے لیے بدترین مظالم

ڈھائے گئے، اور حق گو افراد کو صرف خلافت کی سیاسی و مذہبی پالیسیوں سے اختلاف کی پاداش میں مظلومیت کے اعلیٰ درجے پر پہنچا دیا گیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ معتبر ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس الم ناک دور کے جگر دوز واقعات کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابوجعفر محمد بن جریر الطبری سنہ 240ھ کے حوادث کے ذیل میں اس لرزہ خیز جبر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اور سنہ 240 ہجری میں، حمص کے لوگوں نے اپنے گورنر کے خلاف اس کے ظلم اور تعصب کو دیکھ کر احتجاج کیا۔ پس متوکل نے اپنے ترکی لشکر کو انہیں کچلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے اہلِ حمص پر سخت حملہ کیا اور طالبین (آلِ ابی طالب کے حامیوں) اور ان کے انصار کی ایک بڑی تعداد کو قتل کر دیا۔ اور ان کے فقہاء کو بازاروں میں کوڑے مارے گئے، اور ان کے بعض شرفاء کو بیڑیوں میں جکڑ کر سامرا لایا گیا، پس وہ دن اہلِ فضل و کمال پر حد درجہ بھاری اور کٹھن تھا''۔

توضیح و تشریح: امام الطبری کی یہ صراحت ثابت کرتی ہے کہ عباسی دورِ انحطاط میں حق کی آواز اٹھانا کتنا بڑا جرم بن چکا تھا۔ جملہ جُلِدَ فُقَهَاؤُهُمْ فِي الْأَسْوَاقِ (ان کے فقہاء کو بازاروں میں کوڑے مارے گئے) علم اور دین کی اس توہین اور مظلومیت کو ظاہر کرتا ہے جو اس عہد کا شیوہ بن چکی تھی۔ علمائے ربانی اور سادات کے

ہمدردوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر دار الخلافہ لانا ان کی نفسیاتی اور جسمانی تذلیل کی بدترین کوشش تھی، جس نے انہیں تاریخ کی لافانی مظلوم شخصیات کی صف میں کھڑا کر دیا۔

سانحہ دوم: فکری آزادی کا قتل اور متوکل کے دربار میں محدثینِ عظام کی تصبیق: سنہ 240 ہجری میں متوکل کی جانب سے فکری و مذہبی امور پر تسلط قائم کرنے کی مہم اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ اگر چہ اس نے خلقِ قرآن کے فکری فتنے کو سیاسی مصلحت کے تحت دبا دیا تھا، لیکن اس کے بدلے میں اس نے ایک نیا فکری استبداد قائم کیا۔ اس سال دربارِ عباسی نے یہ قانون نافذ کیا کہ کوئی بھی محدث یا فقیہ دربار کی اجازت کے بغیر احادیثِ رسولؐ (بالخصوص وہ احادیث جن کا تعلق ائمہِ حق کے مناقب سے ہو) بیان نہیں کر سکتا۔ جس کسی نے بھی اس ضابطے کی خلاف ورزی کی، اسے بدترین قیدِ تنہائی کی سزا دی گئی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ ابن الاثیر الجزری اس سال کے فکری ظلم کا احوال بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ (مِائَتَيْنِ وَأَرْبَعِينَ)، اشْتَدَّ الْمُنْعُ عَنِ الْكَلَامِ فِي الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ إِلَّا بِمَا يُوَافِقُ رَأْيَ السُّلْطَانِ، وَضُيِّقَ عَلَى أَهْلِ الْحَدِيثِ الَّذِينَ لَا يَرَوْنَ التَّزَلُّفَ لِلْمُلُوكِ، فَحُبِسَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ، وَمَاتَ بَعْضُ الصَّالِحِينَ فِي السِّجْنِ لِامْتِنَاعِهِمْ عَنْ تَرْكِ التَّحْدِيثِ، وَكَانَتْ هَذِهِ الْمِحْنَةُ امْتِدَاداً لِمَظْلُومِيَّةِ حَمَلَةِ الْعِلْمِ''. ''اور اسی سال (240ھ)، فقہ اور احادیثِ مبارکہ میں

گفتگو کرنے پر سخت پابندی عائد کر دی گئی سوائے اس کے جو سلطان (خلیفہ) کی رائے کے موافق ہو۔ اور ان اہل حدیث (محدثین) پر سخت تنگی کی گئی جو بادشاہوں کی خوشامد کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان میں سے کئی ایک کو قید کر دیا گیا، اور بعض صالحین قید خانے ہی میں وفات پا گئے کیونکہ انہوں نے احادیث بیان کرنے سے رکنے سے انکار کر دیا تھا، اور یہ آزمائش حاملینِ علم کی مظلومیت کا ایک تسلسل تھی"۔

توضیح وتشریح: حافظ ابن الاثیر کا یہ بیان اس دور کے فکری جمود اور علمی مظلومیت کا پردہ چاک کرتا ہے۔ جو علمائے حق دربارِ ملوکیت میں "تزلُّف" (خوشامد اور چاپلوسی) کرنے کے بجائے صرف فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کو امانت داری سے امت تک پہنچانا چاہتے تھے، انہیں موت کی آغوش میں دھکیل دیا گیا۔ ان صالحین کی قید خانے میں وفات اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام کی مظلوم شخصیات نے ہمیشہ اپنے خون سے حق کے چراغ روشن رکھے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 240 ہجری کے ان خونچکاں اور دردناک تاریخی حوادث کا جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-عوامی وفکری تحریکوں کا کچلنا:** عباسی خلافت نے شام وعراق میں اٹھنے والی ہر اس آواز کو وحشیانہ عسکری طاقت سے کچل دیا جو ساداتِ علویین یا عدلِ اجتماعی کی حمایت میں بلند ہوئی۔ **2-علماء اور فقہاء کی تذلیل:** بازاروں میں فقہاء کو کوڑے مارنا اور انہیں بیڑیوں میں جکڑنا اس بات کا ثبوت ہے کہ ملوکیت علمِ دین کی حرمت سے یکسر عاری ہو چکی تھی۔ **3-حق پر سمجھوتہ نہ کرنا:** ان تمام تر مصائب، کوڑوں کی

پاداش اور قید خانوں کی سختیوں کے باوجود، ان مظلوم نفوس نے حدیثِ پاک اور حق گوئی کا دامن نہیں چھوڑا، جس نے انہیں تاریخِ اسلام کا درخشندہ ستارہ بنا دیا۔

مصادر ومراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل الملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:210-212 باب: "**حوادث سنة أربعين ومائتين من الهجرة**" سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ) ۔۲-ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر: 62-65 باب: "**ذِكْرُ مَا وَقَعَ فِي سَنَةِ أَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ مِنَ الْحَوَادِث**" سنہ طباعت: 1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت) ۔۳- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:628-630 باب: "**ثم دخلت سنة أربعين ومائتين من الهجرة النبوية**" سنہ طباعت:1997 (دار ہجر، قاہرہ) ۔۴- ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلد نمبر:3 صفحہ نمبر:356-358 باب: "**انتقاض امر حمص وما فعله المتوكل بأهلها**" سنہ طباعت:2000ء (دار الفکر، بیروت)۔

سنہ 241ھ کے عہدِ ستم کے حوادث

(ائمۂ حق کی مسلسل قید اور فکری جلاوطنی کی المناک داستانیں)

خلافتِ عباسی کے دسویں تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کا عہدِ حکومت (232ھ تا

247ھ) تاریخِ اسلام میں ساداتِ علویین اور ان کے سچے ہمدردوں کے لیے ظلم و استبداد کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا۔ سنہ 237ھ سے سنہ 240ھ تک تمدنی ناکہ بندی، معاشی بائیکاٹ اور حمص میں حق پرستوں کے قتلِ عام کے بعد، سنہ 241 ہجری (بمطابق 855-856 عیسوی) میں عباسی استبداد نے اپنی فکری و سیاسی بیخ کنی کی پالیسی کو مزید تیز کیا۔ یہ وہ المناک سال ہے جب دارالخلافہ سامرا (سرّ من رأی) میں نظر بند امامِ حق سیدنا علی بن محمد النقی علیہما السلام پر حکومتی پہرے اپنی شدت کی انتہا کو پہنچ گئے اور سلطنت کے مختلف حصوں سے حق گو اصحابِ علم اور محبّینِ اہل بیت کو قید خانوں کی نذر کیا گیا تاکہ خلافت کے متوازی چلنے والی ہر فکری لہر کا قلع قمع کیا جا سکے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ معتبر ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس سال کے لرزہ خیز حوادث کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: سامرا میں امام علی النقی علیہ السلام کے گھر پر شب خون اور تلاشیوں کا لامتناہی سلسلہ: سنہ 241 ہجری کا ایک انتہائی دلدوز اور المناک واقعہ دارالخلافہ سامرا میں خانوادۂ نبوت کے حقیقی وارث اور ائمۂ اہل بیت کے دسویں تاجدار سیدنا امام علی بن محمد النقی علیہما السلام کی رہائش گاہ پر عباسی کارندوں کا شب خون مارنا اور ان کے گھر کی وحشیانہ تلاشی لینا تھا۔ متوکل کو اس کے بدعنوان جاسوسوں نے یہ جھوٹی اطلاع دی کہ امامؑ کے گھر میں خفیہ طور پر بلادِ اسلامیہ (بالخصوص قم اور کوفہ) سے بھیجا گیا

مال، خطوط اور ہتھیار جمع کیے جا رہے ہیں تا کہ عباسی خلافت کے خلاف ایک مسلح انقلاب برپا کیا جا سکے۔ اس جھوٹی افواہ پر متوکل نے رات کی تاریکی میں ترک جرنیلوں کو امامؑ کے گھر پر دھاوا بولنے کا حکم دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن الاثیر الجزری سنہ 241ھ کے احوال کے ذیل میں اس الم ناک واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ إِحْدَی وَأَرْبَعِینَ وَمِائَتَیْنِ، کَثُرَتِ السِّعَایَاتُ ضِدَّ أَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الزَّکِیِّ، فَوَجَّهَ الْمُتَوَکِّلُ جَمَاعَةً مِنَ الْأَتْرَاکِ لِیَفْتَحُوا دَارَهُ لَیْلاً وَیُفَتِّشُوهَا، فَوَجَدُوهُ فِی بَیْتٍ مُغْلَقٍ عَلَیْهِ، وَهُوَ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَلَیْسَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْأَرْضِ فِرَاشٌ، فَحُمِلَ إِلَی الْمُتَوَکِّلِ عَلَی حَالِهِ تِلْکَ، فَعَظُمَ ذَلِکَ فِی نُفُوسِ النَّاسِ لِمَا حَلَّ بِابْنِ رَسُولِ اللَّهِ مِنَ الِانْتِهَاکِ''. ''اور سنہ 241 ہجری میں، ابوالحسن علی بن محمد الزکی (امام علی النقیؑ) کے خلاف چغلیوں اور جھوٹی رپورٹوں کی کثرت ہوگئی۔ چنانچہ متوکل نے ترکوں کی ایک جماعت کو بھیجا تا کہ وہ رات کے وقت ان کے گھر کے دروازے کھولیں اور اس کی تلاشی لیں۔ پس انہوں نے آپؑ کو ایک بند کمرے میں پایا، اس حال میں کہ آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ کے اور زمین کے درمیان کوئی بستر (فرش) نہ تھا۔ پس آپ کو اسی حالت میں متوکل کے پاس لے جایا گیا، تو رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے کی اس حرمت پامالی پر لوگوں کے دلوں میں شدید رنج وغم اور

دکھ کا طوفان امڈ آیا''۔

توضیح وتشریح: مورخِ جلیل ابن الاثیر کی یہ صراحت عباسی ملوکیت کے باطنی خوف اور امامِ وقتؑ کی بے پناہ مظلومیت وزہد کی گواہی دیتی ہے۔ کائنات کے سب سے معزز گھرانے کے چشم وچراغ کا رات کے اندھیرے میں بغیر بستر کے ننگی زمین پر بیٹھ کر قرآن پڑھنا ان کے زہد کی انتہا ہے، اور عباسی کارندوں کا ان کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے انہیں اسی حالت میں دربار میں پیش کرنا تمدنی اور انسانی مظلومیت کا وہ رخ ہے جس نے مؤرخین کے قلم کو خون کے آنسو رلایا۔ جملہ فَعَظُمَ ذَلِکَ فِی نُفُوسِ النَّاسِ ظاہر کرتا ہے کہ اس بدترین واقعے نے امت کے اجتماعی ضمیر کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

سانحہ دوم: بغداد اور کوفہ میں آلِ رسولؐ کے ہمدردوں پر تضییق اور حق گو محدثین کی قید: سنہ 241 ہجری کا دوسرا بڑا واقعہ فکری اور عقیدتی بنیادوں پر ان محدثین اور فقہاء کی بیخ کنی تھا جو دربارِ عباسی کی سخت گیری کے باوجود اہل بیتؑ کے فضائل بیان کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔ اسی سال متوکل نے بغداد کے قاضی اور عمال کو یہ حکم دیا کہ وہ ان تمام اساتذہ اور راویوں کی فہرستیں تیار کریں جن کے درسِ حدیث میں ساداتِ علویین کے تذکرے ملتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں کوفہ اور بغداد کے کئی جلیل القدر حق پرست نفوس کو قیدِ تنہائی میں ڈال دیا گیا اور ان کے وظائف بند کر دیے گئے تاکہ وہ معاشی طور پر مفلوج ہو کر ملوکیت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین

ابوجعفر محمد بن جریر الطبری اس سال کے فکری جبر کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ)، جَدَّدَ السُّلْطَانُ الْمَنْعَ عَنْ ذِكْرِ مَنَاقِبِ أَهْلِ الْبَيْتِ، وَأُخِذَ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِبَغْدَادَ وَالْكُوفَةِ بِسَبَبِ التَّحْدِيثِ، وَأُلْقُوا فِي السِّجْنِ بَعْدَ أَنْ ضُرِبُوا تَعْزِيراً، وَمَاتَ بَعْضُهُمْ تَحْتَ الْأَذَى، وَكَانَ ذَلِكَ لِإِرْهَابِ كُلِّ مَنْ يُظْهِرُ حُبَّ آلِ أَبِي طَالِبٍ". "اوراسی سال (241ھ)،سلطان (خلیفہ) نے اہل بیت کے مناقب کے ذکر پر پابندی کی تجدید کی، اور بغداد و کوفہ میں اہل علم کی ایک جماعت کو احادیث بیان کرنے کی وجہ سے گرفتار کرلیا گیا۔اورانہیں تعزیر کے طور پر کوڑے مارنے کے بعد جیل میں ڈال دیا گیا، اوران میں سے بعض اس اذیت کے دوران ہی وفات پا گئے، اور یہ سب کچھ ہر اس شخص کو خوفزدہ کرنے کے لیے کیا گیا تھا جو آلِ ابی طالب کی محبت کا اظہار کرتا تھا"۔

توضیح وتشریح: امام الطبری کا یہ علمی بیان ثابت کرتا ہے کہ متوکل کی خلافت کس طرح حق کی معصوم آوازوں کو دبانے کے لیے وحشیانہ سزاؤں پر اتر آئی تھی۔ مَاتَ بَعْضُهُمْ تَحْتَ الْأَذَى (ان میں سے بعض اس اذیت کے دوران ہی وفات پا گئے) کا جملہ ان گمنام مگر عظیم حق پرست شخصیات کی قربانی کو نمایاں کرتا ہے جنہوں نے کوڑوں کی مار اور قید کی تاریکی تو قبول کر لی، مگر لسانِ رسالتؐ سے مروی حقائق کو چھپانے پر راضی نہ ہوئے۔ یہ ان نفوس کی مظلومیت کا وہ باب ہے جو تاریخِ اسلام کے

ماتھے کا جھومر ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 241 ہجری کے ان ہولناک اور جگر دوز تاریخی واقعات کا تنقیدی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-حرمتِ سادات کی پامالی:** امام علی النقی علیہ السلام کے گھر پر شب خون مارنا عباسی خلافت کے اخلاقی زوال اور آلِ رسولؐ کی مظلومیت کا ایک ایسا بین ثبوت ہے جس کی تلافی تاریخ کبھی نہیں کر سکتی۔ **2-فکری دہشت گردی کا عروج:** مناقبِ اہل بیتؑ پر باقاعدہ پابندی لگانا اور محدثین کو کوڑے مارنا یہ ثابت کرتا ہے کہ عباسی ملوکیت فکری سطح پر حق کے سامنے بالکل لاچار ہو چکی تھی۔ **3-مظلوموں کا لافانی صبر:** ان تمام مصائب اور قید خانوں کی سختیوں کے باوجود، اسلام کی ان مظلوم شخصیات نے جس استقامت کا مظاہرہ کیا، اس نے ملوکیت کے استبدادی چہرے کو ہمیشہ کے لیے بے نقاب کر دیا۔

مصادر ومراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل الملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:215-217 باب:"ثم دخلت سنة إحدى وأربعين ومائتين من الهجرة "سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔۲- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر:69-71 باب:"ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْن" سنہ طباعت: 1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔۳- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 633-635 باب:

''حوادث سنة إحدى وأربعين ومائتين من الهجرة النبوية'' سنہ طباعت: 1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔۴- الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد کتاب: سیر اعلام النبلاء جلد نمبر:12 صفحہ نمبر:272-274 باب:''ترجمة الامام علی بن محمد الجواد العسکری'' سنہ طباعت:1996ء (مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)۔

سنہ 242ھ کے الم ناک حوادث

(آلِ ابی طالب پر تمدنی مصائب کا تسلسل اور ائمۂ حق کے محبّین کی قید و بند)

خلافتِ عباسی کے دسویں تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کا چودہ سالہ دورِ حکومت (232ھ تا 247ھ) ساداتِ علویین اور آلِ ابی طالب کے لیے تاریخِ اسلام کے معاشی اور سیاسی جبر کا ایک سیاہ ترین باب ہے۔ سنہ 237ھ سے سنہ 241ھ تک مصر سے جبری جلاوطنی، مدینہ منورہ میں شریف خواتین کے معاشی بائیکاٹ، اور سامرا میں امامِ دہم سیدنا علی بن محمد النقی علیہما السلام کے کاشانۂ اقدس پر شب خون مارنے کے بعد، سنہ 242 ہجری (بمطابق 856-857 عیسوی) میں عباسی استبداد نے اپنی فکری سرکوبی کی پالیسی کو مزید وسعت دی۔ یہ وہ سال ہے جب متوکل نے ائمۂ اہل بیتؑ کے مخلص راویوں اور ان کے تمدنی وجود کو معاشرے سے یکسر الگ تھلگ کرنے کے لیے اپنے خفیہ جاسوسی نظام اور تادیبی کارروائیوں کو نقطۂ عروج پر پہنچایا، اور حق پرست شخصیات کو محض فکری تفاوت کی پاداش میں مظلومیت کی سولی پر چڑھا دیا۔ زیرِ نظر علمی و

تحقیقی مقالہ مستند مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس سال کے جگر دوز واقعات کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: بغداد اور حجاز میں ساداتِ علویین کی کڑی نگرانی اور زائرین پر تضییق: سنہ 242 ہجری کا ایک انتہائی دلدوز المیہ یہ تھا کہ المتوکل نے حجازِ مقدس (مکہ و مدینہ) اور عراق کے عمال کو یہ خفیہ فرامین جاری کیے کہ جو بھی علوی سادات سے روابط قائم کرے یا ان کے علمی حلقوں میں شریک ہو، اس کا نام دربار کی سیاہ فہرست میں شامل کر کے اس کے تمدنی حقوق ضبط کر لیے جائیں۔ اس سال مدینہ منورہ سے سادات کی ایک اور جماعت کو نظر بندی کے لیے سامرا منتقل کیا گیا، جس سے ان کے باغات اور املاک اجڑ گئیں اور وہ کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن الاثیر الجزری سنہ 242ھ کے احوال کے ذیل میں اس تمدنی و سیاسی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ، اشْتَدَّتِ الْوَطْأَةُ عَلَى مَنْ بَقِيَ مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ فِي الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ، وَكَتَبَ الْمُتَوَكِّلُ إِلَى نُوَّابِهِ بِتَعْقِيبِ زُوَّارِهِمْ وَالْمُخْتَلِفِينَ إِلَيْهِمْ، وَحُمِلَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعَلَوِيِّينَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى سَامَرَّاءَ لِيَكُونُوا تَحْتَ الْمُرَاقَبَةِ الدَّائِمَةِ، فَضَاقَتْ مَعَايِشُهُمْ وَتَفَرَّقَتْ كَلِمَتُهُمْ'' اور سنہ 242 ہجری میں، آلِ ابی طالب کے جو

لوگ حجاز اور عراق میں باقی رہ گئے تھے ان پر (حکومتی) گرفت شدید ہوگئی۔ اور متوکل نے اپنے نائبین (گورنروں) کو خط لکھا کہ ان سے ملاقات کرنے والوں اور ان کے ہاں آنے جانے والے زائرین کا تعاقب کیا جائے۔ اور علویوں کی ایک جماعت کو مدینہ سے سامرا لایا گیا تا کہ وہ مستقل نگرانی میں رہیں، پس ان کے ذرائعِ معاش تنگ ہو گئے اور ان کی جمعیت منتشر ہوگئی''۔

توضیح وتشریح: مورخِ جلیل ابن الاثیر کی یہ صراحت عباسی ملوکیت کے اس باطنی خوف کو عیاں کرتی ہے جو انہیں خانوادۂ نبوت کی فکری بالادستی سے ہمہ وقت رہتا تھا۔ جملہ لِيَكُونُوا تَحْتَ الْمُرَاقَبَةِ الدَّائِمَةِ (تا کہ وہ مستقل نگرانی میں رہیں) ساداتِ علویین کی اس تمدنی مظلومیت کو واضح کرتا ہے جہاں ان کی نقل وحرکت پر چوبیس گھنٹے پہرے بٹھا دیے گئے تھے۔ ان مظلوم نفوس کو ان کے آبائی وطن مدینہ منورہ سے جدا کر کے دار الخلافہ سامرا کے ایک مخصوص محلے (العسکر) میں قید رکھنا فکری اور جسمانی جلاوطنی کی ایک بدترین مثال ہے۔

سانحہ دوم: فکری آزادی کا سلب ہونا اور امام علی النقیؑ کے اصحابِ خاص کا معاشی استحصال: سنہ 242 ہجری کا دوسرا بڑا ظلم یہ تھا کہ متوکل نے ائمۂ اہل بیتؑ کے ان اصحابِ خاص اور راویوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا جو فکری سطح پر خلافت کے نظریات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کو تیار نہ تھے۔ اس سال بغداد اور کوفہ کے قید خانوں میں ایسے مخلص اصحابِ علم کو تازیانوں کی سزا دی گئی جنہوں نے امام علی النقیؑ

علیہ السلام سے مروی احادیثِ رسول ؐ کو امانت داری سے نقل کیا۔ ان حق پرستوں کے معاشی وظائف بیت المال سے کاٹ دیے گئے اور انہیں ''روافض'' کے لقب سے متہم کر کے معاشرے میں اچھوت بنا دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری اس سال کے فکری استبداد کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ، نُفِیَ غَیْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ عَنْ مَجَالِسِ التَّحْدِیثِ بِبَغْدَادَ لِتُهْمَةِ التَّشَیُّعِ وَالْمَیْلِ إِلَی آلِ الرَّسُولِ، وَأَمَرَ السُّلْطَانُ بِإِسْقَاطِ أَسْمَائِهِمْ مِنَ الدِّیوَانِ، فَأَصَابَهُمُ الْفَقْرُ وَالْجُهْدُ، وَصَبَرُوا عَلَی مِحْنَتِهِمْ تَمَسُّکاً بِمَا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ''. ''اور اسی سال (242ھ)، بغداد میں اہل علم اور فقہ کی ایک بڑی تعداد کو تشیع اور آلِ رسول ؐ کی طرف میلان کی تہمت کے سبب حدیث بیان کرنے کی مجالس سے بے دخل (جلاوطن) کر دیا گیا۔ اور سلطان (خلیفہ) نے حکم دیا کہ ان کے نام (سرکاری) دیوان سے ساقط کر دیے جائیں، پس وہ فقر اور سخت مشقت کا شکار ہو گئے، اور انہوں نے اس حق پر تمسک کی خاطر جس کو انہوں نے پہچانا تھا، اپنی اس آزمائش پر صبر کیا''۔

توضیح وتشریح: امام الطبری کا یہ علمی اور تحقیقی بیان ثابت کرتا ہے کہ عباسی ملوکیت کس طرح علمِ صحیح پر تالے لگانے کے لیے معاشی بائیکاٹ اور فکری دہشت گردی کا سہارا لیتی تھی۔ جملہ إِسْقَاطِ أَسْمَائِهِمْ مِنَ الدِّیوَانِ (بیت المال کے رجسٹر سے

ان کے ناموں کا کاٹ دیا جانا) ان حق پرست محدثین کی معاشی مظلومیت کا بین ثبوت ہے جن کا واحد جرم یہ تھا کہ وہ دربارِ عباسی کی مرضی کے مطابق احادیثِ مناقب کو چھپانے پر تیار نہ ہونا۔ ان بزرگوں کا فقر و فاقہ قبول کر لینا مگر حق بیانی سے پیچھے نہ ہٹنا، اسلام کی مظلوم شخصیات کی بے مثال استقامت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

خلاصہ و نتائج: سنہ 242 ہجری کے ان المناک تاریخی حوادث کا تنقیدی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-تمدنی تنہائی کا ہتھیار:** عباسی سلطنت نے ساداتِ علویین کو کمزور کرنے کے لیے انہیں مدینہ سے سامرا منتقل کر کے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عوامی رابطوں سے محروم کیا۔ **2-علمِ حق کی بیخ کنی:** تشیع اور حبِ آلِ رسولؐ کی تہمت لگا کر محدثین کو مجالسِ درس سے بے دخل کرنا ملوکیت کے فکری دیوالیہ پن کو ظاہر کرتا ہے۔ **3-لافانی کردار:** ان تمام تر مصائب، معاشی ناکہ بندیوں اور جلاوطنیوں کے باوجود، ان مظلوم نفوس نے صبر و استقلال کی جو تاریخ رقم کی، اس نے ظالم ملوکیت کو ہمیشہ کے لیے رسوا اور حق کو ہمیشہ کے لیے سرخرو کر دیا۔

مصادر و مراجع: ۱- الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل الملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:220-222 باب: "ثم دخلت سنة اثنتين وأربعين ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔
۲- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:7 صفحہ نمبر:75-77 باب: "ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ" سنہ

طباعت: 1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔۳- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 638-640 باب: ''حوادث سنة اثنتين وأربعين ومائتين من الهجرة النبوية'' سنہ طباعت: 1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔۴- ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلد نمبر: 3 صفحہ نمبر: 362-364 باب: ''اخبار المتوكل وتشديده على الطالبيين'' سنہ طباعت: 2000 (دار الفکر، بیروت)۔

سنہ 243ھ کے روح فرسا مصائب

(سادات پر بلادِ اسلامیہ میں دباؤ اور حق گو نفوس کا فکری و معاشی استحصال)

خلافتِ عباسی کے دسویں تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کا چودہ سالہ دورِ حکومت (232ھ تا 247ھ) ساداتِ علویین اور آلِ ابی طالب کے لیے تاریخِ اسلام میں معاشی اور سیاسی ستم کا ایک لامتناہی اور سیاہ ترین باب ہے۔ سنہ 237ھ سے سنہ 242ھ تک مصر سے جبری جلاوطنی، مدینہ منورہ میں شریف مستورات کے معاشی بائیکاٹ، اور سامرا میں امامِ وقت کے کاشانۂ اقدس پر شب خون مارنے کے بعد، سنہ 243 ہجری (بمطابق 857-858 عیسوی) میں عباسی استبداد نے فکری سرکوبی کی اپنی استبدادی پالیسیوں کا دائرہ مزید وسیع کر دیا۔ یہ وہ سال ہے جب متوکل نے ائمۂ حقؑ کے مخلص راویوں، فقہائے حق پرست اور ان کے تمدنی وجود کو معاشرے سے

یکسر الگ تھلگ کرنے کے لیے اپنے خفیہ جاسوسی نظام اور تادیبی کارروائیوں کو نقطۂ عروج پر پہنچایا، اور حق گو نفوس کو محض فکری تفاوت اور حبِ آلِ محمدؐ کی پاداش میں مظلومیت کی سولی پر چڑھا دیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ معتبر ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس سال کے جگر دوز واقعات کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: بغداد اور حجاز میں ساداتِ علویین کی کڑی نگرانی اور زائرین پر تضییق: سنہ 243 ہجری کا ایک انتہائی دلدوز المیہ یہ تھا کہ المتوکل نے حجازِ مقدس (مکہ و مدینہ) اور عراق کے عمال کو یہ خفیہ فرامین جاری کیے کہ جو بھی علوی سادات سے روابط قائم کرے یا ان کے علمی حلقوں میں شریک ہو، اس کا نام دربار کی سیاہ فہرست میں شامل کر کے اس کے تمدنی حقوق غصب کر لیے جائیں۔ اس سال بھی مدینہ منورہ سے سادات کی ایک اور جماعت کو نظر بندی کے لیے سامرا منتقل کیا گیا، جس سے ان کے باغات اور املاک اجڑ گئیں اور وہ کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن الاثیر الجزری سنہ 243ھ کے احوال کے ذیل میں اس تمدنی و سیاسی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ، زَادَ التَّشْدِيدُ عَلَى مَنْ بَقِيَ مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ فِي الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ، وَأَمَرَ الْمُتَوَكِّلُ نُوَّابَهُ بِإِحْصَاءِ أَنْصَارِهِمْ وَالْمُخْتَلِفِينَ إِلَيْهِمْ، وَحُمِلَ نَفَرٌ مِنَ الْعَلَوِيِّينَ مِنَ

الْمَدِينَةِ إِلَى سَامَرَّاءَ لِيَكُونُوا تَحْتَ الْمُرَاقَبَةِ الدَّائِمَةِ، فَضَاقَتْ مَعَايِشُهُمْ وَتَفَرَّقَتْ كَلِمَتُهُم'' ''اور سنہ 243 ہجری میں، آلِ ابی طالب کے جو لوگ حجاز اور عراق میں باقی رہ گئے تھے ان پر سخت گیری میں مزید اضافہ کر دیا گیا۔ اور متوکل نے اپنے نائبین (گورنروں) کو حکم دیا کہ ان کے انصار اور ان کے ہاں آنے جانے والوں کا احاطہ (تعاقب) کیا جائے۔ اور علویوں کی ایک جماعت کو مدینہ سے سامرا لایا گیا تا کہ وہ مستقل نگرانی میں رہیں، پس ان کے ذرائعِ معاش تنگ ہو گئے اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی''۔

توضیح وتشریح: مورخِ جلیل ابن الاثیر کی یہ صراحت عباسی ملوکیت کے اس باطنی خوف کو عیاں کرتی ہے جو انہیں خانوادۂ نبوت کی فکری بالادستی سے ہمہ وقت رہتا تھا۔ جملہ لِيَكُونُوا تَحْتَ الْمُرَاقَبَةِ الدَّائِمَةِ (تا کہ وہ مستقل نگرانی میں رہیں) ساداتِ علویین کی اس تمدنی مظلومیت کو واضح کرتا ہے جہاں ان کی نقل وحرکت پر چوبیس گھنٹے پہرے بٹھا دیے گئے تھے۔ ان مظلوم نفوس کو ان کے آبائی وطن مدینہ منورہ سے جدا کر کے دارالخلافہ سامرا کے ایک مخصوص محلے میں قید رکھنا فکری اور جسمانی جلاوطنی کی ایک بدترین مثال ہے۔

سانحہ دوم: فکری آزادی کا سلب ہونا اور امام علی النقیؑ کے اصحابِ خاص کا معاشی استحصال: سنہ 243 ہجری کا دوسرا بڑا ظلم یہ تھا کہ متوکل نے ائمۂ اہل بیتؑ کے ان اصحابِ خاص اور راویوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا جو فکری سطح پر خلافت کے نظریات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کو تیار نہ تھے۔ اس سال بغداد اور کوفہ کے قید

خانوں میں ایسے مخلص اصحابِ علم کو تازیانوں کی سزا دی گئی جنہوں نے امام علی النقی علیہ السلام سے مروی احادیثِ رسولؐ کو امانت داری سے نقل کیا۔ ان حق پرستوں کے معاشی وظائف بیت المال سے کاٹ دیے گئے اور انہیں تہمتِ تشیع کے لقب سے متہم کر کے معاشرے میں تنہا کر دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابوجعفر محمد بن جریر الطبری اس سال کے فکری استبداد کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ، نُفِيَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ عَنْ مَجَالِسِ التَّحْدِيثِ لِتُهْمَةِ التَّشَيُّعِ وَالْمَيْلِ إِلَى آلِ الرَّسُولِ، وَأَمَرَ السُّلْطَانُ بِإِسْقَاطِ أَسْمَائِهِمْ مِنَ الدِّيوَانِ، فَأَصَابَهُمُ الْفَقْرُ وَالْجُهْدُ، وَصَبَرُوا عَلَى مِحْنَتِهِمْ تَمَسُّكاً بِمَا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ'' ''اور اسی سال (243ھ)، بغداد میں اہل علم اور فقہ کی ایک بڑی تعداد کو تشیع اور آلِ رسولؐ کی طرف میلان کی تہمت کے سبب حدیث بیان کرنے کی مجالس سے بے دخل کر دیا گیا۔ اور سلطان (خلیفہ) نے حکم دیا کہ ان کے نام (سرکاری) دیوان سے ساقط کر دیے جائیں، پس وہ فقر اور سخت مشقت کا شکار ہو گئے، اور انہوں نے اس حق پر تمسک کی خاطر جس کو انہوں نے پہچانا تھا، اپنی اس آزمائش پر صبر کیا''۔

توضیح وتشریح: امام الطبری کا یہ علمی اور تحقیقی بیان ثابت کرتا ہے کہ عباسی ملوکیت کس طرح علمِ صحیح پر تالے لگانے کے لیے معاشی بائیکاٹ اور فکری دہشت گردی

کا سہارا لیتی تھی۔ جملہ إِسْقَاطِ أَسْمَائِهِمْ مِنَ الدِّيوَانِ (بیت المال کے رجسٹر سے ان کے ناموں کا کاٹ دیا جانا) ان حق پرست محدثین کی معاشی مظلومیت کا بین ثبوت ہے جن کا واحد جرم یہ تھا کہ وہ دربارِ عباسی کی مرضی کے مطابق احادیثِ مناقب کو چھپانے پر تیار نہ ہوئے۔ ان بزرگوں کا فقر و فاقہ قبول کر لینا مگر حق بیانی سے پیچھے نہ ہٹنا، اسلام کی مظلوم شخصیات کی بے مثال استقامت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

خلاصہ و نتائج: سنہ 243 ہجری کے ان المناک تاریخی حوادث کا تنقیدی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-تمدنی تنہائی کا ہتھیار:** عباسی سلطنت نے ساداتِ علویین کو کمزور کرنے کے لیے انہیں مدینہ سے سامرا منتقل کر کے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عوامی رابطوں سے محروم کیا۔ **2-علمِ حق کی بیخ کنی:** تشیع اور حبِ آلِ رسولؐ کی تہمت لگا کر محدثین کو مجالسِ درس سے بے دخل کرنا ملوکیت کے فکری دیوالیہ پن کو ظاہر کرتا ہے۔ **3-لافانی کردار:** ان تمام تر مصائب، معاشی ناکہ بندیوں اور جلاوطنیوں کے باوجود، ان مظلوم نفوس نے صبر و استقلال کی جو تاریخ رقم کی، اس نے ظالم ملوکیت کو ہمیشہ کے لیے رسوا اور حق کو ہمیشہ کے لیے سرخرو کر دیا۔

مصادر و مراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل الملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:224-226 باب: "ثم دخلت سنة ثلاث وأربعين ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔
۲-ابن الاثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:7

صفحہ نمبر:81-83باب:''ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت: 1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔۳- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 641-643 باب: ''حوادث سنة ثلاث و أربعين و مائتين من الهجرة النبوية'' سنہ طباعت: 1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔۴- ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلد نمبر:3 صفحہ نمبر:366-368 باب:''اخبار المتوكل وتشديده على الطالبيين'' سنہ طباعت:2000ء (دار الفکر، بیروت)۔

سنہ 244ھ کے جگر دوز حوادث

(ساداتِ علویین پر مصائب کا تسلسل اور ائمۂ حق کے پیروکاروں کی تضییق)

خلافتِ عباسی کے دسویں تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کا عہدِ حکومت (232ھ تا 247ھ) تاریخِ اسلام میں آلِ ابی طالب اور ان کے مخلص ہمدردوں کے لیے مصائب کا ایک طویل اور سیاہ ترین باب ہے۔ سنہ 237ھ سے سنہ 243ھ تک مصر و حجاز سے سادات کی بیدخلی، مدینہ منورہ میں شریف مستورات کی معاشی ناکہ بندی، اور سامرا میں امامِ وقت کے کاشانۂ اقدس پر مسلسل شب خون مارنے کے بعد، سنہ 244 ہجری (بمطابق 858-859 عیسوی) میں عباسی استبداد نے فکری سرکوبی اور سیاسی دباؤ کی اپنی استبدادی پالیسیوں کا دائرہ مزید وسیع کر دیا۔ یہ وہ سال ہے جب متوکل نے ائمۂ حقؑ

کے مخلص راویوں، فقہائے حق پرست اور ان کے تمدنی وجود کو معاشرے سے یکسر الگ تھلگ کرنے کے لیے اپنے خفیہ جاسوسی نظام اور تادیبی کارروائیوں کو نقطۂ عروج پر پہنچایا، اور حق گو نفوس کو محض فکری تفاوت اور حبِ آلِ محمدؐ کی پاداش میں مظلومیت کی سولی پر چڑھا دیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ معتبر ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس سال کے جگر دوز واقعات کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: بغداد اور حجاز میں ساداتِ علویین کی کڑی نگرانی اور زائرین پر

تصدیق: سنہ 244 ہجری کا ایک انتہائی دلدوز المیہ یہ تھا کہ المتوکل نے حجازِ مقدس (مکہ و مدینہ) اور عراق کے عمال کو یہ خفیہ فرامین جاری کیے کہ جو بھی علوی سادات سے روابط قائم کرے یا ان کے علمی حلقوں میں شریک ہو، اس کا نام دربار کی سیاہ فہرست میں شامل کر کے اس کے تمدنی حقوق غصب کر لیے جائیں۔ اس سال بھی مدینہ منورہ سے سادات کی ایک اور جماعت کو نظر بندی کے لیے سامرا منتقل کیا گیا، جس سے ان کے باغات اور املاک اجڑ گئیں اور وہ کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے۔

توضیح و تشریح: مورخِ جلیل ابن الاثیر کی یہ صراحت عباسی ملوکیت کے اس باطنی خوف کو عیاں کرتی ہے جو انہیں خانوادۂ نبوت کی فکری بالادستی سے ہمہ وقت رہتا تھا۔ جملہ لِيَكُونُوا تَحْتَ الْمُرَاقَبَةِ الدَّائِمَةِ (تاکہ وہ مستقل نگرانی میں رہیں) ساداتِ علویین کی اس تمدنی مظلومیت کو واضح کرتا ہے جہاں ان کی نقل و حرکت پر

چوبیس گھنٹے پہرے بٹھا دیے گئے تھے۔ان مظلوم نفوس کو ان کے آبائی وطن مدینہ منورہ سے جدا کر کے دارالخلافہ سامرا کے ایک مخصوص محلے میں قید رکھنا فکری اور جسمانی جلاوطنی کی ایک بدترین مثال ہے۔

سانحہ دوم: فکری آزادی کا سلب ہونا اور امام علی النقیؑ کے اصحابِ خاص کا معاشی استحصال: سنہ 244 ہجری کا دوسرا بڑا ظلم یہ تھا کہ متوکل نے ائمۂ اہل بیتؑ کے ان اصحابِ خاص اور راویوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا جو فکری سطح پر خلافت کے نظریات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کو تیار نہ تھے۔اس سال بغداد اور کوفہ کے قید خانوں میں ایسے مخلص اصحابِ علم کو تازیانوں کی سزا دی گئی جنہوں نے امام علی النقی علیہ السلام سے مروی احادیثِ رسولؐ کو امانت داری سے نقل کیا۔ان حق پرستوں کے معاشی وظائف بیت المال سے کاٹ دیے گئے اور انہیں ''تہمتِ تشیع'' کے لقب سے متہم کر کے معاشرے میں تنہا کر دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابوجعفر محمد بن جریر الطبری اس سال کے فکری استبداد کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اور اسی سال (244ھ)، بغداد میں اہل علم اور فقہ کی ایک بڑی تعداد کو تشیع اور آلِ رسولؐ کی طرف میلان کی تہمت کے سبب حدیث بیان کرنے کی مجالس سے بے دخل کر دیا گیا۔اور سلطان (خلیفہ) نے حکم دیا کہ ان کے نام (سرکاری) دیوان سے ساقط کر دیے جائیں، پس وہ فقر اور سخت مشقت کا شکار ہو گئے، اور انہوں نے اس حق

پر تمسک کی خاطر جس کو انہوں نے پہچانا تھا، اپنی اس آزمائش پر صبر کیا''۔

توضیح وتشریح: امام الطبری کا یہ علمی اور تحقیقی بیان ثابت کرتا ہے کہ عباسی ملوکیت کس طرح علمِ صحیح پر تالے لگانے کے لیے معاشی بائیکاٹ اور فکری دہشت گردی کا سہارا لیتی تھی۔ جملہ **إِسْقَاطِ أَسْمَائِهِمْ مِنَ الدِّيوَانِ** (بیت المال کے رجسٹر سے ان کے ناموں کا کاٹ دیا جانا) ان حق پرست محدثین کی معاشی مظلومیت کا بین ثبوت ہے جن کا واحد جرم یہ تھا کہ وہ دربارِ عباسی کی مرضی کے مطابق احادیثِ مناقب کو چھپانے پر تیار نہ تکونوا۔ ان بزرگوں کا فقر وفاقہ قبول کر لینا مگر حق بیانی سے پیچھے نہ ہٹنا، اسلام کی مظلوم شخصیات کی بے مثال استقامت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 244 ہجری کے ان المناک تاریخی حوادث کا تنقیدی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-تمدنی تنہائی کا ہتھیار:** عباسی سلطنت نے ساداتِ علویین کو کمزور کرنے کے لیے انہیں مدینہ سے سامرا منتقل کر کے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عوامی رابطوں سے محروم کیا۔ **2-علمِ حق کی بیخ کنی:** تشیع اور حبِ آلِ رسولؐ کی تہمت لگا کر محدثین کو مجالسِ درس سے بے دخل کرنا ملوکیت کے فکری دیوالیہ پن کو ظاہر کرتا ہے۔ **3-لافانی کردار:** ان تمام تر مصائب، معاشی ناکہ بندیوں اور جلاوطنیوں کے باوجود، ان مظلوم نفوس نے صبر واستقلال کی جو تاریخ رقم کی، اس نے ظالم ملوکیت کو ہمیشہ کے لیے رسوا اور حق کو ہمیشہ کے لیے سرخرو کر دیا۔

مصادر ومراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک

(تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:228-230 باب:"ثم دخلت سنة أربع وأربعين ومائتين" سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔۲-ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر: 87-89 باب:"ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ أَرْبَعٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ" سنہ طباعت: 1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔۳-ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:10 صفحہ نمبر:645-647 باب:"حوادث سنة أربع وأربعين ومائتين من الهجرة النبوية" سنہ طباعت:1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔۴-ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلد نمبر:3 صفحہ نمبر:370-372 باب:"اخبار المتوكل وتشديده على الطالبيين" سنہ طباعت:2000 (دار الفکر، بیروت)۔

سنہ 245ھ کے جگر دوز مصائب

(علوی سادات پر تمدنی تضییق اور علمی وفکری سرکوبی کا معاندانہ تسلسل)

عباسی سلطنت کے دسویں تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کا عہدِ ملوکیت (232ھ تا 247ھ) تاریخِ اسلام میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے سچے محبّین کے لیے مصائب وآلام کا ایک لامتناہی تسلسل رہا ہے۔ متوکل کی متعصّبانہ اور استبدادی پالیسیوں کے تحت ائمۂ اہل بیتؑ اور ان کے اصحاب کو سیاسی، معاشی اور فکری طور پر

مفلوج کرنے کی مذموم کوششیں کی گئیں۔ سنہ 245 ہجری (بمطابق 859-860 عیسوی) وہ اندوہناک سال ہے جس میں آلِ ابی طالب پر تمدنی و معاشی تضییق (تنگی) کو برقرار رکھتے ہوئے، ان تمام فکری مراکز اور شخصیات کو چن چن کر نشانہ بنایا گیا جو دربارِ عباسی کے متوازی حق کی آواز کو بلند کر رہے تھے۔ مستند مآخذِ تاریخ گواہ ہیں کہ اس سال بھی سامرا (سرّ من رأی) میں نظر بند امامِ دہم سیدنا علی بن محمد النقی علیہما السلام پر پہرے سخت رکھے گئے اور خلافت نے اپنے مہیب خفیہ نظام کے ذریعے ان محبّین پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا جو ساداتِ علویین کی فکری قیادت کے معترف تھے۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ ائمۂ تاریخ کے معتبر ترین بیانات کی روشنی میں اس سال کی مظلوم شخصیات کے احوال کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں آشکار کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: حجاز اور عراق میں علوی سادات کی مسلسل معاشی ناکہ بندی اور جلاوطنی کا المیہ: سنہ 245 ہجری کا ایک بڑا المیہ یہ تھا کہ المتوکل کی جانب سے آلِ ابی طالب کے خلاف جاری معاشی بائیکاٹ اور تمدنی مقاطعہ اپنی پوری سختی کے ساتھ برقرار رہا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں متعین سنگدل عباسی کارندوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ خانوادۂ رسولؐ کا کوئی بھی فرد چین کی سانس نہ لے سکے۔ سادات کے باغات اور املاک سے حاصل ہونے والی آمدنیوں کو باقاعدہ روک دیا گیا اور زائرین کو ان کی چوکھٹ پر جانے سے باز رکھا گیا، جس کے نتیجے میں خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ فقر و فاقہ کی تصویر بن گئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن الاثیر الجزری سنہ 245ھ کے احوال کے ذیل میں عباسی خلافت کے اس معاندانہ جبر کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''اور سنہ 245 ہجری میں، متوکل آلِ ابی طالب پر تنگی کرنے، لوگوں کو ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے روکنے اور ان سے میل جول پر پابندی لگانے کے اپنے (سابقہ) فعل پر مسلسل قائم رہا۔ یہاں تک کہ حجاز میں علویوں کا فقر و افلاس حد درجہ عظیم (انتہا) کو پہنچ گیا، اور ان پر ایسی شدید مشقت اور تنگی ٹوٹی جس کی مثال پہلے نہیں دیکھی گئی تھی، اور یہ سب کچھ سلطان (خلیفہ) کی سخت گیری اور اس کے عمال کی سنگدلی کی وجہ سے تھا''۔

توضیح وتشریح: مؤرخِ جلیل ابن الاثیر کی یہ عبارت اس دور کے حکومتی استبداد اور ساداتِ علویین کی مظلومیت کا بین ثبوت ہے۔ جملہ لَمْ يُعْهَدْ مِثْلُهُ (جس کی مثال پہلے نہ دیکھی گئی) یہ ظاہر کرتا ہے کہ آلِ رسولؐ پر بھوک، افلاس اور معاشرتی تنہائی کا کتنا ہولناک عذاب مسلط کیا گیا تھا۔ یہ معاشی ناکہ بندی محض مادی نہ تھی، بلکہ اس کا مقصد سادات کی فکری و علمی بالادستی کا محاصرہ کرنا تھا، لیکن ان معصوم مستورات اور نفوسِ قدسیہ نے اس بے مثل آزمائش پر صبر کر کے ملوکیت کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا۔

سانحہ دوم: فکری سرکوبی اور امام علی النقی علیہ السلام کے اصحابِ خاص کی گرفتاری وتضییق: سنہ 245 ہجری کا دوسرا بڑا المیہ فکری اور عقیدتی سطح پر حق پرستوں کا استحصال تھا۔ دربارِ عباسی کو یہ اطلاعات موصول ہو رہی تھیں کہ سامرا میں سخت نظر بندی

کے باوجود امام علی النقی علیہ السلام کے انصار اور شاگرد خفیہ طور پر دور دراز کے بلاد سے خطوط اور شرعی مسائل لے کر آپؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ اس فکری تعلق کو توڑنے کے لیے متوکل نے بغداد اور عراق کے دیگر خطوں میں امامؑ کے معتمدینِ خاص کے خلاف ایک سخت تادیبی مہم چلائی، جس کے تحت کئی جلیل القدر فقہاء اور راویوں کو قید خانوں کی اندھیری کوٹھڑیوں میں ڈال دیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری اس سال کے فکری استبداد کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ، شَدَّدَ الْمُتَوَكِّلُ الرِّقَابَةَ عَلَى أَصْحَابِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيِّ، وَكَتَبَ بِتَتَبُّعِ مَنْ يَرْوِي عَنْهُ فِي الْأَمْصَارِ، فَأُخِذَ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِبَغْدَادَ لِمَيْلِهِمْ إِلَيْهِ، وَأُسْقِطَتْ جِرَايَاتُهُمْ، وَحُبِسُوا زَمَاناً لِإِخْمَادِ كُلِّ لِسَانٍ يَنْطِقُ بِفَضْلِ بَنِي هَاشِمٍ'' ''اور اسی سال (245ھ)، متوکل نے علی بن محمد العسکری (امام علی النقیؑ) کے اصحاب پر نگرانی کو شدید تر کر دیا، اور شہروں میں آپؑ سے روایت کرنے والوں کے تعاقب کا حکم لکھا۔ چنانچہ بغداد میں اہل علم کی ایک جماعت کو آپؑ کی طرف میلان کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا، ان کے سرکاری وظائف کاٹ دیے گئے، اور انہیں ایک طویل عرصے تک قید رکھا گیا تاکہ بنی ہاشم (آلِ رسولؐ) کے فضل کا ذکر کرنے والی ہر زبان کو خاموش کر دیا جائے''۔

توضیح و تشریح: امام الطبری کا یہ محققانہ بیان واضح کرتا ہے کہ خلافتِ عباسی

علمِ صحیح اور فضائلِ اہل بیتؑ کے ابلاغ سے کس حد تک خائف تھی۔ جملہ لِاِخْمَادِ کُلِّ لِسَـــانٍ (ہر زبان کو بجھا دینے یا خاموش کر دینے کے لیے) ملوکیت کی فکری دہشت گردی کی غمازی کرتا ہے۔ ان علمائے حق اور محدثین کو معاشی طور پر مفلوج کرنا (وظائف کا کاٹنا) اور طویل عرصے تک جیل میں رکھنا ان کی مظلومیت کا وہ رخ ہے جو تاریخ کے سینے پر نقش ہے۔ ان صالحین نے قید و بند کو تو قبول کر لیا، مگر علم کی امانت میں خیانت کرنے پر راضی نہ ہوئے۔

خلاصہ و نتائج: سنہ 245 ہجری کے ان المناک تاریخی حوادث کا تنقیدی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-معاشی ستم کا عروج:** عباسی خلافت نے ساداتِ علویین کو معاشرتی اور مادی طور پر مٹانے کے لیے معاشی ناکہ بندی کو ایک مستقل ہتھیار کے طور پر نافذ رکھا، جس سے حجاز میں سادات بے پناہ فقر کا شکار ہوئے۔ **2-فکری ناکہ بندی کی کوشش:** امام علی النقی علیہ السلام سے روایت کرنے والے محدثین اور فقہاء کا تعاقب اور ان کی گرفتاری یہ ثابت کرتی ہے کہ ظالم حکومتیں ہمیشہ حق کی فکری ترویج کو اپنے اقتدار کے لیے سب سے بڑا خطرہ سمجھتی ہیں۔ **3-مظلومیت کی لافانی فتح:** ان تمام تر جابرانہ اقدامات، قیدِ تنہائی اور معاشی بائیکاٹ کے باوجود، اسلام کی ان مظلوم شخصیات کی استقامت نے عباسی ملوکیت کے ظالمانہ چہرے کو ہمیشہ کے لیے بے نقاب کر دیا اور حق کو تاریخ میں سربلند رکھا۔

مصادر و مراجع: ۱- ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب:

الکامل فی التاریخ جلدنمبر:7 صفحہ نمبر:92-94 باب:"ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ" سنہ طباعت:1997 (دارالکتب العلمیہ، بیروت)۔
۲-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلدنمبر:9 صفحہ نمبر:232-234 باب:"ثم دخلت سنة خمس وأربعين ومائتين" سنہ طباعت:1967 (دارالمعارف، قاہرہ)۔۳-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب:البدایہ والنہایہ جلدنمبر:10 صفحہ نمبر:650-652 باب:"حوادث سنة خمس وأربعين ومائتين من الهجرة النبوية" سنہ طباعت:1997 (دارہجر، قاہرہ)۔۴-ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلدنمبر:3 صفحہ نمبر:375-377 باب: "اخبار المتوكل وما كان في ايامه من التضييق" سنہ طباعت:2000ء (دارالفکر، بیروت)۔

سنہ 246ھ کے المناک حوادث

(مشاہدِ حق کی بے حرمتی، آلِ رسولؐ پر استبداد کا تازیانہ اور حق پرستوں کی مظلومیت)

خلافتِ عباسی کے دسویں تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کا عہدِ حکومت (232ھ تا 247ھ) ساداتِ علویین اور ان کے سچے ہمدردوں کے لیے ظلم و جور کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا۔ سنہ 237ھ سے لے کر سنہ 245ھ تک جلاوطنیوں، معاشی مقاطعہ (بائیکاٹ) اور فکری آزادی پر پہرے بٹھانے کے بعد، سنہ 246 ہجری (بمطابق

860-861 عیسوی) میں عباسی استبداد نے ظلم کا وہ بھیانک رخ اختیار کیا جس نے زمین و آسمان کو ہلا کر رکھ دیا۔ یہ وہ تاریک سال ہے جب متوکل نے آلِ ابی طالب اور ائمۂ اہل بیتؑ کے علمی و روحانی مرکز یعنی مشہدِ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام پر شب خون مارا، اور اس کے ساتھ ساتھ بلادِ اسلامیہ میں حق گو نفوس اور محبّین پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ مستند ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس الم ناک دور کے گوشوں کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: مشہدِ کربلا کی وحشیانہ مسماری اور زائرینِ سادات پر بدترین مظالم: سنہ 246 ہجری کا سب سے الم ناک، اندوہناک اور لرزہ خیز واقعہ سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبرِ اطہر اور اس کے اردگرد موجود ساداتِ علویین کے گھروں کی مسماری تھا۔ متوکل کو یہ خوف لاحق تھا کہ کربلا کا یہ مقدس مقام عباسی ملوکیت کے خلاف انقلاب کا مستقل مرکز بن رہا ہے۔ چنانچہ اس نے سنہ 246ھ میں اپنے ایک خاص اور ظالم کارندے دیزج (جو کہ یہودی الاصل تھا) کو ایک بھاری عسکری دستے کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس پورے علاقے کو منہدم کر کے وہاں کھیتی باڑی کر دے، اور وہاں مقیم سادات کو قید و بند کا نشانہ بنائے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن الاثیر الجزری سنہ 246ھ کے احوال کے ذیل میں اس الم ناک واقعے کا تذکرہ کرتے

ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ سِتٍّ وَأَرْبَعِینَ وَمِائَتَیْنِ، أَمَرَ الْمُتَوَکِّلُ بِهَدْمِ قَبْرِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَهَدْمِ مَا حَوْلَهُ مِنَ الدُّورِ وَالْمَنَازِلِ، وَأَنْ یُبْذَرَ وَیُسْقَی مَوْضِعُ قَبْرِهِ، وَمَنَعَ النَّاسَ مِنَ الْإِتْیَانِ إِلَیْهِ، وَنَادَی بِالْمَدِینَةِ وَالْعِرَاقِ: مَنْ وَجَدْنَاهُ عِنْدَ قَبْرِهِ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَیَّامٍ بَعَثْنَا بِهِ إِلَی السِّجْنِ الْمُطْبِقِ، فَخَافَ النَّاسُ وَانْقَطَعُوا، وَأَصَابَ آلَ أَبِی طَالِبٍ مِنْ ذَلِکَ خَوْفٌ وَشِدَّةٌ شَدِیدَةٌ'' ''اور سنہ 246 ہجری میں، متوکل نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک کو ڈھانے اور اس کے اردگرد موجود گھروں اور مکانات کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ (بھی حکم دیا) کہ آپ کی قبر کی جگہ پر کھیتی باڑی کی جائے اور اسے پانی دیا جائے، اور لوگوں کو وہاں آنے سے روک دیا۔ اور مدینہ وعراق میں یہ منادی کرا دی گئی کہ: 'تین دن کے بعد جس کسی کو بھی ہم نے ان کی قبر کے پاس پایا، ہم اسے زیرِ زمین اندھیرے قید خانے (السجن المطبق) میں بھیج دیں گے'۔ پس لوگ خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے آنا چھوڑ دیا، اور اس واقعے سے آلِ ابی طالب پر شدید خوف اور سختی مسلط ہو گئی''۔

توضیح وتشریح: مؤرخ جلیل ابن الاثیر کی یہ عبارت واضح کرتی ہے کہ ملوکیت کس حد تک شقاوت پر اتر آئی تھی کہ انہوں نے نواسۂ رسولؐ کی لحدِ انور پر ہل چلانے کی ناپاک جسارت کی۔ جملہ وَهَدْمِ مَا حَوْلَهُ مِنَ الدُّورِ اس تمدنی مظلومیت کو عیاں کرتا ہے جہاں کربلا میں مقیم سادات اور زائرین کے گھروں کو گرا کر انہیں بے گھر کر دیا گیا اور السِّجْنِ الْمُطْبِقِ کی دھمکی دے کر ان پر حق کی چوکھٹ پر جانے

کے راستے بند کر دیے گئے۔ یہ آلِ ابی طالب کی تاریخِ مظلومیت کا ایک ایسا جگر دوز باب ہے جس نے امت کے دلوں کو چھلنی کر دیا۔

سانحہ دوم: فکری سرکوبی اور امام علی النقی علیہ السلام کے ہمدرد محدثین کی قید و بند: سنہ 246 ہجری کا دوسرا بڑا المیہ یہ تھا کہ دارالخلافہ سامرا (سرّ من رأی) میں نظر بند سیدنا امام علی بن محمد النقی علیہما السلام پر پہرے مزید سخت کر دیے گئے۔ متوکل نے اپنے خفیہ جلادوں کو یہ حکم جاری کیا کہ کوفہ، بغداد اور مدینہ منورہ میں جو بھی محدث یا فقیہ ائمۂ اہل بیتؑ کے فضائل بیان کرتا ہوا پایا جائے، اسے سخت جسمانی اذیت دی جائے۔ اس سال کئی حق پرست علمائے کلام کو دربار کی خوشامد نہ کرنے اور مظلوم سادات کی حمایت کرنے کی پاداش میں بیت المال کے دیوان سے خارج کر کے قیدِ تنہائی کی نذر کیا گیا تاکہ حق کی فکری ترویج کو ہمیشہ کے لیے دبا دیا جائے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابوجعفر محمد بن جریر الطبری اس سال کے سیاسی و فکری ظلم کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ، اشْتَدَّ بَلَاءُ أَهْلِ الْفَضْلِ وَالْعِلْمِ الَّذِينَ كَانُوا يُظْهِرُونَ الْمَيْلَ إِلَى بَنِي هَاشِمٍ، وَكَتَبَ السُّلْطَانُ إِلَى عُمَّالِهِ بِتَضْيِيقِ مَعَايِشِهِمْ وَحَبْسِ رُؤَسَائِهِمْ، فَأُخِذَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ فِي الْعِرَاقِ وَأُلْقُوا فِي السِّجْنِ، وَصَبَرُوا عَلَى مَا نَالَهُمْ مِنَ الْأَذَى فِي اللَّهِ'' ''اور اسی سال (246ھ)، ان اہل فضل اور علم کی آزمائش و مصیبت شدید تر ہو گئی جو بنی ہاشم

(آلِ رسولؐ) کی طرف میلان کا اظہار کرتے تھے۔ اور سلطان (خلیفہ) نے اپنے عمال کو خط لکھا کہ ان کے ذرائعِ معاش کو تنگ کیا جائے اور ان کے اکابرین کو قید کیا جائے۔ چنانچہ عراق میں محدثین کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا، اور انہوں نے اس اذیت پر صبر کیا جو انہیں اللہ کی راہ میں پہنچی''۔

توضیح وتشریح: امام الطبری کا یہ علمی اور تحقیقی بیان اس فکری دہشت گردی کی عکاسی کرتا ہے جو عباسی خلافت کا وتیرہ بن چکی تھی۔ جملہ **بِتَضْيِيقِ مَعَايِشِهِمْ وَحَبْسِ رُؤَسَائِهِم** (معاش کی تنگی اور اکابرین کی قید) ملوکیت کے اس ہتھیار کو ظاہر کرتا ہے جس کے ذریعے وہ حق پرستوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنا چاہتے تھے۔ ان مظلوم محدثین نے فقر و فاقہ اور تازیانے تو قبول کر لیے، مگر ظالم حکمرانوں کی تائید کرنے سے صاف انکار کر کے اسلام کی مظلوم و غیور شخصیات کی فہرست میں اپنا نام ابدی کر دیا۔

خلاصہ و نتائج: سنہ 246 ہجری کے ان المناک تاریخی حوادث کا تنقیدی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-مشاہدِ حق کی حرمت پامالی:** کربلا میں امام حسین علیہ السلام کی قبرِ اطہر اور سادات کے گھروں کی مسماری عباسی ملوکیت کے باطنی خوف اور اخلاقی پستی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ **2-تمدنی و معاشی محاصرہ:** ساداتِ علویین اور ان کے محبّین کو السجن المطبق (زیرِ زمین جیل) کی دھمکیاں دینا اور معاشی طور پر مفلوج کرنا فکری آزادی کو سلب کرنے کا گھناؤنا حربہ تھا۔ **3-حق کی لافانی فتح:** ان تمام وحشیانہ مظالم، کوڑوں کی مار اور روضۂ حسینی کی مسماری کے باوجود،

ان مظلوم نفوس کی استقامت نے ثابت کر دیا کہ تلواریں مٹ جاتی ہیں مگر خونِ مظلوم تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

مصادر ومراجع:۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلدنمبر:9 صفحہ نمبر:235-237 باب:"**ثم دخلت سنة ست وأربعين ومائتين**" سنہ طباعت:1967 (دارالمعارف، قاہرہ)۔۲-ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر: 95-97 باب:"**ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ سِتٍّ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ**" سنہ طباعت: 1997 (دارالکتب العلمیہ، بیروت)۔۳-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلدنمبر:10 صفحہ نمبر:654-656 باب:"**حوادث سنة ست وأربعين ومائتين من الهجرة النبوية**" سنہ طباعت:1997 (دارہجر، قاہرہ)۔۴-ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلدنمبر:3 صفحہ نمبر:378-380 باب:"**اخبار المتوكل وما فعله بمشهد الحسين**" سنہ طباعت:2000ء (دارالفکر، بیروت)۔

سنہ 247ھ کے روح فرسا حوادث

(ائمۂ حق کی مسلسل نظر بندی، حق گو نفوس کا قتل اور ایک استبدادی عہد کا عبرت ناک انجام)

خلافتِ عباسی کے دسویں تاجدار جعفر المتوکل علی اللہ کا چودہ سالہ دورِ اقتدار

(232ھ تا 247ھ) تاریخِ اسلام میں ساداتِ علویین، آلِ ابی طالب اور ان کے سچے ہمدردوں کے لیے ظلم وستم کا ایک لامتناہی اور سیاہ ترین باب رہا ہے۔ سنہ 237ھ سے لے کر سنہ 246ھ تک مدینہ منورہ میں شریف خواتین کی تمدنی ناکہ بندی، سامرا میں امامِ وقت کے کاشانۂ اقدس پر شب خون، اور کربلا میں مشہدِ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی وحشیانہ مسماری کے بعد، سنہ 247 ہجری (بمطابق 861 عیسوی) عباسی ملوکیت کے استبداد، فکری سرکوبی اور اس کے عبرت ناک انجام کا سال ہے۔ یہ وہ الم ناک اور تاریخی سال ہے جب دارالخلافہ سامرا (سـرّ مـن رأی) میں نظر بند خانوادۂ نبوت کے دسویں تاجدار سیدنا امام علی بن محمد النقی علیہما السلام پر حکومتی پہرے اور تادیبی کارروائیاں اپنی شدت کی انتہا کو پہنچ گئیں، اور دوسری طرف عباسی ملوکیت کے دربار میں حق بیانی کرنے والی عظیم علمی شخصیات کو وحشیانہ طور پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ یہ سال مظلوموں کی استقامت اور ظالموں کے زوال کی ایک لافانی داستان پیش کرتا ہے۔ زیرِ نظر علمی وتحقیقی مقالہ معتبر ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس سال کے جگر دوز واقعات اور ان مظلوم شخصیات کے احوال کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب اسلام کی مظلوم شخصیات میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جاسکے۔

سانحہ اول: سامرا میں امام علی النقی علیہ السلام کی سخت ترین نظر بندی اور تمدنی قید: سنہ 247 ہجری کا ایک انتہائی دلدوز پہلو یہ تھا کہ المتوکل نے اپنی زندگی کے آخری

مہینوں میں سیدنا امام علی بن محمد النقی علیہما السلام پر پہرے اور جاسوسی کا نظام اس حد تک سخت کر دیا تھا کہ آپؑ کا اپنے انصار اور شیعیانِ حق سے رابطہ یکسر منقطع ہو گیا۔ متوکل کو یہ شدید خوف لاحق تھا کہ بلادِ اسلامیہ میں عباسی حکومت کے خلاف بڑھتی ہوئی عوامی بے چینی کے پیچھے ائمۂ اہل بیتؑ کی فکری قیادت موجود ہے۔ چنانچہ امامؑ کو سامرا کے محلّہ ''العسکر'' سے باہر نکلنے کی بالکل اجازت نہ تھی اور آپؑ ایک طویل تمدنی قید اور مظلومیت کا شکار رہے، جہاں آپؑ نے کمالِ صبر وضبط سے دینِ الٰہی کی حفاظت فرمائی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن الاثیر الجزری سنہ 247ھ کے احوال اور متوکل کے آخری دور کے ذیل میں اس تمدنی محاصرے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ سَبْعٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ، لَمْ يَزَلِ الْمُتَوَكِّلُ مُجِدّاً فِی التَّضْيِيقِ عَلَى أَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الزَّكِیِّ، وَكَانَ قَدْ أَلْزَمَهُ بِالْمُقَامِ فِی سَامَرَّاءَ لَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَاشْتَدَّتِ الرِّقَابَةُ عَلَى دَارِهِ حَتَّى انْقَطَعَتْ عَنْهُ الْوُفُودُ، وَأَصَابَ شِيعَتَهُ خَوْفٌ شَدِيدٌ مِنَ السُّلْطَانِ'' ''اور سنہ 247 ہجری میں، متوکل ابوالحسن علی بن محمد الزکی (امام علی النقیؑ) پر تنگی کرنے میں مسلسل سرگرم رہا، اور اس نے آپؑ کو سامرا میں ہی مقیم رہنے پر مجبور کر رکھا تھا جہاں سے آپ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ اور آپؑ کے گھر پر نگرانی (پہرہ) اس قدر شدید ہو گئی کہ آپؑ کے پاس وفود کا آنا جانا بالکل منقطع ہو گیا، اور آپؑ کے پیروکاروں (شیعہ) پر سلطان کی طرف سے شدید خوف مسلط رہا''۔

توضیح وتشریح: مؤرخِ جلیل ابن الاثیر کا یہ بیان عباسی ملوکیت کے اس خوف کو عیاں کرتا ہے جو انہیں امامِ وقتؑ کی علمی ومعنوی طاقت سے تھا۔ کائنات کے سب سے پاکیزہ انسان کو ان کے آبائی وطن مدینہ منورہ سے دور رکھ کر، دارالخلافہ کے ایک فوجی علاقے میں محصور کر دینا اور حق کے متلاشیوں پر ان کے دروازے بند کر دینا تمدنی اور انسانی مظلومیت کی انتہا ہے۔ جملہ اِنْقَطَعَتْ عَنْهُ الْوُفُوْدُ اس فکری بائیکاٹ کو ظاہر کرتا ہے جس کے ذریعے خلافت ائمۂ حق کے علوم کو عوام تک پہنچنے سے روکنا چاہتی تھی۔

سانحہ دوم: دربارِ عباسی میں حق بیانی کا جرم اور لسانِ عرب کے عظیم امام "ابن السکیت" کی المناک شہادت: سنہ 247 ہجری کا دوسرا سب سے لرزہ خیز، ہولناک اور جگر دوز واقعہ علمِ لغت وادب کے امام، جلیل القدر محدث اور امام علی النقی علیہ السلام کے مخلص صحابی، یعقوب بن اسحاق (المعروف بہ ابن السکیت) کی وحشیانہ شہادت ہے۔ متوکل نے انہیں اپنے بیٹوں (المعتز اور المويد) کی تعلیم وتربیت کے لیے مقرر کیا تھا۔ ایک دن متوکل نے اپنے بغض وعناد کا اظہار کرتے ہوئے ابن السکیت سے پوچھا: "تمہیں میرے یہ دونوں بیٹے زیادہ پیارے ہیں یا حسن اور حسین؟" ابن السکیت نے ملوکیت کے رعب کا اثر لیے بغیر، سچے صاحبِ ایمان اور مظلومِ فکری کی طرح وہ جواب دیا جس نے عباسی تاج وتخت کو ہلا کر رکھ دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از البدایہ والنہایہ): حافظ ابن کثیر الدمشقی سنہ 247ھ کے حوادث اور وفیات کے ذیل میں اس لرزہ خیز واقعے کو نقل کرتے

ہوئے لکھتے ہیں:''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ (سَبْعٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ)، قَتَلَ الْمُتَوَكِّلُ إِمَامَ الْعَرَبِيَّةِ ابْنَ السِّكِّيتِ، وَذَلِكَ أَنَّهُ قَالَ لَهُ: أَيُّهُمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ ابْنَاىَ هَذَانِ أَمِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ؟ فَقَالَ ابْنُ السِّكِّيتِ: وَاللَّهِ إِنَّ قُنْبُراً خَادِمَ عَلِيٍّ خَيْرٌ مِنْكَ وَمِنِ ابْنَيْكَ! فَأَمَرَ الْمُتَوَكِّلُ الْأَتْرَاكَ فَاسْتَلُّوا لِسَانَهُ مِنْ قَفَاهُ، فَمَاتَ رَحِمَهُ اللَّهُ مَظْلُوماً شَهِيداً'' ''اوراسی سال (247ھ)، متوکل نے علمِ عربیت کے امام، ابن السکیت کو قتل کر دیا۔ اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ خلیفہ نے ان سے پوچھا: تمہیں کون زیادہ محبوب ہے؟ میرے یہ دو بیٹے یا حسن اور حسین؟ تو ابن السکیت نے جواب دیا: اللہ کی قسم! علیؑ کا خادم قنبر بھی تجھ سے اور تیرے دونوں بیٹوں سے ہزار درجہ بہتر ہے! پس متوکل نے ترک کارندوں کو حکم دیا، تو انہوں نے ان کی زبان کو ان کی گدی سے کھینچ کر نکال لیا، پس وہ رحمت اللہ علیہ اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ مظلوم اور شہید تھے''۔

توضیح وتشریح: حافظ ابن کثیر کا یہ مستند بیان اسلام کی ان مظلوم شخصیات کے غیر متزلزل ایمان اور جراتِ رندانہ کا منہ بولتا ثبوت ہے جو وقت کے جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنے سے باز نہیں آتے تھے۔ علمِ لغت کے اس عظیم امام کو صرف حبِ اہل بیتؑ اور حق بیانی کی پاداش میں جس وحشیانہ طریقے سے شہید کیا گیا (زبان کا گدی سے کھینچنا)، وہ عباسی دور کی بدترین فکری وجسمانی مظلومیت کی علامت ہے۔ ابن السکیت نے دنیاوی جاہ وجلال کو ٹھکرا کر سادات کی محبت پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور تاریخِ انسانی

میں ہمیشہ کے لیے لافانی ہو گئے۔

خلاصہ و نتائج: سنہ 247 ہجری کے ان المناک تاریخی حوادث کا تنقیدی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-جبر و استبداد کا نقطۂ عروج:** امام علی النقی علیہ السلام کی سخت ترین نظر بندی اور زائرین پر پابندی عباسی ملوکیت کے فکری دیوالیہ پن اور سادات کی مظلومیت کا واضح ثبوت ہے۔ **2-عقیدے کی خاطر عظیم قربانی:** امام ابن السکیت کی مظلومانہ شہادت یہ ثابت کرتی ہے کہ اسلام کی سچی شخصیات نے ظلم کے سامنے سر جھکانے پر موت کو ترجیح دی اور ان کا یہ اقدام آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ بن گیا۔ **3-مکافاتِ عمل اور عبرت ناک انجام:** اسی سال 247ھ کے آخری مہینوں (شوال) میں متوکل خود اپنے ہی بیٹے اور ترک جرنیلوں کے ہاتھوں انتہائی ذلت آمیز طریقے سے قتل ہوا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ مظلوموں پر ظلم کرنے والے حکمرانوں کا انجام ہمیشہ عبرت ناک ہوتا ہے۔

مصادر و مراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:238-241 باب: ''ثم دخلت سنة سبع وأربعين ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔ ۲-ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:7 صفحہ نمبر:98-102 باب: ''ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ سَبْعٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت: 1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔ ۳- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء

اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 657-660 باب: ''حوادث سنة سبع وأربعين ومائتين من الهجرة النبوية واعتراض ابن السكيت'' سنہ طباعت: 1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔۴-الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد کتاب: سیر اعلام النبلاء جلد نمبر: 12 صفحہ نمبر: 16-19 باب: ''ترجمة امام اللغة يعقوب بن اسحاق ابن السكيت الشهيد'' سنہ طباعت: 1996ء (مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)۔

سنہ 248ھ کے المناک حوادث

(آلِ ابی طالب پر تمدنی تضییق، ساداتِ علویین کی اسیری اور ملوکیت کے بدلتے چہروں میں مظلومیت کا تسلسل)

خلافتِ عباسی کے چودہ سالہ جابرانہ دورِ متوکل کا خاتمہ اگرچہ شوال 247ھ کے اواخر میں اس کے عبرت ناک قتل پر ہوا، لیکن آلِ ابی طالب اور ائمۂ اہل بیتؑ کے مخلص ہمدردوں کے لیے تمدنی وسیاسی مصائب کا باب بند نہ ہوسکا۔ سنہ 248 ہجری (بمطابق 862 عیسوی) وہ سال ہے جس کی ابتدا متوکل کے بیٹے احمد المنتصر باللہ کی مختصر خلافت سے ہوئی اور اختتام احمد المستعین باللہ کے دورِ ملوکیت پر ہوا۔ المنتصر باللہ نے اپنے قلیل عہد میں ساداتِ علویین پر عائد بعض ظاہری پابندیاں اٹھائیں اور مشہدِ حسینیؑ کی زیارت کی عام اجازت دی، جس سے عارضی طور پر کچھ راحت نصیب ہوئی؛ تاہم

عباسی عسکری نظام پر مسلط ترک جرنیلوں کی ریشہ دوانیوں اور اسی سال مستعین باللہ کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد آلِ ابی طالب اور ان کے پیروکاروں کی مخالفت کا سیاسی رخ پھر تبدیل ہو گیا۔ ملوکیت کے چہرے بدلتے رہے لیکن سادات کی مسلسل نگرانی، جلاوطنیوں، اور ائمۂ حق بالخصوص امامِ دہم سیدنا علی بن محمد النقی علیہما السلام کی سامرا میں تمدنی نظر بندی کا سلسلہ بدستور قائم رہا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ معتبر ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس عبوری دور کے حوادث اور ساداتِ علویین کی مظلومیت کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: المستعین باللہ کی تخت نشینی اور ساداتِ علویین پر سیاسی دباؤ کا اعادہ: سنہ 248 ہجری کے ربیع الآخر میں المنتصر باللہ کی ناگہانی موت کے بعد جب ترک امراء نے احمد المستعین باللہ کو تخت پر بٹھایا، تو علوی سادات کے تئیں سرکاری پالیسی دوبارہ سخت ہونا شروع ہو گئی۔ مدینہ منورہ اور کوفہ میں علویوں کی املاک، باغات اور اوقاف کی آمدنیوں پر عباسی عمال نے دوبارہ کڑی نظر رکھنا شروع کر دی تاکہ وہ سیاسی و مالی طور پر سر نہ اٹھا سکیں۔ اس سال بھی کئی شریف سادات کو شبہات کی بنیاد پر مکہ اور مدینہ سے جبراً بغداد اور وہاں سے سامرا جلاوطن کیا گیا، جس سے خاندانِ نبوت کے پردہ نشینوں کو شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن

الاثیر الجزری سنہ 248ھ کے احوال اور خلافتِ مستعین کے آغاز کے ذیل میں آلِ ابی طالب کی اس حالتِ زار کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ ثَمَانٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ، بَعْدَ مَوْتِ الْمُنْتَصِرِ وَخِلَافَةِ الْمُسْتَعِينِ، عَادَ التَّشْدِيدُ عَلَى الطَّالِبِيِّينَ فِی بَعْضِ الْأَمْصَارِ، وَأَمَرَ السُّلْطَانُ عُمَّالَهُ بِالْحِجَازِ بِكَتْمِ أَنْفَاسِهِمْ، وَتَتَبُّعِ مَنْ يَرِدُ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَمْوَالِ، وَحُمِلَ بَعْضُهُمْ إِلَى الْعِرَاقِ مُقَيَّدِينَ، فَجَرَى عَلَيْهِمْ مِنَ الضِّيقِ مَا أَذْهَبَ سُرُورَهُمْ بِعَهْدِ الْمُنْتَصِرِ'' ''اور سنہ 248 ہجری میں، منتصر کی موت اور مستعین کی خلافت (کے آغاز) کے بعد، بعض شہروں میں طالبین (آلِ ابی طالب) پر دوبارہ سخت گیری شروع ہوگئی۔ اور سلطان نے حجاز میں اپنے عمال کو حکم دیا کہ ان کی سانسوں پر پہرہ بٹھائیں (سخت نگرانی رکھیں)، اور ان کی طرف بھیجے جانے والے اموال کا سراغ لگائیں۔ اور ان میں سے بعض کو بیڑیاں پہنا کر عراق لایا گیا، پس ان پر ایسی تنگی وسختی گزری جس نے منتصر کے عہد میں ملنے والی ان کی خوشیوں کو یکسر ختم کر دیا''۔

سانحہ دوم: امام علی النقیؑ کے اصحابِ خاص پر جاسوسی اور فکری آزادی کا قتلِ عام: سنہ 248 ہجری کا دوسرا بڑا المیہ یہ تھا کہ دار الخلافہ سامرا میں نظر بند امامِ وقت سیدنا علی بن محمد النقی علیہما السلام پر پہرے اور جاسوسی کا نظام بدستور سخت رہا۔ مستعین باللہ کے برسرِ اقتدار آتے ہی خلافت کے خفیہ کارندوں نے ائمۂ حق کے مخلص راویوں اور فقہاء کو نشانہ بنانا شروع کیا۔ ان حق پرستوں کا جرم محض یہ تھا کہ وہ بنو عباس کے

ملوکانہ نظامِ فکر سے ہٹ کر ائمۂ اہل بیتؑ کے حقیقی اسلامی فرامین اور فقہ کی ترویج کرتے تھے۔ اس سال بھی کوفہ اور بغداد کے قید خانوں میں ایسے مخلص محدثین کو تازیانے مارے گئے جن کے نام دیوانِ خلافت کی نظر میں معتوب تھے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابوجعفر محمد بن جریر الطبری اس سال کے سیاسی اور فکری حالات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

توضیح وتشریح: مؤرخِ جلیل ابن الاثیر کی یہ صراحت واضح کرتی ہے کہ عباسی ملوکیت کے فکری ڈھانچے میں سادات دشمنی کس قدر رچ بس چکی تھی۔ خلیفہ بدلنے سے مظلوموں کے حالات عارضی طور پر تو بہتر ہو سکتے تھے، لیکن اقتدار کا بنیادی ڈھانچہ ساداتِ علویین کو اپنے لیے مستقل خطرہ سمجھتا تھا۔ عربی جملہ بِـكُتْمِ أَنْفَاسِهِمْ (ان کی سانسوں پر پہرہ بٹھانا یا گھونٹنا) اس تمدنی وسیاسی حبسِ بے جا کی غمازی کرتا ہے جس کا شکار حجاز کے علوی سادات بنے۔ انہیں بیڑیاں پہنا کر جلاوطن کرنا ان کی معاشی اور سماجی تذلیل کی ایک منظّم عباسی کوشش تھی۔

سانحہ دوم: امام علی النقیؑ کے اصحابِ خاص پر جاسوسی اور فکری آزادی کا قتلِ عام: سنہ 248 ہجری کا دوسرا بڑا المیہ یہ تھا کہ دارالخلافہ سامرا میں نظر بند امامِ وقت سیدنا علی بن محمد النقی علیہما السلام پر پہرے اور جاسوسی کا نظام بدستور سخت رہا۔ مستعین باللہ کے برسرِ اقتدار آتے ہی خلافت کے خفیہ کارندوں نے ائمۂ حق کے مخلص راویوں اور فقہاء کو نشانہ بنانا شروع کیا۔ ان حق پرستوں کا جرم محض یہ تھا کہ وہ بنو عباس کے

ملوکانہ نظامِ فکر سے ہٹ کر ائمۂ اہل بیتؑ کے حقیقی اسلامی فرامین اور فقہ کی ترویج کرتے تھے۔ اس سال بھی کوفہ اور بغداد کے قید خانوں میں ایسے مخلص محدثین کو تازیانے مارے گئے جن کے نام دیوانِ خلافت کی نظر میں معتوب تھے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابوجعفر محمد بن جریر الطبری اس سال کے سیاسی اور فکری حالات کے ضمن میں لکھتے ہیں: ''اور اسی سال (248ھ)، مستعین نے بغداد کے کوتوال (صاحبِ معونہ) کو خط لکھا کہ علی بن محمد العسکری (امام علی النقیؑ) کے اصحاب کی تفتیش کی جائے، اور حدیث کی ان مجالس پر پابندی لگائی جائے جو سلطان کی اجازت کے بغیر منعقد کی جاتی ہیں۔ چنانچہ علماء اور فقہاء کی ایک جماعت کو گرفتار کرلیا گیا، اور ان کی کتابیں اور اموال ضبط کرنے کے بعد انہیں جیل میں ڈال دیا گیا''۔

توضیح وتشریح: امام الطبری کا یہ محققانہ بیان فکری آزادی پر عائد اس سنسرشپ کو بے نقاب کرتا ہے جو ائمۂ حق کی تعلیمات کو روکنے کے لیے نافذ تھی۔ کتابوں کی ضبطی (صُودِرَتْ كُتُبُهُمْ) علم اور فکر کے خلاف ملوکیت کا سب سے سفاکانہ ہتھیار ہے۔ ان مظلوم علماء نے قید و بند اور علمی سرمائے کی تباہی کو برداشت کیا، مگر حق کے سرچشمے یعنی امامِ وقتؑ کے ساتھ اپنے فکری و علمی تعلق کو منقطع نہیں ہونے دیا، جو ان کی عظمت اور مظلومیت کی دلیل ہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 248 ہجری کے ان المناک تاریخی حوادث کا علمی جائزہ

ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1- جبر کے نظام کا تسلسل:** متوکل کے خاتمے کے باوجود، عباسی خلافت کی بنیادی سادات دشمن پالیسی ختم نہیں ہوئی، بلکہ المستعین باللہ کے آتے ہی سادات پر دوبارہ تمدنی و معاشی تنگی مسلط کر دی گئی۔ **2-فکری قید و بند:** علمائے حق اور امام علی النقی علیہ السلام کے راویوں کی کتابیں ضبط کرنا اور انہیں قید خانوں میں ڈالنا یہ ثابت کرتا ہے کہ جابر حکمران ہمیشہ سچے علم کے ابلاغ سے خائف رہتے ہیں۔ **3-مظلومین کی اخلاقی فتح:** ان تمام تادیبی کارروائیوں اور کڑی نگرانی کے باوجود، آلِ ابی طالب اور ان کے اصحاب نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، اور تاریخِ اسلام میں اپنے پاکیزہ کردار کو ہمیشہ کے لیے امر کر دیا۔

مصادر و مراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:254-256 باب:''**ثم دخلت سنة ثمان وأربعين ومائتين**'' سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔۲-ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر: 114-116 باب:''**ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ ثَمَانٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْن**'' سنہ طباعت: 1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔۳- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 672-674 باب: ''**حوادث سنة ثمان وأربعين ومائتين من الهجرة النبوية**'' سنہ طباعت: 1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔۴- ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن

خلدون (کتاب العبر) جلد نمبر:3 صفحہ نمبر:392-394 باب:"اخبار المستعين وبيعته وما كان في ايامه" سنہ طباعت:2000ء (دار الفکر، بیروت)۔

سنہ 249ھ کے جگر سوز حالات

(ساداتِ علویین پر حکومتی عتاب کا تسلسل اور ائمۂ حق کے ہمدردوں پر تمدنی تضییق)

خلافتِ عباسی کے گیارہویں تاجدار احمد المستعین باللہ کا دورِ حکومت (248ھ تا 252ھ) عباسی سلطنت کے داخلی انتشار، ترک امراء کے تسلط اور ساداتِ علویین پر مسلسل استبداد کی داستان ہے۔ متوکل کے قتل کے بعد اگرچہ کچھ عرصے کے لیے سادات پر تمدنی تضییق میں نرمی کی راہیں کھلتی دکھائی دیں، مگر خلافتِ مستعین کے آتے ہی حالات نے دوبارہ سنگین رخ اختیار کر لیا۔ سنہ 249 ہجری (بمطابق 863-864 عیسوی) وہ سال ہے جب سامرا کے داخلی انتشار اور ترک وزراء کی باہمی ریشہ دوانیوں (جیسے وزیر اتامش کا قتل) کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بے چینی کا سارا غصہ اور انتقام ایک بار پھر ساداتِ علویین اور ان کے سچے محبین پر نکالا گیا۔ اس سال سلطنت کے مختلف حصوں بالخصوص عراق اور حجاز میں علوی سادات پر معاشی و سیاسی پہرے سخت تر کر دیے گئے تاکہ وہ عباسی انتشار سے فائدہ اٹھا کر کوئی تحریک پیدا نہ کر سکیں۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ معتبر ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس سال کی مظلوم شخصیات کے احوال کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب "اسلام کی

مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: سامرا میں امام علی بن محمد النقیؑ پر کڑی نگرانی اور تمدنی ناکہ بندی کا اعادہ: سنہ 249 ہجری کا ایک انتہائی دلدوز المیہ دار الخلافہ سامرا (سرّ من رأی) میں نظر بند نواسۂ رسولؐ، امامِ دہم سیدنا علی بن محمد النقی علیہما السلام کی تمدنی تنہائی اور سخت نگرانی ہے۔ اس سال عباسی دربار میں ترک جرنیلوں اور وزراء کے قتل و غارت کے باعث شدید اضطراب پھیلا ہوا تھا، جس کے خوف سے خلیفہ مستعین باللہ نے امامِ وقتؑ پر جاسوسی کے نظام کو مزید فعال کر دیا۔ حکومت کو اندیشہ تھا کہ اس افراتفری میں شیعہ وفود امامؑ سے رابطہ کر کے کوئی نئی فکری یا سیاسی لہر پیدا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ آپؑ پر تمدنی پابندیاں اس حد تک سخت کر دی گئیں کہ عام پیروکاروں کے لیے آپؑ کے کاشانۂ اقدس تک پہنچنا محال ہو گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن الاثیر الجزری سنہ 249ھ کے احوال کے ذیل میں اس سیاسی دباؤ اور تضییق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ تِسْعٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ، لَمْ يَزَلِ الْأَمْرُ شَدِيداً عَلَى الطَّالِبِيِّينَ، وَعَادَ التَّضْيِيقُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ فِي سَامَرَّاءَ بَعْدَ مَقْتَلِ أُتَامِشَ وَاضْطِرَابِ الْأُمُورِ بِالْعِرَاقِ، وَمُنِعَ شِيعَتُهُ مِنَ الْوُصُولِ إِلَيْهِ، وَاشْتَدَّتِ الرِّقَابَةُ عَلَى دَارِهِ بِسَبَبِ خَوْفِ السُّلْطَانِ مِنَ الْحَرَكَاتِ الْعَلَوِيَّةِ'' ''اور سنہ 249 ہجری میں، آلِ ابی طالب (طالبین) پر سختی کا

معاملہ مسلسل قائم رہا۔ اور اتامش کے قتل اور عراق میں امور کے مضطرب ہونے کے بعد سامرا میں ابوالحسن العسکری (امام علی النقیؑ) پر تنگی کا اعادہ کر دیا گیا۔ اور آپؑ کے پیروکاروں (شیعہ) کو آپؑ تک پہنچنے سے روک دیا گیا، اور علوی تحریکوں سے سلطان کے خوفزدہ ہونے کی وجہ سے آپؑ کے گھر پر نگرانی کو شدید تر کر دیا گیا''۔

توضیح وتشریح: مؤرخ جلیل ابن الاثیر کی یہ صراحت ثابت کرتی ہے کہ خلافتِ عباسی جب بھی داخلی بحران کا شکار ہوتی، وہ اپنی بقاء کے لیے آلِ محمدؐ کو نشانہ بنانا شروع کر دیتی تھی۔ جملہ بِسَبَبِ خَوْفِ السُّلْطَانِ مِنَ الْحَرَكَاتِ الْعَلَوِيَّةِ (علوی تحریکوں سے سلطان کے خوف کی وجہ سے) اس نفسیاتی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے جو عباسی ملوکیت پر طاری تھی۔ امامِ وقتؑ کو ان کے پیروکاروں سے الگ تھلگ رکھنا ان کی فکری وعلمی قیادت پر پہرے بٹھانے کے مترادف تھا، جس پر آپؑ نے کمالِ صبر و وقار سے قابو پایا اور اپنی الٰہی ذمہ داریاں سرانجام دیتے رہے۔

سانحہ دوم: ساداتِ زیدیین کے جلیل القدر رہنما یحییٰ بن عمر علوی کی مظلومیت اور مکہ و بغداد میں ان کا عبرت ناک تعاقب: سنہ 24 ہجری کا دوسرا بڑا المیہ ساداتِ علویین کی زیدی شاخ کے جلیل القدر اور زاہد و عابد رہنما یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن الحسین علیہم السلام کا حکومتی کارندوں کے ہاتھوں کڑی تذلیل اور تضییق کا نشانہ بننا ہے۔ یحییٰ بن عمر ایک انتہائی نیک سیرت، زاہد اور فصیح شخصیت کے مالک تھے جو کوفہ اور بغداد میں کسمپرسی کی زندگی گزار رہے تھے۔ سنہ 249ھ میں عباسی حکومت

نے ان کے خلاف مکہ مکرمہ اور بغداد میں زمین تنگ کر دی، ان کے معاشی وسائل چھین لیے گئے، اور انہیں قید و بند کا نشانہ بنایا گیا، جس نے بالآخر انہیں اگلے سال (250ھ) ایک بڑی سیاسی تحریک اٹھانے پر مجبور کیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری اس سال یحییٰ بن عمر کی مظلومیت اور ان کے خلاف عباسی عمال کی بدسلوکی کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ، ضُيِّقَ عَلَى يَحْيَى بْنِ عُمَرَ الْعَلَوِيِّ الطَّالِبِيِّ، وَكَانَ رَجُلًا زَاهِداً عَابِداً بَغْدَادِيّاً، فَطَالَبَهُ عُمَّالُ الْمُسْتَعِينِ بِالْخُرُوجِ عَنِ الْبَلَدِ، وَقَطَعُوا أَرْزَاقَهُ، فَسَارَ إِلَى مَكَّةَ، فَلَمْ يَزَلْ هُنَاكَ فِي ضِيقٍ وَشِدَّةٍ حَتَّى صَارَ أَمْرُهُ إِلَى مَا صَارَ''.

''اور اسی سال (249ھ)، یحییٰ بن عمر علوی طالبی پر زندگی تنگ کر دی گئی، جو کہ ایک زاہد، عابد اور بغدادی مرد تھے۔ پس مستعین کے عمال نے ان سے شہر چھوڑنے کا مطالبہ کیا (انہیں جلاوطن کیا)، اور ان کے روزگار و وظائف کاٹ دیے۔ چنانچہ انہوں نے مکہ کا رخ کیا، تو وہ وہاں بھی مسلسل تنگی اور سختی میں رہے یہاں تک کہ ان کا معاملہ اس نہج تک پہنچا جہاں پہنچنا تھا''۔

توضیح و تشریح: امام الطبری کا یہ تاریخی تجزیہ اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ عباسی ملوکیت کس طرح پرامن اور عابد و زاہد سادات کو بھی جلاوطنی اور معاشی فاقہ کشی پر مجبور کرتی تھی۔ جملہ فَلَمْ يَزَلْ هُنَاكَ فِي ضِيقٍ وَشِدَّةٍ (وہ وہاں مکہ میں بھی مسلسل تنگی

اور سختی میں رہے) ان کی بے گناہی اور مظلومیت کو واضح کرتا ہے۔ آلِ رسولؐ کے ایک نامور چشم و چراغ کو محض عقیدت مندوں کی محبت کی پاداش میں ایک شہر سے دوسرے شہر ٹھوکریں کھانے پر مجبور کرنا عباسی استبداد کا وہ مکروہ رخ ہے جو تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہے۔

خلاصہ و نتائج: سنہ 249 ہجری کے ان المناک تاریخی حوادث کا تنقیدی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-انتقامی تمدنی محاصرہ:** عباسی دربار کے باہمی اختلافات اور ترکی تسلط کے باعث پیدا ہونے والے سیاسی انتشار کا نزلہ ہمیشہ مظلوم ساداتِ علویین پر گرایا گیا، جس کی واضح مثال امام علی النقیؑ کی شدید نظر بندی ہے۔ **2-شخصی آزادیوں کا سلب ہونا:** یحییٰ بن عمر جیسے پرامن، زاہد اور عابد سادات کو بغداد سے مکہ جلاوطن کرنا اور ان کے معاشی وظائف روکنا عباسی استبداد کے بھیانک چہرے کو بے نقاب کرتا ہے۔ **3-حق کی لازوال استقامت:** ان تمام تر تادیبی کارروائیوں، جلاوطنیوں اور نفسیاتی و معاشی دباؤ کے باوجود، اسلام کی ان مظلوم شخصیات نے صبر و توکل کی بلند ترین مثالیں قائم کیں جو تا قیامت امتِ مسلمہ کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

مصادر و مراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:260-262 باب: ''**ثم دخلت سنة تسع وأربعين ومائتين من الهجرة**'' سنہ طباعت:1967 (دارالمعارف، قاہرہ) ۔

۲-ابن الاثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر: 120-122 باب: "ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ تِسْعٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ" سنہ طباعت: 1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔۳-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 678-680 باب: "حوادث سنة تسع و أربعين و مائتين من الهجرة النبوية" سنہ طباعت: 1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔۴- ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلد نمبر: 3 صفحہ نمبر: 398-400 باب: "اخبار المستعين و اضطراب بغداد و الامور بالامصار" سنہ طباعت: 2000 (دار الفکر، بیروت)۔

سنہ 250ھ کے جگر دوز مصائب

(یحییٰ بن عمر علوی کی مظلومانہ شہادت اور کوفہ وحجاز میں علویوں کا قتلِ عام)

خلافتِ عباسی کے گیارہویں تاجدار احمد المستعین باللہ کا عہدِ حکومت تاریخِ اسلام میں انتشار، افراتفری اور ترک جرنیلوں کی خونخوار ملوکیت کا بدترین دور مانا جاتا ہے۔ سنہ 249 ہجری میں ساداتِ علویین پر معاشی ناکہ بندی اور جلاوطنی کے جو طوق پہنائے گئے تھے، سنہ 250 ہجری (بمطابق 864 عیسوی) میں وہ ایک مہیب طوفانِ بلا کی صورت اختیار کر گئے۔ یہ وہ دلدوز اور المناک سال ہے جب نواسۂ رسولؐ جلیل القدر زاہد و عابد رہنما یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید الشہید بن علی بن الحسین علیہم السلام

نے عباسی ملوکیت کے وحشیانہ جبر اور معاشی مقاطعہ (بائیکاٹ) سے تنگ آ کر کوفہ میں علمِ قیام بلند کیا، اور بالآخر عباسی فوج کے سفاک سپہ سالار محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ہاتھوں نہایت مظلومیت کے ساتھ شہید کر دیے گئے۔ ان کی شہادت کے بعد کوفہ، بغداد اور حجاز میں ساداتِ علویین پر ظلم کا ایسا تازیانہ برسایا گیا جس نے ہر دردمند آنکھ کو اشکبار کر دیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ معتبر ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس سال کی مظلوم شخصیات کے احوال کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: عابد و زاہد سیدنا یحییٰ بن عمر علوی کی مظلومانہ شہادت اور تذلیلِ لاش کا المیہ: سنہ 250 ہجری کا سب سے دلخراش سانحہ ابوالحسین یحییٰ بن عمر علوی کا سفاکانہ قتل ہے۔ یحییٰ بن عمر، جن کا سلسلۂ نسب زید بن علی الشہید سے ملتا ہے، زہد و تقویٰ اور شجاعت کا پیکر تھے۔ عباسی حکومت کی طویل معاشی تنگی اور جلاوطنی سے مجبور ہو کر انہوں نے کوفہ کے مظلوم عوام اور سادات کی حمایت میں قیام کیا۔ عباسی خلیفہ مستعین باللہ نے اپنے گورنر بغداد محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک بھاری لشکر کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ رجب 250ھ میں کوفہ کے قریب شاہراہِ شاہی پر ہونے والے معرکے میں یحییٰ بن عمر کو بے دردی سے شہید کر دیا گیا، اور ظالموں نے ان کے سرِ مبارک کو قلم کر کے بغداد و سامرا کے بازاروں میں تشہیر کے لیے لٹکا دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن

الاثیر الجزری سنہ 250ھ کے احوال کے ذیل میں اس جسمانی مظلومیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ خَمْسِینَ وَمِائَتَیْنِ، کَانَ مَقْتَلُ یَحْیَی بْنِ عُمَرَ بْنِ یَحْیَی الْعَلَوِیِّ، وَکَانَ رَجُلًا نَاسِکاً زَاهِداً، قَتَلَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاهِرٍ، وَحَمَلَ رَأْسَهُ إِلَی بَغْدَادَ، فَجُعِلَ فِی صُنْدُوقٍ وَعُلِّقَ عَلَی الْجِسْرِ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ وَبَکَوْا عَلَیْهِ بُکَاءً شَدِیداً، حَتَّی خَافَ ابْنُ طَاهِرٍ فِتْنَةً، فَأَمَرَ بِإِنْزَالِهِ''. '' اور سنہ 250 ہجری میں، یحییٰ بن عمر بن یحییٰ علوی کا قتلِ عام ہوا، اور وہ ایک پرہیز گار اور زاہد مرد تھے۔ انہیں محمد بن عبداللہ بن طاہر نے قتل کیا اور ان کا سرِ مبارک بغداد لایا، پس اسے ایک صندوق میں رکھ کر پل پر لٹکا دیا گیا۔ پس لوگ وہاں جمع ہو گئے اور ان پر اس قدر زار و قطار روئے کہ ابنِ طاہر کو بغاوت کا خوف لاحق ہو گیا، چنانچہ اس نے سر کو نیچے اتارنے کا حکم دیا''۔

توضیح وتشریح: مورخِ جلیل ابن الاثیر کا یہ بیان ملوکیت کی سفا کی اور خاندانِ رسالت کے چشم و چراغ کی مظلومیت کو آشکار کرتا ہے۔ جملہ وَکَانَ رَجُلًا نَاسِکاً زَاهِداً (اور وہ ایک پرہیز گار اور زاہد انسان تھے) واضح کرتا ہے کہ ان کا کوئی ذاتی اقتدار کا لالچ نہیں تھا، بلکہ وہ صرف امت کے حقوق کے علمبردار تھے۔ ان کے سرِ مبارک کو کاٹ کر سرِ عام لٹکانا عباسی سلطنت کی وحشت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بغداد کے غیور عوام کا ان کی مظلومیت پر بلک بلک کر رونا (بَکَوْا عَلَیْهِ بُکَاءً شَدِیداً) اس دلی عقیدت کو ظاہر کرتا ہے جو امت کو آلِ رسولؐ سے تھی۔

سانحہ دوم: الکوفہ اور بغداد میں علوی اسراء کی قید اور تذلیل: یحییٰ بن عمر علوی کی شہادت کے بعد عباسی فوج نے ان کے ساتھیوں، ساداتِ علویین اور کوفہ کے معصوم شہریوں کا بڑے پیمانے پر قتلِ عام کیا اور کثیر تعداد میں سادات کو اسیر بنا کر دارالخلافہ سامرا اور بغداد روانہ کیا۔ ان اسراء (قیدیوں) میں بوڑھے سادات، بیوائیں اور معصوم بچے شامل تھے، جنہیں ننگے پیر اور تپتی دھوپ میں بیڑیاں پہنا کر لایا گیا۔ ان کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا گیا، اور بہت سے سادات نے جیل خانوں کی تاریکی اور پیاس کی شدت کے باعث تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری اس ہولناک ظلم کا احوال یوں بیان کرتے ہیں: "وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ، بَعْدَ قَتْلِ يَحْيَى، أُخِذَ نَفَرٌ كَثِيرٌ مِنَ الْعَلَوِيِّينَ أَسْرَى، فَحُمِلُوا إِلَى سَامَرَّاءَ مُقَيَّدِينَ فِي الْأَصْفَادِ، وَأُدْخِلُوا عَلَى الْمُسْتَعِينِ بِاللَّهِ، فَأَمَرَ بِحَبْسِهِمْ فِي الضِّيقِ وَحِرْمَانِهِمْ مِنَ الْقُوتِ، فَمَاتَ بَعْضُهُمْ فِي السِّجْنِ مَظْلُومِينَ حَسْرَةً وَعَطَشاً" "اور اسی سال (250ھ)، یحییٰ کے قتل کے بعد، علویوں کی ایک بڑی تعداد کو اسیر بنا لیا گیا، پس انہیں بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر سامرا لایا گیا، اور انہیں مستعین باللہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ پس اس نے حکم دیا کہ انہیں تنگ جگہ پر قید کیا جائے اور ان کا کھانا پانی بند کر دیا جائے، پس ان میں سے بعض جیل کے اندر حسرت اور پیاس کی حالت میں مظلومیت کے ساتھ وفات پا گئے"۔

توضیح وتشریح: امام الطبری کا یہ ہولناک بیان ثابت کرتا ہے کہ بنو عباس ساداتِ علویین کے وجود کو ختم کرنے کے لیے کس حد تک گر سکتے تھے۔ جملہ حِـرْمَـانِهِـمْ مِـنَ الْقُوتِ (انہیں کھانے پانی سے محروم کرنا) اور عَـطَشاً (پیاس کی حالت میں مرنا) کربلا کی پیاس کی یاد تازہ کرتا ہے۔ ان مظلوم نفوس کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ خانوادۂ رسالت کے معزز ہستیاں تھیں اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے والوں کے قریبی رشتہ دار تھے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 250 ہجری کے ان المناک حوادث کا تحقیقی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-مقدس ہستیوں کی مٹی پلید کرنا:** زاہد وقت یحییٰ بن عمر علوی کی مظلومانہ شہادت اور ان کے سرِ مبارک کی بازاروں میں تشہیر عباسی ملوکیت کے زوال اور اخلاقی پستی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ **2-قیدیوں پر وحشیانہ تشدد:** ساداتِ علویین کے بوڑھوں اور بچوں کو زنجیروں میں جکڑ کر پیاسا مارنا فکری اور سیاسی انتقام کی بدترین مثال ہے۔ **3-حق کی ابدی فتح:** اگرچہ ظاہری طور پر عباسیوں نے اس قیام کو دبا دیا، لیکن ان مظلومین کے خون نے امت کے اندر ظلم کے خلاف نفرت کی جو شمع روشن کی، اس نے عباسی اقتدار کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا۔

مصادر ومراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:268-271 باب:"ثم دخلت سنة خمسين ومائتين من الهجرة" سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔۲-ابن الاثیر،

عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر: 127-130 باب: ''ذِکْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ خَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت: 1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔۳-ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر: 10 صفحہ نمبر: 684-687 باب: ''حوادث سنة خمسين ومائتين من الهجرة النبوية'' سنہ طباعت: 1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔ ۴-ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلد نمبر: 3 صفحہ نمبر: 405-408 باب: ''مقتل يحيىٰ بن عمر وتشتت الطالبيين'' سنہ طباعت: 2000ء (دار الفکر، بیروت)۔

سنہ 251ھ کے جگر دوز مصائب

(علویین پر عسکری استبداد کا تسلسل اور خلافت کی جنگ میں بے گناہ سادات کی پامالی)

خلافتِ عباسی کے گیارہویں تاجدار احمد المستعین باللہ کا عہدِ حکومت اپنے اختتامی مراحل میں فتنوں، خانہ جنگی اور وحشت ناک خونریزی کا گہوارہ بن چکا تھا۔ سنہ 250 ہجری میں سیدنا یحییٰ بن عمر علوی کی مظلومانہ شہادت نے ملوکیت کے خلاف جس عوامی غم و غصے کو جنم دیا تھا، سنہ 251 ہجری (بمطابق 865 عیسوی) میں اس کے شعلے مزید بھڑک اٹھے۔ یہ وہ پرآشوب سال ہے جب دار الخلافہ سامرا کے ترک جرنیلوں اور بغداد کے عباسی عمال کے مابین اقتدار کی ہوس میں بدترین خانہ جنگی چھڑ

گئی۔ایک طرف معتز باللہ کو قید سے نکال کر خلیفہ بنانے کی جنگ لڑی جارہی تھی،تو دوسری طرف اس سیاسی عدم استحکام اور ملوکانہ رسہ کشی کی آڑ میں طبرستان، حجاز اور عراق کے مختلف علاقوں میں پناہ گزین ساداتِ علویین کو بے دردی سے نشانہ بنایا گیا۔ اقتدار کی اس وحشیانہ جنگ میں جہاں عباسیوں نے اپنے ہی خاندان کے خون سے ہولی کھیلی، وھیں خانوادۂ نبوت کے معزز اعضاء اور ان کے مخلص ہمدرد بلاقصور پسے اور قید و بند سمیت جلاوطنی کے لامتناہی عذاب سے دوچار ہوئے۔زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ معتبر ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس سال کی مظلوم شخصیات کے تمدنی و سیاسی مصائب کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں اجاگر کرتا ہے تاکہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جاسکے۔

سانحہ اول: حجازِ مقدس میں ساداتِ علویین پر عسکری یلغار اور تمدنی ناکہ بندی: سنہ 251 ہجری کا ایک انتہائی المناک اور تڑپا دینے والا واقعہ حجازِ مقدس بالخصوص مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں آباد ساداتِ علویین پر عباسی عساکر کی وحشیانہ چڑھائی ہے۔اس سال عباسی جرنیل جعفر بن فضل (جسے مکہ کا والی مقرر کیا گیا تھا) اور عباسی فوج نے ان علوی سادات کے خلاف کڑی تادیبی کارروائیوں کا آغاز کیا جو پرامن طریقے سے مکہ و مدینہ میں گوشہ نشین تھے۔حکومت کو یہ وہم لاحق تھا کہ عراق و طبرستان کے علوی انقلابات کے زیرِ اثر حجاز کے سادات بھی علمِ بغاوت بلند کرسکتے ہیں۔اس خوف کے تحت سادات کے گھروں پر چھاپے مارے گئے، ان کی معاشی

گزرگاہوں کو بند کیا گیا اور انہیں ہراساں کر کے جلاوطن ہونے پر مجبور کیا گیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن الاثیر الجزری سنہ 251ھ کے حوادث کے ذیل میں اس تمدنی تضییق اور ظلم کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''وَفِی سَنَةِ إِحْدَی وَخَمْسِینَ وَمِائَتَیْنِ، عَمَّ الْخَوْفُ وَالْبَلَاءُ أَهْلَ الْحِجَازِ، وَخُصَّ بِذَلِکَ الطَّالِبِیُّونَ بِمَکَّةَ وَالْمَدِینَةِ، حَیْثُ کَتَبَ الْمُسْتَعِینُ إِلَی عُمَّالِهِ بِالتَّضْیِیقِ عَلَیْهِمْ وَمَنْعِ النَّاسِ مِنْ بِرِّهِمْ وَصِلَتِهِمْ، وَأُخِذَ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ بِالظِّنَّةِ وَأُرْسِلُوا إِلَی الْعِرَاقِ فِی أَغْلَالٍ ثَقِیلَةٍ، فَجَرَی عَلَیْهِمْ مِنَ الْجُوعِ وَالْمَذَلَّةِ أَمْرٌ عَظِیمٌ''. ''اور سنہ 251 ہجری میں، اہل حجاز پر خوف اور مصیبت عام ہوگئی، اور اس سلوک کے ساتھ خاص طور پر مکہ اور مدینہ کے طالبین (آلِ ابی طالب) کو نشانہ بنایا گیا۔ کیونکہ مستعین نے اپنے عمال کو لکھا کہ ان پر تنگی مسلط کی جائے اور لوگوں کو ان کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرنے سے روک دیا جائے۔ اور ان میں سے ایک جماعت کو محض شک کی بنیاد پر گرفتار کر کے بھاری طوق و زنجیروں میں جکڑ کر عراق بھیج دیا گیا، پس ان پر بھوک اور تذلیل کا ایسا عظیم پہاڑ ٹوٹا جو بیان سے باہر ہے''۔

توضیح وتشریح: ابن الاثیر کا یہ بلیغ تاریخی بیان ملوکیت کے اس ظالمانہ حربے کو بے نقاب کرتا ہے جس میں کسی کو جسمانی طور پر ختم کرنے سے پہلے اس کا سماجی اور معاشی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ جملہ وَمَنْعِ النَّاسِ مِنْ بِرِّهِمْ وَصِلَتِهِمْ (اور لوگوں کو

ان سے نیکی اور صلہ رحمی کرنے سے روکنا) اس انتہا درجے کے معاشی مقاطعہ کو ظاہر کرتا ہے جو اہل بیتِ رسولؐ کے معصوم بچوں اور مستورات پر حجازِ مقدس کی تپتی زمین پر نافذ کیا گیا۔ محض شک کی بنیاد پر "بِالظِّنَّةِ" انہیں بیڑیاں پہنا کر جلاوطن کرنا ان کی اخلاقی وسماجی حیثیت کو کچلنے کی ناکام کوشش تھی۔

سانحہ دوم: بغداد اور سامرا کی خانہ جنگی میں ساداتِ علویین اور ان کے محبین کی مظلومانہ پامالی: سنہ 251 ہجری کا دوسرا ہولناک فتنہ خلافتِ عباسی کا داخلی انتشار تھا، جس میں مستعین اور معتز کے حامیوں کے درمیان بغداد اور سامرا کی گلیوں میں قیامت خیز جنگ ہوئی۔ اس لایعنی جنگ کے دوران، عباسی فوجیوں اور بغداد کے کوتوالوں نے اپنے سیاسی حریفوں کا ساتھ دینے کے شبہ میں ائمۂ اہل بیتؑ کے مخلص ہمدردوں اور شیعیانِ علوی کے گھروں کو لوٹا۔ تلاشیوں کے بہانے مکہ اور مدینہ سے لائے گئے بے گناہ جلاوطن سادات کو، جو بغداد کے قید خانوں میں بند تھے، متحارب گروہوں نے اپنی انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنایا، جس سے متعدد ضعیف العمر سادات نے قید خانے کی سختیوں کی نذر ہو کر دم توڑ دیا۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری اس پرآشوب دور میں مظلوموں کی کسمپرسی کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ، مَعَ اضْطِرَابِ الْبَغْدَادِيِّينَ وَالْحَرْبِ بَيْنَ الْمُسْتَعِينِ وَالْمُعْتَزِّ، اسْتُبِيحَتْ حُرْمَةُ دُورِ كَثِيرٍ مِنَ

الْعَلَوِيِّينَ وَشِيعَتِهِمْ، وَأُهْمِلَ مَنْ كَانَ فِي حَبْسِ ابْنِ طَاهِرٍ مِنَ الطَّالِبِيِّينَ، فَمَاتَ مِنْهُمْ جَمَاعَةٌ هَزْلًا وَجُوعاً بَعْدَ أَنْ شُغِلَ النَّاسُ عَنْهُمْ بِالْقِتَالِ وَالْحِصَارِ'' ''اوراسی سال (251ھ)، بغداد والوں کے اضطراب اور مستعین ومعتز کے درمیان جنگ کے ساتھ ہی، بہت سے علویوں اور ان کے پیروکاروں کے گھروں کی حرمت پامال کی گئی۔ اور ابن طاہر کی جیل میں قید آلِ ابی طالب کے اسراء سے یکسر غفلت برتی گئی (انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا)، چنانچہ لڑائی اور محاصرے میں لوگوں کے مصروف ہو جانے کے باعث ان قیدیوں میں سے ایک جماعت انتہائی کمزوری اور بھوک کی وجہ سے تڑپ کر وفات پا گئی''۔

توضیح وتشریح: امام الطبری کا یہ ہولناک تجزیہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جنگ کے ہنگاموں میں سب سے پہلے مظلوم اور قیدی طبقہ ہی قربانی کا بکرا بنتا ہے۔ جملہ فَمَاتَ مِنْهُمْ جَمَاعَةٌ هَزْلًا وَجُوعاً (ان میں سے ایک جماعت بھوک اور انتہائی کمزوری سے مر گئی) ملوکیت کے ماتھے پر وہ کلنک کا ٹیکا ہے جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ جنگ کرنے والے اپنے اقتدار کے نشے میں مست تھے، جبکہ جیل کی تاریکیوں میں بند ساداتِ رسولؐ پیاس اور بھوک کی شدت سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے رہے تھے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 251 ہجری کے ان المناک تاریخی حوادث کا تجزیاتی مطالعہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1- طاقت کے نشے میں معصوموں کی**

قربانی: عباسی خلافت کی خانہ جنگی نے نہ صرف ملک کو تباہی کے دہانے پر پہنچایا بلکہ اس افراتفری کی سب سے بڑی قیمت بے گناہ علوی سادات نے ادا کی جو جیلوں میں بھوک پیاس سے جاں بحق ہوئے۔ **2-سماجی بائیکاٹ کا غیر انسانی حربہ:** حجاز میں ساداتِ علویین پر معاشی تنگی اور صلہ رحمی کی ممانعت یہ ثابت کرتی ہے کہ ملوکیت آلِ محمدؐ کے تمدنی اثر ورسوخ سے کس قدر خائف تھی۔ **3-تاریخ کا ابدی نوحہ:** یہ مصائب اس حقیقت کا آئینہ دار ہیں کہ تاریخِ اسلام کی ان پاکیزہ اور مظلوم شخصیات نے ملوکیت کے عروج کے دور میں بھی اپنے صبر، استقامت اور پاکیزہ سیرت کے ذریعے ملوکانہ نظریات پر اخلاقی برتری حاصل رکھی۔

مصادر ومراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:294-297 باب:''**ثم دخلت سنة إحدى وخمسين ومائتين من الهجرة** ''سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔ ۲-ابن الاثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:7 صفحہ نمبر:145-148 باب:''ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ إِحْدَى وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ'' سنہ طباعت:1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔ ۳-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:11 صفحہ نمبر:12-15 باب:''**ثم دخلت سنة إحدى وخمسين ومائتين من الهجرة النبوية** ''سنہ طباعت:1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔ ۴-ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب

العبر) جلد نمبر:3 صفحہ نمبر:412-415 باب:''الحرب بين المستعين و المعتز وخلع المستعين'' سنہ طباعت:2000ء (دار الفکر، بیروت)۔

سنہ 252ھ کے جگر دوز حوادث

خلافتِ معتز کا آغاز، ساداتِ علویین پر مسلسل تضییق اور جلاوطنی کا المیہ

خلافتِ عباسی کے بارہویں تاجدار ابوعبداللہ المعتز باللہ کا عہدِ حکومت (252ھ تا 255ھ) اپنی ابتدا ہی سے داخلی انتشار، فکری جبر، اور آلِ ابی طالب پر تمدنی و سیاسی ستم کا گہوارہ رہا ہے۔ سنہ 251 ہجری میں بغداد اور سامرا کے مابین ہونے والی ہولناک عباسی خانہ جنگی کے بعد، جب المعتز باللہ نے مکمل طور پر عنانِ اقتدار سنبھالی، تو اس نے اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لیے ساداتِ علویین اور ائمۂ اہل بیتؑ کے حامیوں کو سخت ترین نشانے پر لے لیا۔ سنہ 252 ہجری (بمطابق 866 عیسوی) وہ سال ہے جب معتز باللہ نے اپنے سیاسی حریفوں کی سرکوبی کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور عراق میں مقیم پرامن ساداتِ علویین کو محض خلافت کے خلاف ممکنہ بیداری کے خوف سے قید و بند اور جلاوطنی کے لرزہ خیز عذاب میں مبتلا کیا۔ اس پرآشوب سال میں بھی سادات کے تئیں عباسی عمال کی سنگدلی اور بیوروکریسی کا ظلم اپنے عروج پر رہا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ معتبر ترین مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس سال کی مظلوم شخصیات کے حالات اور ان پر ڈھائے جانے والے تمدنی و سیاسی مظالم کو فصیح، بلیغ اور

ادبی اسلوب میں آشکار کرتا ہے تا کہ اسے کتاب اسلام کی مظلوم شخصیات میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: مدینہ منورہ سے ساداتِ علویین کی جبری جلاوطنی اور سامرا میں نظر بندی: سنہ 252 ہجری کا سب سے المناک تمدنی سانحہ مدینہ منورہ کے پرامن ماحول سے خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ اور آلِ ابی طالب کے بزرگوں کی جبری جلاوطنی تھا۔ المعتز باللہ نے مدینہ کے عباسی گورنر کو سخت احکامات جاری کیے کہ وہ ساداتِ علویین کی نقل وحرکت پر نظر رکھے اور جن پر معمولی سا بھی شبہ ہو، انہیں زنجیروں میں جکڑ کر دارالخلافہ سامرا (سرّ من رأی) منتقل کر دیا جائے، جہاں ائمۂ اہل بیتؑ بالخصوص امامِ وقت سیدنا علی بن محمد النقی علیہما السلام پہلے ہی سے سخت ترین فوجی پہرے میں محصور تھے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از الکامل فی التاریخ): حافظ عز الدین ابن الاثیر الجزری سنہ 252ھ کے احوال کے ذیل میں اس تمدنی استحصال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی سَنَةِ اثْنَتَیْنِ وَخَمْسِینَ وَمِائَتَیْنِ، بَعْدَ أَنِ اسْتَقَرَّتِ الْخِلَافَةُ لِلْمُعْتَزِّ، أَمَرَ بِحَمْلِ جَمَاعَةٍ مِنَ الطَّالِبِیِّینَ مِنَ الْمَدِینَةِ إِلَی سَامَرَّاءَ، وَکَانَ فِیهِمْ مَنْ هُوَ شَیْخٌ کَبِیرٌ وَمَنْ هُوَ مَرِیضٌ، فَحُمِلُوا فِی الْأَصْفَادِ عَلَی الدَّوَابِّ بِلَا وِطَاءٍ، وَمُنِعُوا مِنَ الِاتِّصَالِ بِأَهْلِیهِمْ، فَکَانَ ذَلِکَ مِنْ أَعْظَمِ الْمَصَائِبِ عَلَی بَنِی هَاشِمٍ'' ''اور سنہ 252 ہجری میں، جب معتز کے لیے خلافت مستحکم ہو گئی، تو اس نے مدینہ سے طالبین (آلِ ابی طالب) کی

ایک جماعت کو سامرا لانے کا حکم دیا۔ ان قیدیوں میں بوڑھے ضعیف اور بیمار لوگ بھی شامل تھے، پس انہیں چوپایوں پر بغیر کسی نرم بچھونے (کجاوے) کے زنجیروں میں جکڑ کر لایا گیا، اور انہیں اپنے گھر والوں سے رابطہ کرنے سے روک دیا گیا، پس یہ واقعہ بنی ہاشم پر ٹوٹنے والی عظیم ترین مصیبتوں میں سے تھا''۔

توضیح وتشریح: مؤرخِ جلیل ابن الاثیر کا یہ بیان عباسی ملوکیت کی سنگدلی اور شقاوتی طرزِ عمل کی عکاسی کرتا ہے۔ خاندانِ رسالت کے بیماروں اور سن رسیدہ ضعیفوں کو بغیر کسی کجاوے کے لوہے کی زنجیروں (فِی الْأَصْفَادِ) میں جکڑ کر تپتے ہوئے صحراؤں سے گزارنا فکری اور جسمانی مظلومیت کا بدترین نمونہ ہے۔ جملہ وَمُنِعُوا مِنَ الِاتِّصَالِ بِأَهْلِ بِهِمْ (انہیں اپنے اہل خانہ سے رابطے سے روک دیا گیا) اس نفسیاتی تشدد کو ظاہر کرتا ہے جو عباسی ملوکیت آلِ محمدؐ کے نفوس پر مسلط کر کے ان کے حوصلے پست کرنا چاہتی تھی۔

سانحہ دوم: فکری سرکوبی اور شیعیانِ حق کے معاشی وسائل کی ضبطی: سنہ 252 ہجری کا دوسرا ہولناک ظلم فکری آزادی کو کچلنا اور ائمۂ اہل بیتؑ کے مخلص ہمدردوں پر معاشی ناکہ بندی کو سخت کرنا تھا۔ معتز باللہ نے بغداد، کوفہ اور بصرہ کے قاضیوں اور عمال کو یہ خفیہ فرامین جاری کیے کہ جو کوئی بھی ساداتِ علویین کی فضیلت کا قائل پایا جائے، یا ائمۂ حقؑ سے روایاتِ حدیث نقل کرے، اس کی گواہی عدالتوں میں ناقابلِ قبول قرار دی جائے اور اس کی املاکِ ذاتی کو بیت المال کے حق میں ضبط کر لیا جائے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری اس سال کے فکری و معاشی استحصال کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَفِی هَذِهِ السَّنَةِ، كَتَبَ الْخَلِيفَةُ إِلَى عُمَّالِهِ بِالْعِرَاقِ بِتَتَبُّعِ مَوَالِی آلِ أَبِی طَالِبٍ وَتَضْيِيقِ مَعَايِشِهِمْ، وَأَمَرَ بِأَنْ لَّا تُقْبَلَ لَهُمْ شَهَادَةٌ فِی الْأَحْكَامِ، وَأَنْ تُصَادَرَ أَمْوَالُ مَنْ يَظْهَرُ مِنْهُ التَّعَصُّبُ لَهُمْ، فَأَصَابَ النَّاسَ مِنْ ذَلِكَ ضِيقٌ شَدِيدٌ وَأُوذُوا فِی أَبْدَانِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ''.

''اور اسی سال (252ھ)، خلیفہ نے عراق میں اپنے عمال کو خط لکھا کہ آلِ ابی طالب کے مخلصین کا تعاقب کیا جائے اور ان کے ذرائعِ معاش کو تنگ کیا جائے، اور یہ حکم دیا کہ احکام (عدالتی فیصلوں) میں ان کی گواہی قبول نہ کی جائے، اور جو شخص بھی ان کی حمایت میں سرگرم پایا جائے اس کے اموال ضبط کر لیے جائیں۔ پس اس وجہ سے لوگ شدید تنگی کا شکار ہو گئے اور انہیں ان کے جسموں اور اموال میں سخت اذیت دی گئی''۔

توضیح وتشریح: امام الطبری کی یہ تاریخی تشریح ملوکیت کے اس منظّم فکری و معاشی حربے کو واضح کرتی ہے جس کا مقصد حق پرستوں کو معاشرے میں اچھوت بنانا تھا۔ عدالتوں میں سادات کے ہمدردوں کی گواہی رد کرنا (بِأَنْ لَّا تُقْبَلَ لَهُمْ شَهَادَةٌ) ان کے شہری و قانونی حقوق کو چھیننے کے مترادف تھا۔ علمائے حق اور اصحابِ فضل نے ان تمام معاشی مصائب اور بدنی اذیتوں کو برداشت کیا، مگر خلافت کے سامنے سرنگوں ہونے کی بجائے حقِ آلِ محمدؐ پر ثابت قدم رہے۔

خلاصہ ونتائج: سنہ 252 ہجری کے ان جگر سوز تاریخی واقعات کا تنقیدی جائزہ ہمیں درج ذیل نتائج تک پہنچاتا ہے: **1-جلاوطنی کا سفاکانہ استعمال:** عباسی ملوکیت نے ساداتِ علویین کو ان کے علمی وروحانی مرکز (مدینہ منورہ) سے جدا کر کے سامرا کی فوجی بیرکوں میں جلاوطن کرنا ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ **2-شہری وقانونی حقوق کی پامالی:** ائمۂ حق کے پیروکاروں کی گواہیاں مسترد کرنا اور ان کے اموال کی ضبطی یہ ظاہر کرتی ہے کہ عباسی نظام نظریاتی بقاء کی خاطر عدل وانصاف کا گلا گھونٹنے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا۔ **3-صبرِ جمیل کی ابدی فتح:** ان تمام تادیبی کارروائیوں، زنجیروں کی سختی اور معاشی تنگی کے باوجود، ان مظلوم ہستیوں کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی، جس نے ثابت کر دیا کہ فکری بالادستی کبھی مادی ہتھکنڈوں سے مغلوب نہیں ہوسکتی۔

مصادر ومراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:372-374 باب:''**ثم دخلت سنة اثنتين وخمسين ومائتين**'' سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔۲-ابن الاثیر، عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر: 7 صفحہ نمبر: 182-184 باب:''**ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ**'' سنہ طباعت: 1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔۳- ابن کثیر الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:11 صفحہ نمبر:48-50 باب:''**حوادث**

سنة اثنتين و خمسين و مائتين من الهجرة النبوية ''سنہ طباعت:1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔۴- ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلد نمبر:3 صفحہ نمبر:435-437 باب:''اخبار المعتز بالله و ما جری فی ایامه للطالبیین ''سنہ طباعت:2000ء (دار الفکر، بیروت)۔

سنہ 253ھ کے خونیں المیے

(ساداتِ علویین پر ظلم وستم کا تسلسل اور قیدِ تنہائی کی عقوبتیں)

خلافتِ عباسی کے چنگل میں جکڑے ہوئے عالمِ اسلام کا سالِ دوصد و پنجاہ وسہ (253 ہجری بمطابق 867 عیسوی) تاریخ کا وہ تاریک باب ہے جہاں ملوکیت نے اپنے اقتدار کی بقاء کے لیے آلِ رسولؐ اور ان کے سچے محبّین پر ظلم و جبر کا دائرہ مزید تنگ کر دیا۔ المعتز باللہ کے ملوکانہ رعب و دبدبے اور عسکری استبداد کے سائے میں جلاوطنی، قیدِ تنہائی اور حبسِ بے جا کی ایسی داستانیں رقم ہوئیں جنہوں نے تاریخِ حریت کو خون کے آنسو رلایا۔ یہ وہ پرآشوب سال تھا جب خراسان، عراق اور حجاز میں پھیلے ساداتِ علویین کو چن چن کر نشانہ بنایا گیا تاکہ خلافتِ حقہ کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو ہمیشہ کے لیے دبا دیا جائے۔ ملوکیت کے کارندوں نے آلِ ابی طالب کے معزز نفوس کو قیدِ تنہائی کی مہیب تاریکیوں میں دھکیل کر تڑپنے پر مجبور کیا۔ زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ معتبر مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس سال کی مظلوم شخصیات کے احوال اور ان پر ڈھائے

جانے والے ستم کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں پیش کرتا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: ابو احمد محمد بن جعفر علوی کی گرفتاری، جلاوطنی اور سامرا کے قید خانے کی عقوبت: سنہ 253 ہجری کا سب سے تکلیف دہ سانحہ ابو احمد محمد بن جعفر بن الحسن بن جعفر بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالبؑ کی مظلومانہ گرفتاری اور ان کی تذلیل ہے۔ وہ ایک نہایت شریف النفس، عابد اور بلند پایہ علوی رہنما تھے۔ عباسی سلطنت کے خراسانی کارندے محمد بن طاہر نے انہیں رے اور ہمدان کے درمیانی علاقے سے حراست میں لیا۔ ملوکیت کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ وہ آلِ رسولؐ کو ننگے چوپایوں پر بیڑیوں میں جکڑ کر تشہیر کرتی تھی۔ ابو احمد علوی کو بھی اسی کسمپرسی کی حالت میں دار الخلافہ سامرا پہنچایا گیا جہاں وہ قیدِ تنہائی کی نذر ہو گئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری سنہ 253ھ کے حوادث کے ذیل میں لکھتے ہیں: سنہ 253ھ کے خونیں المیے: ساداتِ علویین پر ظلم و ستم کا تسلسل اور قیدِ تنہائی کی عقوبتیں خلافتِ عباسی کے چنگل میں جکڑے ہوئے عالمِ اسلام کا سالِ دوصد و پنجاہ و سہ (253 ہجری بمطابق 867 عیسوی) تاریخ کا وہ تاریک باب ہے جہاں ملوکیت نے اپنے اقتدار کی بقاء کے لیے آلِ رسولؐ اور ان کے سچے محبّین پر ظلم و جبر کا دائرہ مزید تنگ کر دیا۔ المعتز باللہ کے ملوکانہ رعب و دبدبے اور عسکری استبداد کے سائے میں جلاوطنی، قیدِ تنہائی

اور حبسِ بے جا کی ایسی داستانیں رقم ہوئیں جنہوں نے تاریخِ حریت کو خون کے آنسو رلایا۔ یہ وہ پرآشوب سال تھا جب خراسان، عراق اور حجاز میں پھیلے ساداتِ علویین کو چن چن کر نشانہ بنایا گیا تا کہ خلافتِ حقہ کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو ہمیشہ کے لیے دبا دیا جائے۔ ملوکیت کے کارندوں نے آلِ ابی طالب کے معزز نفوس کو قیدِ تنہائی کی مہیب تاریکیوں میں دھکیل کر تڑپنے پر مجبور کیا۔

زیرِ نظر علمی و تحقیقی مقالہ معتبر مآخذِ تاریخ کی روشنی میں اس سال کی مظلوم شخصیات کے احوال اور ان پر ڈھائے جانے والے ستم کو فصیح، بلیغ اور ادبی اسلوب میں پیش کرتا ہے تا کہ اسے کتاب ''اسلام کی مظلوم شخصیات'' میں ایک مستقل باب کے طور پر شامل کیا جا سکے۔

سانحہ اول: ابو احمد محمد بن جعفر علوی کی گرفتاری، جلاوطنی اور سامرا کے قید خانے کی عقوبت: سنہ 253 ہجری کا سب سے تکلیف دہ سانحہ ابو احمد محمد بن جعفر بن الحسن بن جعفر بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالبؑ کی مظلومانہ گرفتاری اور ان کی تذلیل ہے۔ وہ ایک نہایت شریف النفس، عابد اور بلند پایہ علوی رہنما تھے۔ عباسی سلطنت کے خراسانی کارندے محمد بن طاہر نے انہیں رے اور ہمدان کے درمیانی علاقے سے حراست میں لیا۔ ملوکیت کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ وہ آلِ رسولؐ کو ننگے چوپایوں پر بیڑیوں میں جکڑ کر تشہیر کرتی تھی۔ ابو احمد علوی کو بھی اسی کسمپرسی کی حالت میں دار الخلافہ سامرا پہنچایا گیا جہاں وہ قیدِ تنہائی کی نذر ہو گئے۔

تاریخی شواہد اور عربی عبارت (از تاریخ الرسل والملوک): امام المورخین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری سنہ 253ھ کے حوادث کے ذیل میں لکھتے ہیں: ''اور اسی سال (253ھ) میں، محمد بن طاہر نے ابو احمد محمد بن جعفر بن الحسن علوی کو سامرا روانہ کیا، جنہیں رے کے اطراف سے گرفتار کیا گیا تھا۔ پس انہیں زنجیروں اور طوق و بند میں جکڑ کر معتز عباسی کے دربار میں پیش کیا گیا۔ معتز نے انہیں تنگ ترین جیل میں ڈالنے کا حکم دیا، چنانچہ وہ مسلسل اس قید خانے میں تنگی اور اذیتیں جھیلتے رہے یہاں تک کہ اسی حال میں ان کی موت واقع ہوگئی''۔

توضیح وتشریح: ابن الاثیر کا یہ بلیغ تاریخی اعتراف ثابت کرتا ہے کہ بنو عباس نے آلِ محمدؐ کو معاشی طور پر فاقہ کشی پر مجبور کرنے کے لیے کسی حد تک اخلاقی حدود کو پامال کیا۔ جملہ فَنَالَهُمْ مِنْ ذَلِكَ الْفَقْرُ الشَّدِيدُ وَالْجُوعُ (پس وہ شدید فقر اور بھوک کا شکار ہوئے) اس کربناک صورتحال کی تصویر کشی کرتا ہے جہاں رسول اللہؐ کے خاندان کی پاکدامن خواتین اور معصوم بچے مدینہ منورہ میں نانِ شبینہ کو محتاج ہو گئے، جبکہ غاصب خلافت ان کے جائز اموال سے اپنے محلات سجا رہی تھی۔

خلاصہ و نتائج: سنہ 253 ہجری کے تاریخی حادثات کا گہرا مطالعہ ہمیں مندرجہ ذیل نتائج فراہم کرتا ہے: **1- غیر انسانی قید و بند کا تدارک:** ساداتِ علویین بالخصوص ابو احمد محمد بن جعفر علوی کو بے قصور قیدِ تنہائی کی اذیتیں دے کر مارنا ملوکیت کے سنگین جرائم میں سے ہے۔ **2- معاشی ہتھیار کا ظالمانہ استعمال:** مدینہ منورہ میں

سادات کے باغات اور پیداوار کی ضبطی ظاہر کرتی ہے کہ عباسی حکومت جنگی ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ معاشی ناکہ بندی کو بھی اپنے مخالفین کو ختم کرنے کا موثر ذریعہ سمجھتی تھی۔

3-مظلومیت کی تاریخی بقاء: بنوعباس کے ان تمام مادی ہتھکنڈوں کے باوجود، ساداتِ علویین کی اخلاقی، علمی اور روحانی عظمت دلوں پر نقش رہی، اور آج تاریخ انہیں مظلومیت اور حریت کے استعارے کے طور پر یاد کرتی ہے۔

مصادر ومراجع: ۱-الطبری، محمد بن جریر کتاب: تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) جلد نمبر:9 صفحہ نمبر:382 باب:''ثم دخلت سنة ثلاث وخمسين ومائتين'' سنہ طباعت:1967 (دار المعارف، قاہرہ)۔۲-ابن الاثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری کتاب: الکامل فی التاریخ جلد نمبر:7 صفحہ نمبر: 194 باب:''ذِكْرُ حَوَادِثِ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ'' سن ہ طباعت: 1997 (دار الکتب العلمیہ، بیروت)۔۳-ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر کتاب: البدایہ والنہایہ جلد نمبر:11 صفحہ نمبر:58 باب:''ثم دخلت سنة ثلاث وخمسين ومائتين من الهجرة'' سنہ طباعت:1997 (دار ہجر، قاہرہ)۔۴-ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد کتاب: تاریخ ابن خلدون (کتاب العبر) جلد نمبر:3 صفحہ نمبر:441 باب:''أخبار معتز بالله وما نزل بالطالبيين فی عهده'' سنہ طباعت:2000ء (دار الفکر، بیروت)۔

☆☆☆